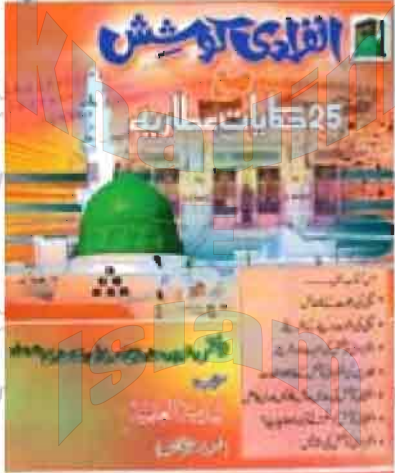


پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے

افق کوشش

25 کتابیات



پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے
پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے
پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے
پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے
پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے
پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے
پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے
پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے
پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے
پیشانی پر مبارک باد کی لکھی ہوئی ہے

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا جذبہ رکھنے والے
مسلمانوں کے لئے راہنما تحریر

انفرادی کوشش

مع

25 حکایات عطاریہ

پیش کش

شہزادہ عطار حاجی محمد بلال رضا عطاری
سَلَمَةُ الْبَارِي

مرتب

مجلس المدینة العلمیة (شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوة والسلام علیہ وعلیٰ آلہ وسلم (صحابہؓ یا حبیب اللہ)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : انفرادی کوشش مع ۲۵ حکایات عطاریہ

پیش کش : شہزادہ عطار حاجی محمد بلال رضا عطاری مدظلہ العالی

مرتب : المدینة العلمية (شعبہ اصلاحی کتب)

سن طباعت : ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

ملنے کے پتے

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر کراچی

مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عید گاہ، راولپنڈی

مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

مکتبۃ المدینہ چھوٹی کھٹی، حیدر آباد

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ
 مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على احسانه وبفضل رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم
 تبليغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت،
 احیائے سنت اور اشاعتِ علم شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے،
 ان تمام امور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا
 ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ بھی ہے جو دعوتِ
 اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام کثرہم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص
 علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل پانچ شعبے ہیں:

(۱) شعبہ کتبِ علیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) شعبہ درسی کتب

(۳) شعبہ اصلاحی کتب

(۴) شعبہ تراجم کتب

(۵) شعبہ تفتیش کتب

”المدينة العلمية“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت امام

اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجددِ دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی گراں مایہ تصانیف کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ الوسعی سہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدينة العلمية“ کو

دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

صفحہ نمبر	فہرست	نمبر شمار
8	پیش لفظ.....	1
9	مسلمانوں کی حالتِ زار.....	2
10	اس کے اجتماعی و انفرادی نقصانات.....	3
12	ان نقصانات سے بچنے کا طریقہ.....	4
12	دعوتِ اسلامی کا تعارف.....	5
13	دعوتِ اسلامی کی بہاریں.....	6
15	دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے فوائد	7
18	نیکی کی دعوت کے فضائل.....	8
21	نیکی کی دعوت دینے کے دو طریقے.....	9
21	اجتماعی کوشش.....	10
21	انفرادی کوشش.....	11
22	انفرادی کوشش کی اہمیت.....	12
23	انفرادی کوشش کے فضائل.....	13
27	رسولِ اکرم ﷺ کی انفرادی کوشش کے واقعات.....	14

51	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انفرادی کوشش کے واقعات.....	15
64	اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی انفرادی کوشش کے واقعات....	16
94	اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی انفرادی کوشش کے واقعات.....	17
101	امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی انفرادی کوشش کے واقعات....	18
124	انفرادی کوشش کی راہ میں حائل رکاوٹیں اور ان کو دور کرنے کے طریقے.....	19
130	انفرادی کوشش کرنے کا طریقہ.....	20
131	انفرادی کوشش کرنے والے کے اوصاف.....	21
141	انفرادی کوشش کے لئے کی جانے والی ملاقات میں نیت	22
141	انفرادی کوشش کے لئے کی جانے والی ملاقات سے پہلے غور طلب امور.....	23
142	ملاقات کی ابتداء کس طرح کریں؟.....	24
143	ملاقات کا دورانیہ.....	25
144	دوران ملاقات پیش نظر رکھے جانے والے امور.....	26
154	بعد ملاقات کئے جانے والے کام.....	27

158	انفرادی کوشش کب تک جاری رکھی جائے؟.....	28
159	غیر مسلم پر انفرادی کوشش کس طرح کی جائے؟.....	29
160	ملاقات کی مثالیں	30
160	مسجد میں ملاقات.....	31
164	ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کے بعد ملاقات.....	32
169	دوران سفر بس میں ملاقات.....	33
176	طالب علم Student سے ملاقات.....	34
182	ٹرین میں سفر کے دوران ملاقات.....	35
190	سنتوں بھرے اجتماع کے بعد ملاقات.....	36
195	ایمان کی حفاظت.....	37
198	ماخذ و مراجع.....	38

پیش لفظ

الحمد للہ ﷻ! زیر نظر کتاب ”انفرادی کوشش مع ۲۵ حکایات عطاریہ“ شہزادہ عطار حاجی محمد بلال رضا عطاری مدظلہ العالی کی جانب سے آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ اس کتاب میں نیکی کی دعوت کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کے لئے انفرادی کوشش کی ضرورت، اسکی اہمیت، اس کے فضائل اور انفرادی کوشش کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اسلاف کی انفرادی کوشش کے ”۹۹“ منتخب واقعات کو بھی جمع کیا گیا ہے جس میں بانی دعوت اسلامی امیر اہل سنت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے ”۲۵“ واقعات بھی شامل ہیں نیز کتاب کے آخر میں انفرادی کوشش کے عملی طریقے کی مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

اس کتاب کو مرتب کرنے کی سعادت دعوت اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ کے شعبۂ اصلاحی کتب نے حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ”اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش“ کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بننے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوت اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

شعبہ اصلاحی کتب (المدینۃ العلمیۃ)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

پیارے اسلامی بھائیو!

رب تعالیٰ کا کروڑہا احسان کہ اس نے ہمیں دولتِ اسلام سے نواز کر مسلمان بنایا۔ اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہمارا ہر کام رب ﷻ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی خوشنودی کے لئے ہوتا مگر افسوس صد افسوس کہ آج مسلمانوں کی اکثریت بے عملی کا شکار ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ (معاذ اللہ ﷻ) جہنم کے گڑھے میں چھلانگ لگانے کے لئے پوری رفتار سے بھاگی چلی جا رہی ہے۔ بلکہ اس رفتار کو دوام دینے کے لئے جہنم میں لے جانے والے اعمال دانستہ یا نادانستہ طور پر ”استقامت“ سے اپنائے ہوئے ہے مثلاً گالی دینا، تہمت لگانا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، کسی کے عیب جاننے کی جستجو میں رہنا، کسی کے عیب اچھالنا، جھوٹ بولنا، جھوٹے وعدے کرنا، کسی کا مال ناحق کھانا، خون بہانا، کسی کو بلا اجازت شرعی تکلیف دینا، قرض دبا لینا، کسی کی چیز عاریتاً لے کر واپس نہ کرنا، کسی کا نام بگاڑنا، کسی کی چیز باوجود اسے ناگوار گزرنے کے بلا اجازت استعمال کرنا، شراب پینا، جوا کھیلنا، چوری کرنا، زنا کرنا، حیاء سوز مناظر پر مشتمل فلمیں دیکھنا، گانے سننا، سود و رشوت کا لین دین کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انہیں ستانا، امانت میں خیانت کرنا، بدنگاہی کرنا، عورتوں کا مردوں کی اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا، غرور، تکبر، حسد، ریاء کاری، اپنے دل میں کسی مسلمان کا بغض و کینہ رکھنا، شامت (یعنی کسی مسلمان کو نقصان پہنچنے پر خوش ہونا)، بدگمانی کرنا، اپنی ذات کے لئے غصہ کرنا، گناہوں کی حرص، نامحرم عورتوں کی محبت، حبِ جاہ، بخل، خود پسندی..... وغیرہ

سب سے زیادہ تشویش ناک بات تو یہ ہے کہ علم دین کی دولت سے محرومی کی بناء پر اب ان ”کارناموں“ کو سرانجام دیتے وقت یہ بھی خیال نہیں کیا جاتا کہ یہ گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ اس کی بجائے ”اجی! زمانے کا دستور ہے، خوشی کا موقع ہے، مجبوری ہے، عادت بن گئی ہے، بچنا مشکل ہے، جوانی کا تقاضا ہے.....“ جیسے بیوقوفانہ جملوں کو دلیل بنا کر ان گناہوں کا ارتکاب اس قدر بے باکی اور دلیری سے کیا جاتا ہے کہ الامان والحفیظ.....

جبکہ اس کے برعکس ایسے مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے جو زیورِ علم سے آراستہ ہوں اور اپنی زندگی رب تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے حبیب، بیمار دلوں کے طبیب ﷺ کی اطاعت میں بسر کریں، میدانِ محشر میں سرخروئی کے لئے خوب نیکیاں کریں، سنتوں پر عمل کریں اور ارتکابِ گناہ سے باز رہیں۔

اب اگر کسی ”عقل مند“ کے مشورے کے مطابق اس صورتِ حال کو جوں کا توں رہنے دیا جائے تو نتیجۃً ہمیں اجتماعی اور انفرادی طور پر درج ذیل نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے.....

اجتماعی طور پر پیش آنے والے نقصانات:

کثیر گناہ ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے براہِ راست دوسروں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص چوری کا گناہ کرے گا تو اس شخص کا نقصان ہوگا جس کی چیز چرائی جائے گی بالکل یہی معاملہ ڈاکہ ڈالنے، امانت میں خیانت، گالی دینے، تہمت لگانے، غیبت کرنے، چغلی کھانے، کسی کے عیب اچھالنے، کسی کا مال ناحق کھانے، خون بہانے، کسی کو بلا اجازت شرعی تکلیف دینے، قرض دبا لینے، کسی کی چیز اُسے ناگوار

گزر نے کے باوجود بلا اجازت استعمال کرنے، ماں باپ کو ستانے اور بدنگاہی کرنے کا ہے.....

اب اگر ہر ایک کو ان گناہوں کے ارتکاب کی کھلی چھوٹ دے دی جائے تو نہ تو کسی کا مال سلامت رہے گا اور نہ ہی عزت..... بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہمارا معاشرہ ”دُروں کے جنگل“ کا منظر پیش کرنے لگے گا۔

انفرادی طور پر ہونے والے نقصانات:

ان گناہوں میں سے کچھ ایسے ہیں، جن کے ارتکاب سے انسان کی عزت کو نقصان پہنچتا ہے مثلاً جو شخص چغل خور یا زانی یا شرابی کے طور پر مشہور ہو جائے تو سب پر عیاں ہے کہ معاشرے میں اس کا کیا مقام ہوتا ہے؟ اور بعض گناہ ایسے ہیں جو انسان کے مال کو نقصان پہنچاتے ہیں مثلاً جو اکیلے کی لت پڑ جانا، سود پر قرض لینا، کام کاج کرنے کی بجائے فلمیں ڈرامے دیکھنے میں مشغول رہنا..... افعالِ مذکورہ میں ملوث افراد مالی طور پر جس طرح ”دن دگنی رات چوگنی“ اُلٹی ترقی کرتے ہیں یہ کسی صاحبِ عقل سے مخفی نہیں۔ ان تمام دنیاوی نقصانات کے ساتھ ساتھ ایسے شخص کو اخروی طور پر بھی خسارے کا سامنا ہے جو جہنم کے بھیانک اور ہولناک عذابات کی صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔ (العباد باللہ عز وجل)



ان نقصانات سے بچنے کا طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ان نقصانات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش میں لگ جائیں بلکہ اس کے لئے باقاعدہ طور پر کوئی ایسی تنظیم ہونی چاہئے جو ساری دنیا میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کوشاں رہے۔ قرآن کریم میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، چنانچہ سورۃ ال عمران میں ارشاد ہوتا ہے،

”وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ترجمہ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔“ (پ ۴ سورۃ آل عمران: ۱۰۴)

الحمد للہ ﷻ! اس پر فتن دور میں تبلیغ قرآن و سنت کی غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ یہ فریضہ بخوبی سرانجام دے رہی ہے۔ اس تحریک کے بانی امیر اہل سنت،

عاشقِ اعلیٰ حضرت، مریدِ قطبِ مدینہ، علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی ہیں۔ جنہوں نے ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۱ء میں کچھ اسلامی بھائیوں کے ساتھ مل کر

باب المدینہ کراچی سے اس تحریک کا آغاز کیا۔ الحمد للہ ﷺ! میٹھے میٹھے مصطفیٰ ﷺ کی عنایتوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برکتوں، اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کی نسبتوں، علماء و مشائخ اہل سنت کی شفقتوں، اسلامی بھائیوں کی محنتوں، مدنی قافلوں کی بہاروں اور امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی شبانہ روز کوششوں کے نتیجے میں آج ”دعوتِ اسلامی“ کا مدنی پیغام دنیا کے کم و بیش ۵۶ ممالک میں پہنچ چکا ہے اور کامیابی کا سفر ابھی جاری ہے۔

دعوتِ اسلامی کی بھاریں

الحمد للہ ﷺ! اس مدنی ماحول کی برکت سے لاکھوں مسلمانوں کو گناہوں سے توبہ کی توفیق ملی اور وہ تائب ہو کر صلوٰۃ و سنت کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ جو بے نمازی تھے نمازی بن گئے، بدنگاہی کے عادی نگاہیں نیچی رکھنے کی سنت پر عمل کرنے والے بن گئے، زرق برق لباس پہن کر گلے میں دوپٹا لٹکا کر تفریح گاہوں کی زینت بننے والیاں بے پردگی سے ایسی تائب ہوئیں کہ مدنی برقع ان کے لباس کا حصہ بن گیا، ماں باپ سے گستاخانہ انداز اختیار کرنے والے اُن کا ادب کرنے والے بن گئے، جن کی حرکتوں کی وجہ سے کبھی پورا محلّہ تنگ تھا وہ سارے علاقے کی آنکھ کا تارا بن گئے، چوری و ڈاکے کے عادی دوسروں کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والے بن گئے، کسی غریب کو دیکھ کر تکبر سے ناک بھوں چڑھانے والے عاجزی کے پیکر بن گئے، ہر وقت حسد کی آگ میں جلنے والے دوسروں کے علم و عمل میں ترقی کی دعائیں دینے والے بن گئے، گانے سننے کے شوقین، سنتوں بھرے بیانات اور مدنی مذاکرات کے کیسیٹ سننے والے بن گئے

فحش کلامی کرنے والے نعتِ مصطفیٰ ﷺ پڑھنے والے بن گئے، یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کے خواب اپنی آنکھوں میں سجانے والے گنبدِ خضریٰ کی زیارت کے لئے تڑپنے والے بن گئے، مال کی محبت میں مرنے والے فکرِ آخرت میں مبتلا رہنے والے بن گئے، شراب پینے کی عادت پالنے والے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے جام پینے والے بن گئے، اپنا وقت فضولیات میں برباد کرنے والے اپنا اکثر وقت عبادت میں گزارنے کے لئے ”مدنی انعامات“ کے عامل بن گئے، فحش رسائل و ڈائجسٹ کے رسیا امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی و علمائے اہل سنت دامت فیوضہم کے رسائل اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرنے والے بن گئے، تفریح کی خاطر ٹور پر جانے کے عادی راہِ خدا ﷺ میں سفر کرنے والے بن گئے، ”کھاؤ، پیو اور جان بناؤ“ کے نعرے کو اپنی زندگی کا محور قرار دینے والے اس مدنی مقصد کو اپنانے والے بن گئے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ ﷻ“

مدینہ:

دعوتِ اسلامی کی بہاروں کے بارے تفصیلی طور پر جاننے کے لئے، ”خوش نصیب میاں بیوی“، ”کافر خاندان کا قبولِ اسلام“، ”بھیانک حادثہ“، ”دعوتِ اسلامی کی بہاریں حصہ اول، دوم“ نامی رسالوں کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔



دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے

وابستہ ہونے کے فوائد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اگر آپ ابھی تک دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول سے دور ہیں تو مدنی مشورہ ہے کہ آج ہی اس مدنی ماحول سے ہمیشہ کے لئے وابستہ ہو جائیں۔ اس وابستگی کے نتیجے میں ہمیں درج ذیل برکتیں بھی نصیب ہوں گی۔ ان شاء اللہ ﷻ

(1) دینی معلومات میں اضافہ :

جب ہم دعوتِ اسلامی کے اس پاکیزہ ماحول سے وابستہ اسلامی بھائیوں کی صحبت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کریں گے تو اس کی برکت سے ہماری دینی معلومات میں اضافہ ہونا شروع ہو جائے گا۔ ان میں سے کچھ معلومات ہمیں باہم گفتگو اور کچھ بیانات وغیرہ کے ذریعے حاصل ہوگی، پھر اس وابستگی کی برکت سے امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے رسائل پڑھنے، مدنی مذاکروں کی کیسٹیں سننے اور دیگر علمائے اہل سنت کی کتابیں پڑھنے کا شوق بیدار ہوگا، جس کے نتیجے میں ہمیں علم کا خزانہ حاصل ہوگا۔

ان شاء اللہ ﷻ

(2) توبہ کی توفیق :

جب دعوتِ اسلامی سے وابستگی کی برکت سے ہمیں ایسے اسلامی بھائیوں کی

صحبت میسر آئے گی جو اپنے ہر فعل میں اللہ تعالیٰ کی گرفت کا خیال رکھنے والے ہوں اور عذابِ جہنم کے خوف کی وجہ سے ارتکابِ گناہ سے بچتے ہوں تو ہمارے اندر بھی ان عمدہ اوصاف کا ظہور ہونا شروع ہو جائے گا۔ پھر ہم بھی جلوت و خلوت میں اللہ ﷻ سے ڈرنے والے بن جائیں گے اور یہ خوفِ خدا ﷻ ہمیں سابقہ زندگی میں کئے ہوئے گناہوں پر توبہ کرنے کی طرف مائل کرے گا۔ ان شاء اللہ ﷻ

(3) باعمل بننے کی سعادت:

دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول اپنانے کی برکت سے ہمیں مدنی انعامات کے عامل اسلامی بھائیوں کی صحبت نصیب ہوگی جن کے سامنے بے عملی اختیار کرنے میں فطری طور پر جھجک محسوس ہوگی اور ہمارا دل بھی مدنی انعامات کا عامل بننے کو چاہے گا، یوں غیر محسوس طریقے سے آہستہ آہستہ ہم بھی باعمل بنتے چلے جائیں گے۔ ان شاء اللہ ﷻ

(4) عبادات اور گناہوں سے بچنے پر استقامت:

عبادات پر استقامت اختیار کرنا عموماً دشوار محسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ دشواری اس وقت تک محسوس ہوتی ہے جب تک ہمارے سامنے کوئی شخص انہیں استقامت سے اپنائے ہوئے نہ ہو چنانچہ اگر ہم مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں گے تو ہمیں کثیر اسلامی بھائی اجتماعی طور پر عبادات پر استقامت پزیر دکھائی دیں گے جس کی برکت سے حیرت انگیز طور پر ہم بھی کسی قسم کی مشقت کے احساس کے بغیر عبادات اور پرہیز گناہ پر استقامت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ ﷻ

(5) خوفِ خدا ﷻ اور عشقِ رسول ﷺ کی دولت کا حصول:

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع ، مسجد اجتماع ، مساجد میں ہونے والے فیضانِ سنت کے ابواب کے درس اور راہِ خدا ﷻ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول ﷺ کے مدنی قافلوں کی پاکیزہ فضاء کی برکت سے ہمیں خوفِ خدا ﷻ اور عشقِ رسول ﷺ کی دولت میسر آئے گی، اس کے برعکس اگر ہم ایسے افراد کی صحبت اختیار کئے رہیں گے جو ارتکابِ گناہ میں کسی قسم کی شرم محسوس نہ کریں اور ان کا مطمع نظر صرف دنیا ہو تو خوفِ خدا ﷻ اور عشقِ رسول ﷺ کی اس عظیم دولت کا حصول محض ایک خواب ہے۔

(6) نیکی کی دعوت عام کرنے کا جذبہ :

جب اس مدنی ماحول میں ہمیں ایسے اسلامی بھائی ملیں گے جو ”اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے“ کے مدنی مقصد کے تحت نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے راہِ خدا ﷻ میں سفر کرنے والے مدنی قافلوں کا مسافر بننے کی عادت اپنائے ہوئے ہوں گے تو ہم بھی اس پاکیزہ عادت میں سے اپنا حصہ وصول کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لہذا! ہم بھی علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں شرکت کر کے اور راہِ خدا ﷻ میں سفر کرنے والے مدنی قافلوں کا مسافر بن کر نیکی کی دعوت کو ساری دنیا میں عام کرنے کی کوشش میں مصروف ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ ﷻ



نیکی کی دعوت کے فضائل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

کسی کو نیکی کی دعوت دینا یقیناً ہمارے لئے دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیوں کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے، بطور ترغیب نیکی کی دعوت کے چند فضائل ملاحظہ ہوں،

﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،.....

”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ ترجمہ کنز الایمان: تم بہتر ہواں سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

(پ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰)

﴿2﴾ ایک اور مقام پر فرمایا،.....

”وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ

ترجمہ کنز الایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا۔ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۱)

﴿3﴾ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ انسان کے ہر عضو پر روزانہ ایک صدقہ ہے لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کی، ”آپ نے ہمیں جو باتیں بتائی ہیں یہ ان میں سے سب سے زیادہ سخت ہے۔“ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”تمہارا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور تمہارا راستے سے گندگی ہٹا دینا صدقہ ہے اور تمہارا نماز کے لئے چلنے میں ہر قدم صدقہ ہے۔“ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۷۷)

﴿4﴾ سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ذکر اللہ ﷻ اور نیکی کی دعوت کے سوا بنی آدم کے ہر کلام کے بارے میں اس کی پرش کی جائے گی۔“

(الترمذی، کتاب الزہد، رقم الحدیث ۲۴۲۰، ج ۴، ص ۱۸۵)

﴿5﴾ حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جنت الفردوس خاص اُس شخص کے لئے ہے جو نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے۔“

(تنبیہ المغترین ص ۲۹۰ دار البشائر بیروت)

﴿6﴾ حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے عرض کیا، ”یا رسول اللہ ﷺ! مال دار لوگ اجر لے گئے (حالانکہ وہ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں؟“ فرمایا، ”کیا اللہ ﷻ نے تمہارے لئے کوئی ایسی چیز نہیں بنائی جو تم صدقہ کر سکو؟ بیشک ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور نیکی کی ترغیب دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔“ (صحیح مسلم کتاب الزکاة رقم ۱۰۰۶ ص ۵۰۳)

﴿7﴾ حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی، ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! بندے کو کون سی شے دوزخ سے نجات دلوائے گی؟“ ارشاد فرمایا، ”اللہ عزوجل پر ایمان لانا۔“ میں نے عرض کی، ”اے اللہ کے

نبی! کیا ایمان کے ساتھ ساتھ کوئی عمل بھی ہے؟“ ارشاد فرمایا، ”اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے ہوتے ہوئے عاجزی کرنا۔“ میں نے عرض کی، ”اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کے پاس نعمتوں کی فراوانی نہ ہو تو؟“ ارشاد فرمایا، ”وہ بھلائی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے۔“ میں نے عرض کی، ”یا رسول اللہ! اگر کوئی یہ کام کرنے سے بھی عاجز ہو تو؟“ ارشاد فرمایا، ”کسی کو تن ڈھانپنے کے لئے کپڑے دے دے۔“ میں نے عرض کی، ”یا رسول اللہ! اگر کوئی ایسا ہو کہ کچھ بھی کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو؟“ ارشاد فرمایا، ”وہ مغلوب کی مدد کرے۔“ پھر فرمایا، ”اگر تم اس بات کی خواہش رکھتے ہو کہ تمہارے بھائی میں کوئی بھلائی ہو تو وہ لوگوں کو تکلیف نہ دے۔“ میں نے عرض کی، ”یا رسول اللہ! کیا ایسا کرنے والا جنت میں داخل ہو جائے گا؟“ ارشاد فرمایا، ”جو مسلمان ان اعمال میں سے ایک بھی عمل کرے گا تو قیامت کے دن وہ عمل خود اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔“ (مکادم الاخلاق، ص ۳۶، رقم الحدیث: ۹۸)



نیکی کی دعوت دینے کے دو طریقے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

مسلمانوں تک نیکی کی دعوت پہنچانے کی کوشش عموماً دو طرح سے کی جاسکتی ہے،.....

﴿1﴾ اجتماعی کوشش، ﴿2﴾ انفرادی کوشش

(i) اجتماعی کوشش:

سنتوں بھرے اجتماع میں بیان کے ذریعے، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کی صورت میں اور کتابیں تحریر کر کے مسلمانوں تک نیکی کی دعوت پہنچانے (یعنی انہیں سمجھانے) کو اجتماعی کوشش کہتے ہیں۔

(ii) انفرادی کوشش:

چند (مثلاً ایک، دو یا تین) اسلامی بھائیوں کو الگ سے نیکی کی دعوت دینے (یعنی انہیں سمجھانے) کو انفرادی کوشش کہتے ہیں۔



انفرادی کوشش کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

بانی دعوت اسلامی امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ، ”دعوت اسلامی کا 99,90 فی صد کام انفرادی کوشش کے ذریعے ہی ممکن ہے۔“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی انفرادی کوشش، اجتماعی کوشش سے کہیں زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے کیونکہ بارہا دیکھا گیا کہ وہ اسلامی بھائی جو برسہا برس سے اجتماع میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کر رہا تھا، اس نے دورانِ بیان دی جانے والی مختلف ترغیبات مثلاً پنج وقتہ نماز باجماعت پڑھنے، رمضان کے روزے رکھنے، سر پر عمامہ سجانے، چہرے پر داڑھی رکھنے، سنت کے مطابق سفید لباس پہننے، مدنی انعامات پر عمل کرنے اور مدنی قافلے میں سفر وغیرہ پر لبیک کہتے ہوئے ان کی نیت بھی کی مگر اس کے باوجود عملی قدم اٹھانے میں ناکام رہا۔ لیکن جب کسی نے اس سے ملاقات کر کے انفرادی کوشش کرتے ہوئے بالتدریج مذکورہ بالا امور کی ترغیب دی، تو وہ ان کا عامل بنتا چلا گیا۔ گویا اجتماعی کوشش کے ذریعے لوہا گرم ہوا اور انفرادی کوشش کے ذریعے اس گرم لوہے پر چوٹ لگائی گئی۔

اسی طرح اجتماعی کوشش کے مقابلے میں ایک یا دو اسلامی بھائیوں پر انفرادی کوشش کرنا بے حد آسان ہے کیونکہ کثیر اسلامی بھائیوں کے سامنے بیان کرنا ہر ایک کے

بس کی بات نہیں، جبکہ انفرادی کوشش ہر ایک کر سکتا ہے خواہ اسے بیان کرنا آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ اس انفرادی کوشش کے نتیجے میں تنظیمی فوائد کے علاوہ ہمیں درج ذیل فضائل بھی حاصل ہوں گے۔ ان شاء اللہ ﷻ

انفرادی کوشش کے فضائل

﴿1﴾ سورہ حم السجدہ میں ہے، ”وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى

اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (پ ۲۴- حم السجدہ: ۳۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔“

﴿2﴾ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”اللہ ﷻ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ

تمہارے ذریعے کسی ایک کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“ (سنن ابو داؤد، ج ۲، ص ۱۵۹)

﴿3﴾ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رحمتِ کونین ﷺ نے فرمایا

”نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔“

(جامع ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء الدال علی الخیر الخ، ج ۴، ص ۳۰۵، رقم: ۲۶۷۹)

﴿4﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا،

”جس نے ہدایت و بھلائی کی دعوت دی تو اسے اس بھلائی کی پیروی کرنے والوں کے

برابر ثواب ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اور جس نے کسی کو گمراہی کی

دعوت دی اسے اس گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں

میں کمی نہ ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن حسنة الخ، ص ۱۴۳۸، رقم: ۲۶۷۴)

﴿4﴾ حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الہی ﷺ میں عرض کی، ”یا اللہ ﷻ! جو اپنے بھائی کو بلائے، اسے نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے تو اس کی جزاء کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا، ”میں اس کی ہر بات پر ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہوں اور اسے جہنم کی سزا دینے میں مجھے حیا آتی ہے۔“ (مکاشفة القلوب، باب فی الامر والمعرف، ص ۴۸)

﴿5﴾ ان کے علاوہ انفرادی کوشش کی غرض سے کی گئی ملاقات سے ہمیں درج ذیل فضائل بھی حاصل ہوں گے۔ ﴿۱﴾ (اللہ تعالیٰ)

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”ایک شخص کسی شہر میں اپنے کسی بھائی سے ملنے گیا تو اللہ ﷻ نے ایک فرشتہ اس کے راستے میں بھیجا جب وہ فرشتہ اس کے پاس پہنچا تو اس سے پوچھا ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ اس نے کہا، ”اس شہر میں میرا ایک بھائی رہتا ہے اس سے ملنے جا رہا ہوں۔“ اس فرشتے نے پوچھا، ”کیا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے جسے اتارنے جا رہا ہے؟“ تو اس نے کہا، ”نہیں بلکہ اللہ ﷻ کے لئے اس سے محبت کرتا ہوں۔“ فرشتے نے کہا، ”مجھے اللہ ﷻ نے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تجھے بتا دوں کہ اللہ ﷻ بھی تجھ سے اسی طرح محبت فرماتا ہے جس طرح تو اس کیلئے دوسروں سے محبت کرتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الحب فی اللہ، رقم ۲۵۶۷، ص ۱۳۸۸)

(۲) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ ”اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ بے شک ان لوگوں کے لئے میری محبت حق ہے جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور میری راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے لئے میری محبت حق ہے، اور جو لوگ میری وجہ سے آپس میں گفتگو کرتے ہیں ان کے لئے میری محبت حق ہے، اور جو لوگ میری وجہ سے ایک ملاقات کرتے ہیں ان کے لئے میری محبت حق ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل، رقم ۲۲۰۶۳، ج ۸، ص ۲۳۲)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے.. یا.. اللہ ﷻ کے لئے اپنے کسی اسلامی بھائی سے ملاقات کرنے جاتا ہے تو ایک منادی اسے مخاطب کر کے کہتا ہے کہ ”خوش ہو جا کیونکہ تیرا یہ چلنا مبارک ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے۔“

(الاحسان بترتیب ابن حبان، باب الاحسان، رقم ۵۷۴، ص ۳۹۱)

(۴) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے کون جنت میں جائے گا؟“ ہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتائیے۔“ فرمایا کہ ”نبی جنت میں جائے گا، صدیق جنت میں جائے گا اور جو شخص صرف اللہ ﷻ کی رضا کے لئے اپنے کسی بھائی سے ملاقات کرنے شہر کے مضافات میں جائے، وہ بھی جنت میں جائے گا۔“

(طبرانی اوسط، رقم ۱۷۴۳، ج ۱، ص ۴۷۲)

(۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”بیشک جنت میں ایک کمرہ ہے جس کے باہر سے اندر کا حصہ نظر آتا ہے اور اندر سے باہر کا منظر نظر آتا ہے اللہ ﷻ نے اسے اپنے لئے محبت کرنے والوں اور اپنے لئے ایک

دوسرے سے ملاقات کرنے والوں اور اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کیلئے تیار کیا ہے۔“ (طبرانی اوسط، رقم ۲۹۰۳، ج ۲، ص ۱۶۶)

(۶) حضرت ذر بن حبیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا ”کیا تم ملاقات کے لئے آئے ہو؟“ ہم نے عرض کی ”ہاں۔“ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”جو اپنے مؤمن بھائی سے ملاقات کرتا ہے وہ واپس لوٹنے تک رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے اور جو اپنے مؤمن بھائی کی عیادت کرتا ہے، واپس لوٹنے تک رحمت میں غوطے لگا تا رہتا ہے۔“ (طبرانی کبیر، رقم ۷۳۸۹، ج ۸، ص ۶۷)

(۷) حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ”اے ابورزین! مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو اسے رخصت کرتے ہوئے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا اللہ عز وجل! جیسے اس نے تیرے لئے ملاقات کی تو بھی اسے اپنا وصال عطا فرما۔“

(مجمع الزوائد، باب الزیادۃ والاکرام الزائرین، رقم ۱۳۵۹۲، ج ۸، ص ۳۱۷)



انفرادی کوشش کے سلسلے میں اکابرین کے واقعات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

الحمد للہ ﷻ! ہمارے اسلاف ہمہ وقت نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے لئے کوشش کرتے رہتے تھے۔ ان کی انفرادی کوششوں کی برکت سے آج ہر طرف اسلام کی بہاریں ہیں، ذیل میں بغرض ترغیب اکابرین کے منتخب واقعات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے.....

سید المبلغین، رحمة للعالمین، شفیع المذنبین
صلی اللہ علیہ وسلم کی انفرادی کوشش کے واقعات

(۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جب میں یمن سے واپس مکہ مکرمہ پہنچا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط، شیبہ، ربیعہ، ابو جہل، ابو البختری اور دیگر ضائد قریش مجھ سے ملے۔ انہوں نے کہا کہ ”اے ابوبکر! ایک عظیم واقعہ ہو گیا ہے، ابوطالب کے یتیم (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم اس معاملہ میں انتظار نہ کرتے، اب تم آگئے ہو تو اس کا فیصلہ کرنا تم پر موقوف ہے۔“ میں نے انہیں احسن طریقے سے واپس کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا

تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہیں۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ باہر تشریف لائے۔

میں نے پوچھا، ”اے محمد! آپ نے اپنے آباؤ اجداد کا دین ترک کر دیا؟“
 آپ نے (اسلام کی دعوت دیتے ہوئے) فرمایا، ”اے ابوبکر! میں تمہاری اور تمام لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، تم اللہ پر ایمان لے آؤ۔“ میں نے کہا کہ آپ کے اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے؟“ فرمایا ”وہ بوڑھا شخص جو تمہیں یمن میں ملا تھا۔“ میں نے کہا کہ میں تو وہاں کئی بوڑھوں سے ملا ہوں۔“ آپ نے فرمایا کہ ”وہ بوڑھا شخص جس نے تمہیں شعر سنائے تھے۔“ میں نے کہا کہ ”آپ کو کس نے خبر دی؟“ آپ نے فرمایا کہ اس عظیم فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس آتا رہا ہے۔“ میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“ پھر فرماتے ہیں کہ ”میں واپس ہو گیا اور میرے اسلام لانے پر پوری وادی میں سب سے زیادہ خوشی رسول اللہ ﷺ کو ہوئی۔“ (اسد الغابہ جلد ۳، ص ۳۱۹)

(۲) حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا، ”کیا میں تمہیں اپنے اسلام قبول کرنے کا قصہ نہ بیان کروں؟“
 لوگوں نے عرض کی، ”کیوں نہیں۔“ تو ارشاد فرمایا، ”میں پہلے پہل رسول اللہ ﷺ کا بہت بڑا دشمن تھا۔ آپ ﷺ صفا پہاڑی کے قریب ایک مکان میں تشریف فرما تھے کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا اور سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے میری قمیص پکڑ کر ارشاد

فرمایا، ”اے خطاب کے بیٹے! اسلام لے آؤ۔“ اور ساتھ ہی یہ دعا کی، ”اے اللہ ﷻ! اسے ہدایت عطا فرما۔“ یہ سن کر فوراً میرے منہ سے نکلا، ”اشھد ان لا اله الا اللہ واشھد انک رسول اللہ۔“ میرے اسلام قبول کرتے ہی مسلمانوں نے اتنی زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ مکہ کی گلیاں گونج اٹھیں۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۷۶، رقم الحدیث: ۹۵)

(3) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

ایک مرتبہ سرورِ عالم نور مجسم ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھ کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا شانہ رسالت میں تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ”یہ آپ کیا کر رہے تھے؟“ آپ ﷺ نے (اسلام کی دعوت دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا، ”یہ اللہ ﷻ کا ایسا دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے منتخب کیا اور اسی کی دعوت کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے لہذا میں تمہیں بھی ایسے اللہ ﷻ کی طرف بلاتا ہوں جو تمہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی عبادت کا حکم دیتا ہوں اور لات وعزئی کا انکار کرو۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ”یہ ایسی بات ہے کہ آج سے قبل میں نے کبھی نہیں سنی میں اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ اپنے والد ابو طالب سے بیان نہ کر لوں۔“ آپ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے تشویش ہوئی کہ کہیں آپ کے اعلان سے پہلے ہی یہ راز فاش نہ ہو جائے، لیکن اللہ ﷻ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل کو اسلام کی طرف مائل فرمادیا۔ چنانچہ وہ دوسری صبح آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی، ”آپ مجھ پر کیا پیش کرتے ہیں؟“ آپ

ﷺ نے فرمایا، ”یہ کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور لات و عزیٰ کو جھٹلاؤ اور بتوں سے براءت کا اظہار کرو۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور مسلمان ہو گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۳۴)

(4) حضرت سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اپنے بوڑھے والد ابوقحافہ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو لے کر سرکارِ دو عالم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا، ”اے ابوبکر! تم نے اپنے بوڑھے باپ کو کیوں تکلیف دی؟

میں خود ان کے پاس آجاتا۔“ تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، ”ان کا یہاں حاضر ہونا ہی زیادہ مناسب تھا۔“ رسول اکرم نے ابوقحافہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا، ”اے ابوقحافہ! اسلام قبول کر لو سلامتی کو پا لو گے۔“ تو سیدنا ابوقحافہ

رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔“ (الطبقات الکبریٰ ج ۶ ص ۸ رقم: ۱۴۹۷)

(5) حضرت سیدنا حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حکم بن کیسان کو ایک جنگی معرکہ میں گرفتار کیا۔ ہمارے سپہ سالار نے اس کی گردن اڑا دینے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن میں نے عرض کی، ”رہنے دیجئے! ہم اسے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کریں گے۔“ جب ہم اسے لے کر بارگاہِ نبوی میں پہنچے تو پیارے آقا ﷺ نے اسے دعوتِ اسلام پیش کی اور کافی دیر تک انہیں سمجھاتے رہے۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عمر فاروق

ﷺ نے عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس امید پر اس شخص سے گفتگو فرما رہے ہیں؟ (مجھے تو لگتا ہے کہ) خدا عزوجل کی قسم! یہ رہتی دنیا تک ایمان نہ لائے گا، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں اور یہ جہنم رسید ہو جائے۔“ مکی مدنی سلطان رحمت عالمیان ﷺ نے آپ کی بات پر توجہ نہ دی اور اسے مسلسل سمجھاتے رہے یہاں تک کہ حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱۰۲)

(۶) حضرت سیدنا وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے وحشی بن حرب کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر اسلام قبول کرنے کے لئے دعوت دی۔ اس نے جواب میں یہ کہلا بھیجا، ”آپ کیونکر مجھے اسلام کی طرف آمادہ کر رہے ہیں جب کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ قاتل، مشرک اور زانی جہنم میں ڈالا جائے گا اور قیامت کے دن اس کے عذاب کو دو گنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ جہنم میں ذلیل و خوار ہوتا رہے گا۔ اور میں نے ان سب کاموں کو کیا ہے، تو کیا ان سب کے باوجود آپ میرے چھٹکارے کی کوئی راہ پاتے ہیں۔“

اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی، ”إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ ترجمہ کنز الایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ (الفرقان ۷۰)

جب وحشی کو اس آیت کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے اپنا اشکال پیش کیا کہ نیک اعمال اور توبہ کی شرط تو بہت کڑی ہے، عین ممکن ہے کہ میں اس کو پورا نہ کر پاؤں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ“ ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور اس کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔“ (النساء: ۴۸)

اس آیت کو سن کر وحشی نے کہا، ”میرے گمان میں یہ خدا (ﷻ) کی مشیت پر ہے مجھے کیا پتہ کہ میری مغفرت ہوگی بھی یا نہیں؟ کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی امید افزاء بات ہے یا نہیں؟“ تب یہ آیت نازل ہوئی ”يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ“ ترجمہ کنز الایمان: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔“ (زمر: ۵۳)

یہ سن کر حضرت سیدنا وحشی بن حرب (رضی اللہ عنہ) نے کہا، ”اب ٹھیک ہے۔“ اور دامن اسلام میں آگئے۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۲۴ رقم الحدیث ۱۱۳۱۴)

7) حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ (رضی اللہ عنہ) پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ (رضی اللہ عنہ) اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”میں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو سراسر گمراہ خیال کرتا تھا اور بتوں کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ ایک دن میں سنا کہ مکہ میں ایک شخص ہے جو نئی نئی باتیں بیان کرتا ہے۔ میں اپنی

اونٹنی پر سوار ہو کر فوراً مکہ جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کسی خفیہ مقام پر جلوہ فرما ہیں اور مکہ والے آپ کے درپے آزار ہیں۔ میں بڑی مشکلوں سے آپ تک پہنچا اور عرض کی، ”آپ کون ہیں؟“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”میں اللہ ﷻ کا نبی ہوں۔“ میں نے پوچھا، ”نبی کس کو کہتے ہیں؟“ آپ نے جواب دیا، ”اللہ ﷻ کی طرف سے پیغام لانے والے کو۔“ میں نے سوال کیا، ”کیا واقعی آپ کو اللہ ﷻ نے بھیجا ہے؟“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”ہاں! مجھے اللہ تعالیٰ نے ہی بھیجا ہے۔“ میں نے پوچھا، ”کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟“ فرمایا، ”اللہ ﷻ کو ایک مانا جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، بت توڑ دیئے جائیں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا جائے۔“ میں نے عرض کی، ”آپ کا ساتھ دینے والوں میں کون لوگ شامل ہیں؟“ ارشاد فرمایا، ”ایک آزاد اور ایک غلام۔“ تو میں نے دیکھا کہ آپ کا پاس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ میں نے عرض کی، ”میں بھی آپ کی غلامی میں آنا چاہتا ہوں۔“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”موجودہ حالات میں میرا ساتھ دینا تمہارے بس سے باہر ہے، ابھی تو تم (اسلام قبول کر کے) اپنے گھر چلے جاؤ اور جب سنو کہ مجھے غلبہ حاصل ہو گیا ہے تو میرے پاس چلے آنا۔“ چنانچہ میں آپ کے حکم کے مطابق اسلام قبول کر کے گھر چلا آیا۔“ (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱۶۳)

(۸) حضرت سیدنا خضاد رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا خضاد رضی اللہ عنہ جو اسلام قبول کرنے سے قبل بھوت پریت اتارنے کا منتر کیا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ جب میں مکہ آیا تو چند احمقوں کو یہ کہتے سنا کہ محمد

(ﷺ) پر جنون کا اثر ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ کہاں رہتے ہیں، شاید اللہ تعالیٰ انہیں میرے ہاتھوں شفا دے دے۔“ پھر میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، ”میں ہوائی اشیاء اور جنون وغیرہ کا علاج کرتا ہوں اور اللہ (ﷻ) جسے چاہتا ہے میرے ہاتھوں شفاء دے دیتا ہے، آئیے میں آپ کا علاج کر دوں۔“ یہ سن کر سرورِ عالم (ﷺ) نے خطبہ پڑھنا شروع کیا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد کے طلب گار ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جسے وہ راہِ حق سے بھٹکا دے اس کی راہنمائی کرنے والا کوئی نہیں، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ واحد و یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔“ آپ نے یہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ یہ سن کر میں نے کہا، ”خدا کی قسم! میں نے کانوں کی باتیں بھی سنی ہیں اور جادو گروں کی بھی نیز شاعروں کے کلام بھی سن رکھے ہیں مگر آپ جیسا کلام کسی نے نہیں کیا، اپنا دستِ اقدس آگے بڑھائیے۔“ آپ (ﷺ) نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور میں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام لانے کی بیعت کی۔ (البدایۃ والنہایۃ، ج ۳، ص ۷۸)

۹) حضرت سیدنا طفیل بن عمرو (رضی اللہ عنہ) پر انفرادی کوشش

حضرت طفیل بن عمرو دوسی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ (ایمان لانے سے قبل) میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا، اس وقت، سرورِ عالم (ﷺ) وہیں پر موجود تھے۔ چونکہ طفیل بن عمرو، رئیس اور سردار بھی تھے اور صاحبِ فہم و فراست شاعر بھی، چنانچہ آپ کی آمد پر قریش، دوڑے ہوئے ان کے پاس آئے اور کہا کہ ”تم یہاں آئے ہو اور ہمارے پاس موجود

اس شخص نے ہمیں بڑی مشکل میں ڈال رکھا ہے۔ اس نے ہماری جماعت کو بکھیر کر رکھ دیا ہے، اس کی گفتگو سحر کی مانند ہے، جس کو سننے کی وجہ سے باپ اور بیٹے میں جدائی واقع ہوتی ہے، بھائی بھائی سے دور ہو جاتا ہے اور میاں بیوی ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ جس مشکل سے ہم دوچار ہیں، کہیں تم اور تمہاری قوم بھی اس مصیبت کا شکار نہ ہو جاؤ، لہذا تم اس سے کلام مت کرنا اور نہ ہی اس کی بات سننا۔“

طفیل بن عمرو فرماتے ہیں کہ کفار مجھے اسی طرح مسلسل نصیحتیں کرتے رہے، حتیٰ کہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ نہ اس دعوائے رسالت کرنے والے کی بات سنوں گا اور نہ ان سے کسی قسم کا کلام کروں گا۔ چنانچہ جب صبح کے وقت، میں مسجد حرام میں گیا، تو میں نے اپنے کانوں میں روئی دے لی، تاکہ ان کی آواز مجھ تک نہ پہنچنے پائے۔ جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں بھی آپ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ میرے نہ چاہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کا کلام سنا ہی دیا۔ سن کر مجھے معلوم ہوا کہ آپ کا کلام تو بے حد حسین ہے۔ میں نے دل ہی دل میں کہا، مجھے میری ماں روئے! واللہ! میں عقل رکھتا ہوں اور فن شعر و شاعری میں مہارت بھی، مجھ پر کسی کلام کا حسن و قبح مخفی نہیں رہ سکتا، میرے لئے اس میں رکاوٹ کی کوئی بات ہے کہ ان کے کلام کو سنوں، اگر اچھا ہو، تو قبول کر لوں اور اگر اس کے برعکس ہو تو چھوڑ دوں اور نظر انداز کر دوں۔“

فرماتے ہیں کہ میں وہیں ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے عرض کی ”اے محمد (ﷺ)! آپ کی قوم نے مجھے آپ کے بارے میں یہ کچھ کہا تھا

اور بخدا! وہ مجھے آپ کے متعلق اتنا ڈراتے رہے کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ڈال لی تھی کہ آپ کی آواز نہ سن سکوں، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کا کلام سنانے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ میں نے انتہائی حسین اور پاکیزہ کلام کو سنا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنا دعویٰ اور اپنی دعوت مجھے بتائیں اور اپنا کلام سنائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اسلام کی دعوت پیش فرمائی اور قرآن پاک کی تلاوت کی۔ بخدا! میں نے قرآن سے زیادہ کوئی حسین کلام نہیں سنا تھا اور نہ ہی اسلام سے بڑھ کر کوئی عادلانہ نظام میری نظر سے گزرا تھا۔ چنانچہ میں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور حق کی گواہی دی۔ (الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ ص ۲۵۲)

﴿10﴾ ایک نصرانی پر انفرادی کوشش

سفر طائف کے دوران جب آپ ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما ہوئے اور آپ کو اطمینان و سکون حاصل ہو گیا، تو آپ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔ جب عتبہ اور شیبہ نے نبی پاک ﷺ کی تکلیف و پریشانی کو دیکھا، تو اپنے نصرانی غلام کو بلایا، جس کو عدرس کہا جاتا تھا اور اسے کہا کہ انگوروں کا ایک گچھا، تھال میں رکھ کر اس شخص کی خدمت میں لے جا کر پیش کر اور عرض کر کہ اسے تناول فرمائیں۔ عدرس نے انگور لئے، تھال میں رکھے اور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ جب آپ نے اپنا دستِ اقدس تھال کی طرف بڑھایا کہ انگور کھائیں، تو اولاً بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی، پھر انگور کھائے۔

عدرس آپ کے چہرہ انور کی طرف دیکھنے لگا اور عرض کیا کہ بخدا! اس شہر والے تو

یہ کلام زبان پر نہیں لاتے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم کس شہر سے تعلق رکھتے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟.... اس نے عرض کیا، ”میں نصرانی ہوں اور اہل نینوا سے ہوں۔“ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے حضرت یونس علیہ السلام کے شہر سے؟... اس نے حیرت سے پوچھا کہ آپ حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں کیسے جانتے ہیں؟... آپ نے فرمایا، ”وہ میرے بھائی ہیں، وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔“ عدرس نے جونہی آپ کا جواب سنا، تو ادب و نیاز سے جھک کر آپ کے سر اقدس کو بوسہ دیا، پھر دست اقدس چومے اور بعد ازاں قدموں کو بوسہ دیا۔ دونوں بھائی یہ منظر بھی دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ”اس شخص نے تیرے غلام کو اب تیرے کام کا نہیں چھوڑا۔“ جب عدرس ان کے پاس پہنچا، تو انہوں نے کہا، تیرے لئے افسوس ہے، تجھے کیا ہو گیا کہ تو اس شخص کے سر کو چومنے لگ گیا اور اس کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لینے لگا؟.... غلام نے جواب دیا، ”اے میرے سردار! اس ہستی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی شخص نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے ایک ایسے امر کی خبر دی ہے کہ جسے صرف نبی ہی جانتا ہے۔“ (الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ، ص ۲۶۲)

(۱۱) انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم پر انفرادی کوشش

نبی اکرم ﷺ کا مبارک معمول تھا کہ موسم حج میں مکہ مکرمہ آنے والے مختلف قبائل کے ہاں یکے بعد دیگرے تشریف لے جاتے۔ ایک روز آپ عقبہ کے پاس تھے کہ آپ کی ملاقات قبیلہ خزرج کے ایک گروہ سے ہوئی۔ یہ قبیلے والے اپنے آباء و اجداد سے سنتے رہے تھے کہ بنی غالب میں سے عنقریب ایک نبی آخر الزمان کا

ظہور ہوگا۔ نیز اس گروہ والے یہود سے سنا کرتے تھے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کا زمانہ ظہور قریب آچکا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا، ”تم کون ہو؟“۔ انہوں نے عرض کی، ہم قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، کیا کچھ دیر بیٹھو گے نہیں، میں تم سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہوں؟“ انہوں نے عرض کی، ”کیوں نہیں!....“

آپ نے انہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور ان پر دین اسلام پیش کیا، قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت فرمائی۔

جب رسول اکرم ﷺ نے اپنی دعوت مکمل فرمائی، تو انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کہا، ”بخدا! یہ وہی نبی ہیں، جن کے ظہور کی یہود تمہیں خبر دیا کرتے تھے۔ اب فوراً ان کی اتباع کا شرف حاصل کر لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے ایمان و اسلام میں سبقت لے جائیں۔“

چنانچہ انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور دولتِ ایمان و اسلام سے مالا مال ہو کر اپنے گھروں کی طرف لوٹے۔ یہ گروہ چھ آدمیوں پر مشتمل تھا، جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

(۱) اسعد بن زراہ۔ (۲) عوف بن عفراء۔ (۳) رافع بن مالک۔

(۴) قطبہ بن عامر۔ (۵) عقبہ بن عامر۔ (۶) جابر بن عبد اللہ۔

جب یہ گروہ اپنی قوم کے پاس، مدینہ منورہ تشریف لایا، تو ان کے سامنے بھی رسول اکرم ﷺ کا ذکر کیا اور انہیں دعوتِ اسلام دی، حتیٰ کہ اسلام پوری قوم کے اندر

معروف و مشہور ہو گیا۔

اگلے سال انصار میں سے بارہ افراد مکہ مکرمہ حاضر ہوئے، جنہوں نے مقام عقبہ میں آپ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضرت جابر کے علاوہ پانچ تو وہ تھے، جو پچھلے سال شرفِ اسلام حاصل کر چکے تھے۔ اور ان کے علاوہ معاذ بن عفرء، ذکوان بن عبد قیس، عبادہ بن صامت، یزید بن ثعلبہ، عباس بن عبادہ، عویم بن ساعدہ اور ابو الہیثم ابن التیہان رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

جب یہ حضرات مشرف بہ اسلام ہو کر سرورِ عالم ﷺ کی بارگاہ سے رخصت ہوئے، تو آپ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ فرمایا کہ اہل مدینہ کو دین اسلام کی تعلیم دیں اور قرآن پاک پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگ شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ، ص ۲۶۶)

(12) حضرت خالد بن سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے پہلے اسلام لے آئے تھے۔ ان کے اسلام کی طرف مائل ہونے کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ”ان کو وسیع عریض اور بلند آگ کے کنارے کھڑا کیا گیا ہے۔ پھر کسی نے انہیں آگ میں دھکا دینا چاہا مگر رسول اللہ ﷺ ان کی کمر پکڑے ہوئے ہیں اور آگ میں گرنے سے بچا رہے ہیں۔“ اسی گھبراہٹ میں ان کی آنکھ کھل گئی اور اسی وقت ان کی زبان سے نکلا، ”خدا کی قسم! یہ خواب سچا ہے۔“ پھر فوراً حضرت ابو بکر

صدیق ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس خواب کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے، اللہ ﷻ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں ان کی پیروی کر لو، تمہارے خواب کی یہی تعبیر ہے۔ تم اُن کی پیروی کرو گے اور اسلام میں داخل ہو جاؤ گے تو اسلام تمہیں آگ میں داخل ہونے سے بچائے گا۔“

پھر حضرت خالد ﷺ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ ”اے اللہ ﷻ کے رسول! آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں؟“ آپ ﷺ نے (اسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے) فرمایا، ”میں تم کو اللہ ﷻ کی طرف بلاتا ہوں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی طرف بلاتا ہوں کہ جس کا محمد ﷺ بندہ اور رسول ہے۔ اور بت پرستی جس پر تم جم رہے ہو چھوڑ دو، یہ پتھر نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ یہ جانتے ہیں کہ ان کی کون عبادت کرتا ہے اور کون نہیں کرتا؟“ حضرت خالد ﷺ نے یہ سن کر فوراً اسلام قبول کر لیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۴۴)

(13) حضرت سیدنا معاویہ بن حکم ﷺ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا معاویہ بن حکم ﷺ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ دورانِ نماز آپ سے کوئی خطا سرزد ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کرنے کے بعد ان کی اصلاح فرمائی۔ حضرت سیدنا معاویہ بن حکم ﷺ فرماتے ہیں، ”(ان پر میرے ماں باپ قربان) میں نے ایسا اچھا سمجھانے والا نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد

میں، خدا کی قسم! آپ نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا بلکہ فرمایا، ”نماز میں انسانی کلام مناسب نہیں، یہ تو صرف تسبیح، تکبیر، اور تلاوت قرآن (کا نام) ہے۔“

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، ج ۱، ص ۲۹۲، رقم ۹۷۸)

(14) ابوطالب پر انفرادی کوشش

جب ابوطالب کی موت کا وقت قریب آیا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور (دعوتِ اسلام پیش کرتے ہوئے) فرمایا، ”اے چچا! آپ کلمہ پڑھ لیجئے، یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے سبب سے میں خدا (ﷻ) کے دربار میں آپ کی مغفرت کے لئے اصرار کروں گا۔“ اس وقت ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ ابوطالب کے پاس موجود تھے۔ ان دونوں نے ابوطالب سے کہا، ”اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے روگردانی کرو گے؟“ پھر یہ دونوں برابر ابوطالب سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا بلکہ ان کی زندگی کا آخری قول یہ تھا کہ ”میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں۔“ یہ کہنے کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔

رحمتِ عالم ﷺ کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ”میں آپ کے لئے اس وقت تک دعا مغفرت کرتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے منع نہ فرمائے گا۔“ اس کے بعد یہ آیت نازل ہو گئی کہ،

”مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ

كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْكُمْ بَعْدَ مَا بَيَّنَّ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝

ترجمہ کنزالایمان: نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔ (پ ۱۱، التوبہ: ۱۱۳)

(بخاری، باب قصہ ابی طالب، ج ۲ ص ۵۸۳، رقم: ۳۸۸۴)

(15) عتبہ بن ربیعہ پر انفرادی کوشش

ایک مرتبہ سردارانِ قریش حرمِ کعبہ میں بیٹھے ہوئے یہ سوچنے لگے کہ آخر اتنی تکالیف اور سختیاں برداشت کرنے کے باوجود محمد (ﷺ) اپنی تبلیغ کیوں بند نہیں کرتے؟ آخر ان کا مقصد کیا ہے؟ ممکن ہے یہ عزت و جاہ یا سرداری اور دولت کے خواہش مند ہوں۔ چنانچہ ان سب نے عتبہ بن ربیعہ کو حضور (ﷺ) کے پاس بھیجا کہ تم کسی طرح ان کا دلی مقصد معلوم کرو۔

چنانچہ عتبہ تنہائی میں آپ سے ملا اور کہنے لگا کہ،

”اے محمد (ﷺ)! آخر اس دعوتِ اسلام سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ کیا آپ مکہ کی سرداری چاہتے ہیں؟ یا عزت و دولت کے خواہاں ہیں؟ یا کسی بڑے گھرانے میں شادی کے خواہش مند ہیں؟ آپ کے دل میں جو تمنا ہو کھلے دل کے ساتھ کہہ دیجئے میں اس کی ضمانت لیتا ہوں کہ اگر آپ دعوتِ اسلام سے باز آ جائیں تو پورا مکہ آپ کے زیرِ فرمان ہو جائے گا اور آپ کی ہر خواہش اور تمنا پوری کر دی جائے گی۔“

عتبہ کی یہ سحرانہ تقریر سن کر رحمتِ عالم (ﷺ) نے اس کی پیش کش کے جواب میں قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں جن کو سن کر عتبہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے بدن کا بال بال خوفِ خدا (ﷻ) سے لرز نے اور کاپنے لگا۔ اس نے حضور (ﷺ) کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا، ”میں آپ کو رشتہ داری کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں

کہ بس کیجئے میرا دل اس کلام کی عظمت سے پھٹا جا رہا ہے۔“ عتبہ بارگاہ رسالت ﷺ سے واپس تو آ گیا مگر اس کے دل کی دنیا میں ایک نیا انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ اس نے واپس لوٹ کر سرداران قریش سے کہہ دیا کہ ”محمد (ﷺ) جو کلام پیش کرتے ہیں وہ نہ جادو ہے نہ کہانت اور نہ ہی شاعری، بلکہ وہ کوئی اور ہی چیز ہے، لہذا میری رائے ہے کہ تم لوگ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اگر وہ کامیاب ہو کر سارے عرب پر غالب ہوئے تو اس میں ہم اہل قریش ہی کی عزت بڑھے گی ورنہ سارا عرب ان کو خود ہی فنا کر دے گا۔“ مگر قریش کے سرکش کافروں نے عتبہ کا یہ مخلصانہ اور مدبرانہ مشورہ نہیں مانا بلکہ اپنی مخالفت اور ایذا رسانیوں میں اور زیادہ اضافہ کر دیا۔

(ذرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۴۸۰)

(16) ایک نمازی پر انفرادی کوشش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں جلوہ افروز تھے۔ اس شخص نے نماز ادا کی پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ معلّم اعظم ﷺ نے فرمایا ”واپس جاؤ اور نماز پڑھو کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔“ وہ شخص واپس گیا اور (دوبارہ) نماز پڑھی، پھر حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”جاؤ اور نماز پڑھو کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔“ اس شخص نے تیسری بار کے بعد کہا ”یا رسول اللہ ﷺ! مجھے (نماز کا طریقہ) سکھا دیجئے۔“

مدنی آقا ﷺ ارشاد فرمایا کہ ”جب تم نماز کا ارادہ کرو تو تکبیر کہو، پھر قرآن میں سے جس قدر آسان ہو پڑھ لو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمہیں اطمینان ہو

جائے پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے میں تمہیں اطمینان ہو جائے پھر اٹھو یہاں تک کہ تمہیں بیٹھنے میں اطمینان ہو جائے پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تم سجدے میں مطمئن ہو جاؤ پھر اٹھو حتیٰ کہ سیدھا کھڑے ہو جاؤ پھر اپنی ساری نماز میں یہی کرو۔“ (بخاری، کتاب الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۲۷۸، رقم: ۷۹۳)

(۱۷) حضرت امّ حمید رضی اللہ عنہا پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ ام حمید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، ”یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں۔“ تو آپ ﷺ نے (انہیں سمجھاتے ہوئے) فرمایا، ”میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن تمہارا کمرے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا احاطے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا صحن میں نماز پڑھنا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔“ راوی کہتے ہیں کہ (یہ سننے کے بعد) ام حمید رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کے ایک کونے میں مسجد بنانے کا حکم دیا اور جب تک زندہ رہیں اسی کونے میں نماز پڑھتی رہیں۔“ (مسند احمد، ج ۱۰، ص ۳۱۰، رقم: ۲۷۱۵۸)

(۱۸) حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے پھر سوال کیا۔ آپ نے پھر عطا فرمایا۔ میں نے

پھر سوال کیا، آپ نے پھر مال عطا کیا پھر فرمایا، ”اے حکیم! یہ دنیا کا مال بظاہر بہت ہرا بھرا اور شیریں ہے، جو کوئی اسے اپنے نفس پر سختی رکھ کر لے تو اسے اس میں برکت ہوگی اور جو کوئی اپنے دل میں لالچ رکھ کر لے تو اسے برکت نہ ہوگی۔ اس کا حال اس شخص کی مانند ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔“ میں نے عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! قسم اس رب کی جس نے سچائی کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے کہ اب میں مرتے دم تک کسی کا احسان نہیں لوں گا۔“

(بخاری، کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۷، رقم: ۱۶۷۲)

(19) پیتل کی انگوٹھی پہننے والے پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”کیا بات ہے تجھ سے بتوں کی بوا آتی ہے؟“ اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی۔ پھر وہ لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا، ”کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم جہنمیوں کا زیور پہننے ہوئے ہو؟“ اس شخص نے وہ انگوٹھی بھی پھینک دی اور عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟“ ارشاد فرمایا، ”چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشے) پورا نہ کرو۔“

(ابوداؤد، کتاب اللباس ج ۴ ص ۱۲۲، رقم: ۴۲۲۳)

(20) راہِ خدا ﷻ میں خرچ کرنے کے لئے انفرادی کوشش

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن سرکارِ مدینہ

ﷺ نے اپنے صحابہ سے دریافت کیا، ”تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال، اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر ایک کو اپنے وارث کے مال کے مقابلے میں اپنا ہی مال زیادہ پیارا ہے۔“ تو آپ نے ارشاد فرمایا، ”انسان کا مال تو وہ ہے جو اس نے آگے بھیج دیا (یعنی راہِ خدا ﷻ میں خرچ کر دیا) اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ پیچھے (دنیا میں) چھوڑ گیا۔“

(بخاری، کتاب الرقاق، ج ۴، ص ۲۳۰، رقم: ۱۶۴۴۲)

(21) بیوی پر شک کرنے والے پر انفرادی کوشش

ایک اعرابی نے سرورِ عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی، ”میری بیوی کے شکم سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے، اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔“ اعرابی کی بات سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟“ اس نے عرض کی، ”میرے پاس بہت سے اونٹ ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا، ”تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟“ اس نے بتایا، ”سرخ رنگ کے ہیں۔“ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، ”کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں؟“ اس نے کہا، ”جی ہاں! کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔“ آپ نے فرمایا، ”یہ بتاؤ کہ سرخ رنگ کے اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟“ اس نے عرض کی، ”میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا، اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا اس لئے سرخ رنگ کے اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا ہوگا۔“ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا،

”ممکن ہے کہ تمہارے باپ دادوں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو، اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہو اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا ہو۔“

(بخاری، کتاب الطلاق، ج ۳، ص ۶۹۷، رقم: ۵۳۰۵)

(22) دنیا سے بے رغبتی اپنانے کے بارے میں انفرادی کوشش

حضرت سیدنا سہل بن اسعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، ”یا رسول اللہ ﷺ! کسی ایسے کام کے لئے میری راہنمائی فرمائیے کہ جسے میں کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”دنیا سے بے رغبت رہو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کی چیزوں سے بے نیاز رہو، لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔“

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ج ۳، ص ۱۱۰، رقم: ۵۱۸۷)

(23) ایک اعرابی پر انفرادی کوشش

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں موجود تھے کہ ایک اعرابی آیا اور مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے (اسے) فرمایا، ”رک جا، رک جا۔“ رحمت کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اسے نہ رو کو چھوڑ دو۔“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا۔ پھر مبلغ اعظم ﷺ نے اسے بلا کر (نرمی و شفقت) سے فرمایا ”یہ مساجد پیشاب اور گندگی کیلئے نہیں، یہ تو صرف اللہ عز و جل کے ذکر، نماز اور

تلاوتِ قرآن کیلئے ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے قوم کے ایک آدمی کو حکم فرمایا، وہ پانی کا ایک ڈول لایا، جسے اس نے اس (پیشاب کی جگہ) پر بہا دیا۔

(مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل البول الخ، ص ۱۶۵، رقم: ۱۰۰)

(24) زبان کی حفاظت وغیرہ کے بارے میں انفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی، ”مجھے کوئی مختصر نصیحت فرمائیے۔“ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا، ”جب تم اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو تو رخصت ہونے والے کی سی نماز پڑھو، کوئی ایسی بات نہ کرو، جس کے بارے میں بعد میں معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے ہاتھوں میں موجود اشیاء سے مکمل طور پر مایوس ہو جاؤ (یعنی کسی سے مال ملنے کی امید نہ رکھو)۔“ (مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۱۶، رقم: ۵۲۲۶)

(25) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پر انفرادی کوشش

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا باریک کپڑے پہن کر رسول اکرم ﷺ کے سامنے آئیں تو آپ نے ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا، ”اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دینا چاہیئے سوائے اس کے (پھر اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا)۔“ (ابوداؤد، کتاب اللباس، ج ۴، ص ۸۵، رقم: ۴۱۰۴)

(26) ادائیگی زکوٰۃ کے لئے انفرادی کوشش

مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟“ اس عورت نے عرض کی، ”جی نہیں۔“ تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، ”کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنا دے؟“ یہ سنتے ہی اس عورت نے وہ کنگن رسول اللہ ﷺ کے آگے ڈال دیئے اور عرض کی، ”یہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہیں۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۳۷، رقم: ۱۵۶۳)

(27) ایک نوجوان پر انفرادی کوشش

مروی ہے کہ ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، ”یا رسول اللہ ﷺ! مجھے زناء کی اجازت دیجئے۔“ یہ سنتے ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلال میں آ گئے اور اسے مارنا چاہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اسے نہ مارو۔“ پھر اسے اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ سوال کیا،

”اے نوجوان! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟“ اس نے عرض کی، ”میں اس کو کیسے روا رکھ سکتا ہوں؟“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”تو پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اسے کیسے روا رکھ سکتے ہیں؟“ پھر آپ نے دریافت

فرمایا، ”تیری بیٹی سے اگر اس طرح کیا جائے تو تو اسے پسند کرے گا؟“ عرض کی نہیں۔“ فرمایا، ”اگر تیری بہن سے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے تو؟“ اور اگر تیری خالہ سے کرے تو؟ اسی طرح آپ نے ایک ایک رشتے کے بارے میں سوال فرمایا، اور وہ یہی کہتا رہا کہ مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضا مند نہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، ”یا الہی ﷻ! اس کے دل کو پاک کر دے، اس کی شرمگاہ کو بچالے اور اس کا گناہ بخش دے۔“ اس کے بعد وہ نوجوان تمام عمر زنا سے بے زار رہا۔ (مسند امام احمد ج ۸ ص ۲۸۵، رقم: ۲۲۲۷۴)

(28) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر انفرادی کوشش

ایک دن مکی مدنی سلطان رحمت عالمیان ﷺ ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا، ”کیا تم جانتے ہو کہ یہ بکری اپنے گھر والوں کے نزدیک کس قدر حقیر ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، ”اسی حقارت کی وجہ سے ہی تو انہوں نے اسے یہاں پھینکا ہے۔“ آپ نے فرمایا، ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جس قدر یہ بکری اپنے گھر والوں کی نظر میں حقیر ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی ہلکی اور حقیر ہے۔“

(ابن ماجہ ج ۴ ص ۴۲۷، رقم: ۴۱۱۰)



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انفرادی کوشش کے واقعات

(29) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انفرادی کوشش

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایمان لاتے ہی اسلام کی دعوت پیش کرنا شروع کر دی۔ اہل مکہ پہلے ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دانائی، حسن تدبیر اور علم و فہم کے معترف تھے۔ لہذا! آپ کی کوششیں رنگ لائیں اور بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا، جن میں وہ پانچ محترم صحابہ کرام علیہم الرضوان مشرف بہ اسلام ہوئے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

(البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۳۹)

(30) حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ،

”حَاسِبُ نَفْسِكَ فِي الرَّخَاءِ قَبْلَ حِسَابِ الشَّدَّةِ یعنی شدت کے وقت میں حساب سے پہلے، راحت کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرو۔“

(احیاء العلوم، کتاب المراقبة والمحاسبة، ج ۵، ص ۱۲۸)

(31) ایک نصرانی بڑھیا پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں ملکِ شام میں تھا تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا، ”یہ پانی کہاں سے لائے ہو؟ بہت اچھا پانی ہے۔“ میں نے عرض کی، ”ایک نصرانی بڑھیا کے گھر سے لایا ہوں۔“ آپ وضو کرنے کے بعد اس بڑھیا کے گھر تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہنے لگے، ”اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا دین دے کر بھیجا ہے، تم بھی اسلام قبول کر لو۔“ یہ سن کر اس بڑھیا نے اپنے سر سے چادر اتار کر اپنے سفید بال دکھائے اور کہنے لگی، ”میں انتہائی بوڑھی ہو چکی ہوں اور اب میری موت بالکل قریب ہے۔ (یعنی ایسے وقت میں کیا اسلام لاؤں گی)“ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا، ”یا اللہ عز وجل! تو گواہ ہو جا (کہ میں اسلام کی دعوت پیش کر چکا)۔“

(الدارقطنی، ج ۱، ص ۴۴، رقم: ۶۰)

(32) اپنے نصرانی غلام پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے نصرانی غلام کو مسلسل دعوتِ اسلام دیتے رہتے اور فرمایا کرتے، ”اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تم سے مسلمانوں کی امانتوں میں مدد

لیا کروں لیکن تم نصرانی ہو، لہذا! میرے لئے حلال نہیں کہ میں مسلمانوں کی امانتوں کے سلسلے میں تم سے کوئی مدد لوں۔“ لیکن وہ ہمیشہ انکار کر دیتا تو آپ فرماتے، ”دین میں کوئی جبر نہیں۔“ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۳۴)

(33) حضرت سیدنا سعد بن معاذ اور حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

پرانفرادی کوشش

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں راہ خدا ﷺ میں سفر پر روانہ ہوئے تو قبیلہ بنی ظفر کے باغ میں مرق نامی کنوئیں پر جا کر بیٹھ گئے۔ ان دونوں کے پاس قبیلہ بنو اسلم کے لوگ جمع ہو گئے۔ ان کے چوٹی کے سردار سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر تھے جو ابھی دامن اسلام سے وابستہ نہ ہوئے تھے۔ جب ان دونوں کو اپنے خالہ زاد بھائی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر ملی تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر کو بھیجا کہ جاؤ ان دونوں کو ڈانٹ کر روک دو جو ہمارے کمزور لوگوں کو (معاذ اللہ ﷻ) بہکانے کے لئے آئے ہیں۔ چنانچہ اسید بن زرارہ نے اپنا نیزہ لیا اور کنوئیں کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ان کو دور سے ہی آتے ہوئے دیکھ لیا اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، ”یہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے۔“ آپ نے فرمایا، ”ذرا آنے دو، میں ہی اس سے بات کروں گا۔“

اسید بن حضیر نے آتے ہی ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور کہنے لگے، ”تم یہاں کس لئے آئے ہو؟ ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لئے؟ اگر تمہیں زندگی

پیاری ہے تو یہاں سے چلے جاؤ۔“ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نرمی سے کہا، ”ذرا بیٹھ کر میری بات تو سن لو، اگر میری بات سمجھ میں آجائے تو اسے مان لینا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم تمہیں مجبور نہیں کریں گے۔“ اسید بن حضیر نے کہا، ”یہ بات تو تم نے قاعدے کی کہی ہے۔“ اور اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کے بارے میں بتانا شروع کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا تو ان کے چہرے پر قبول اسلام پر آمادگی کے آثار نمودار ہوئے اور یہ کہنے لگے، ”کیا ہی اچھا اور پسندیدہ دین ہے، اس دین میں داخل ہونے کے لئے تم کیا کہلواتے اور کون سا کام کرواتے ہو؟“ ان دونوں نے جواب دیا، ”پہلے غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کریں پھر کلمہ حق کی گواہی دیں پھر نماز پڑھیں۔“ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے ان کے کہنے کے مطابق غسل کر کے کلمہ پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر ان سے کہنے لگے کہ ”میرے پیچھے ایک آدمی اور ہے جس کا نام سعد بن معاذ ہے، اگر اس نے تم دونوں کی بات مان لی تو میری ساری قوم تمہاری بات مان لے گی، میں اسے ابھی تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔“ یہ کہہ کر آپ ﷺ وہاں سے چل دیئے اور سعد بن معاذ کے پاس جا پہنچے اور ان سے کہنے لگے، ”میں نے ان سے گفتگو کی ہے، خدا کی قسم! میں نے کوئی خطرے والی بات نہیں دیکھی۔“ پھر آپ نے کسی نہ کسی حیلے سے سعد بن معاذ کو ان کے پاس جانے پر راضی کر لیا۔ جب سعد بن معاذ ان دونوں کے پاس پہنچے تو ان کو برا بھلا کہنا

۱: یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے، تاہم اب کسی کو اسلام قبول کرنے کے لئے غسل کرنے کا نہیں کہا جائے گا

بلکہ فوراً کلمہ پڑھا دینا ضروری ہے۔ ماخوذ از فتاویٰ مصطفویہ ص ۲۳

شروع کر دیا اور حضرت اسعد بن زرارہ سے کہا، ”اے ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) ! اگر ہمارے درمیان رشتہ داری نہ ہوتی تو تم کبھی ایسی ہمت نہ کر سکتے، کیا تم ہمارے گھروں میں وہ چیز لانا چاہتے ہو جس کو ہم برا سمجھتے ہیں؟“ حضرت مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ) نے انہیں بھی سمجھاتے ہوئے فرمایا، ”ارے بیٹھو تو سہی! اور ہماری بات تو سن لو، اگر سمجھ میں آجائے تو مان لینا اور اگر ناپسند گزرے تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔“ اس پیش کش کو سن کر یہ بھی نرم پڑ گئے اور اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر ان کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ) نے ان پر بھی اسلام کی خوبیاں آشکار کیں اور سورہ زخرف کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں۔ قرآن پاک سنتے ہی ان کے چہرے پر بھی قبول اسلام کے ارادے کا نور چمکنے لگا اور انہوں نے دریافت کیا، ”جب تم اسلام لاتے ہو تو کیا کام کرتے ہو اور کیا بات کہتے ہو؟“ انہیں بھی بتایا گیا کہ اچھی طرح پاکی حاصل کر کے کلمہ حق کی گواہی دو اور نماز پڑھو۔“ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) نے بھی غسل کر کے کلمہ پڑھا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اپنی قوم کی طرف لوٹے اور ان سے کہنے لگے، ”تم میرے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟“ سب نے بیک زبان ہو کر کہا، ”آپ ہمارے سردار ہیں اور آپ کی رائے درست اور دُرُورس ہوتی ہے۔“ حضرت سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) نے کہا، ”مجھ پر تمہارے مردوں اور عورتوں سے اس وقت تک بات کرنا حرام ہے جب تک تم اللہ ﷻ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لے آتے۔“ راوی فرماتے ہیں، ”خدا ﷻ کی قسم! شام نہیں ہونے پائی تھی کہ اس قبیلے کے تمام مرد و عورت مسلمان ہو چکے تھے۔“

(34) اپنی ماں پر انفرادی کوشش

حضرت طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی ماں اروی بنت عبدالمطلب کے پاس آئے اور اسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہنے لگے، ”ماں! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر لی ہے، اب تمہیں اسلام قبول کرنے اور آپ ﷺ کی اتباع کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ جبکہ تمہارے بھائی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔“ ان کی ماں نے جواب دیا، ”میں اس انتظار میں ہوں کہ میری بہنیں کیا کرتی ہیں؟ پھر میں بھی ویسا ہی کروں گی۔“ حضرت طلیب رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی، ”ماں! میں تمہیں خدا ﷻ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم ضرور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو، انہیں سلام کرو، ان کی تصدیق کرو اور اس بات کی گواہی دو کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں (یعنی مسلمان ہو جاؤ)۔“ بیٹے کی فریاد سن کر ماں کا دل پسچ گیا اور انہوں نے کہا، ”میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔“ اور مسلمان ہو گئیں۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، کتاب النساء، ج ۴، ص ۳۴۳)

(35) نجاشی کے دربار میں انفرادی کوشش

حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کے بعد تمام مہاجرین وہاں نہایت امن و سکون کے ساتھ رہنے لگے۔ مگر کفار مکہ کو کب گوارا ہو سکتا تھا کہ فرزند ان توحید کہیں امن و چین کے ساتھ رہ سکیں۔ ان ظالموں نے کچھ تحائف کے ساتھ ”عمرو بن العاص“ اور

”عمارہ بن ولید“ کو بادشاہ حبشہ کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا ان دونوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر تحفوں کا نذرانہ پیش کیا اور بادشاہ کو سجدہ کر کے یہ فریاد کرنے لگے کہ ”اے بادشاہ! ہمارے کچھ مجرم مکہ سے بھاگ کر آپ کے ملک میں پناہ گزین ہو گئے ہیں، آپ ہمارے ان مجرموں کو ہمارے حوالہ کر دیجئے۔“ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے نمائندہ بن کر گفتگو کے لئے آگے بڑھے اور دربار کے آداب کے مطابق بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ صرف سلام کر کے کھڑے ہو گئے درباریوں نے ٹوکا۔ تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی سے مخاطب ہو کر فرمایا،

”اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے شرک و بت پرستی کرتے تھے لوٹ مار، چوری، ڈکیتی، ظلم و ستم اور طرح طرح کی بدکاریوں اور بد اعمالیوں میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ جس کے حسب و نسب اور صدق و دیانت کو ہم پہلے سے جانتے تھے۔ اس رسول نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک دیا اور صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا اور ہر قسم کے ظلم و ستم اور تمام برائیوں اور بدکاریوں سے ہم کو منع کیا۔ ہم اس رسول پر ایمان لائے اور شرک و بت پرستی چھوڑ کر تمام برے کاموں سے تائب ہو گئے۔ بس یہی ہمارا گناہ ہے

جس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گئی اور ان لوگوں نے ہمیں اتنا ستایا کہ ہم اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر آپ کی سلطنت کے زیر سایہ پر امن زندگی بسر کر رہے ہیں اب یہ لوگ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم پھر اسی پرانی گمراہی میں واپس لوٹ جائیں۔“

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی انفرادی کوشش سے نجاشی بادشاہ بے حد متاثر ہوا۔ یہ دیکھ کر کفار مکہ کے سفیر عمرو بن العاص نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی پھینک دیا اور کہا کہ ”اے بادشاہ! یہ مسلمان لوگ آپ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کچھ دوسرا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جو آپ کے عقیدہ کے بالکل ہی خلاف ہے۔“ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے سورہ مریم کی تلاوت فرمائی۔ کلام ربانی کی تاثیر سے نجاشی بادشاہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ اس پر رقت طاری ہو گئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہی بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو کنواری مریم کے شکم مبارک سے بغیر باپ کے خدا کی قدرت کا نشان بن کر پیدا ہوئے۔ نجاشی بادشاہ نے بڑے غور سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر کو سنا اور یہ کہا کہ بلاشبہ انجیل اور قرآن دونوں ایک ہی آفتاب ہدایت کے دونور ہیں اور یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عز وجل کے وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں دی ہے اور اگر میں دستور سلطنت

کے مطابق تخت شاہی پر رہنے کا پابند نہ ہوتا تو میں خود مکہ جا کر رسول اکرم ﷺ کی جوتیاں سیدھی کرتا اور ان کے قدم دھوتا۔“

بادشاہ کی یہ تقریر سن کر اس کے درباری جو کٹر قسم کے عیسائی تھے، ناراض و برہم ہو گئے مگر نجاشی بادشاہ نے جوشِ ایمانی میں سب کو ڈانٹ پھٹکا کر خاموش کر دیا اور کفار مکہ کے تحفوں کو واپس لوٹا کر عمر و بن العاص اور عمارہ بن ولید کو دربار سے نکلوا دیا اور مسلمانوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو امن و سکون کے ساتھ آرام و چین کی زندگی بسر کرو کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

(ذرقانی علی المواہب ج ۲ ص ۳۳)

(36) اپنی مشرکہ ماں پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میری ماں پہلے مشرکہ تھی۔ میں اسے بار بار اسلام کی دعوت پیش کیا کرتا تھا۔ ایک دن جب میں نے اسے دعوتِ اسلام دی تو اس نے مجھے مدنی آقا ﷺ کے بارے میں بہت ناگوار باتیں کہیں۔ میں روتا ہوا رحمتِ عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا اور وہ انکار کر دیتی تھی، لیکن آج جب میں نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے آپ کے بارے میں بہت ناگوار باتیں کیں، آپ اللہ ﷻ سے دعا کریں کہ وہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ماں کو ہدایت دے۔“ یہ سن کر آپ ﷺ نے فوراً دعا کی، ”اے اللہ ﷻ! ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔“

میں آپ کی دعا کے بعد وہاں سے بہت خوش ہو کر اپنے گھر آیا اور جیسے ہی

دروازہ کھولنا چاہا تو میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر کہا، ”ابو ہریرہ! وہیں ٹھہرے رہو۔“ پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ کچھ دیر بعد میری ماں نے دروازہ کھولا اور کہا، ”اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔“ میں نے پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ خوشخبری سنائی تو آپ نے اللہ ﷻ کا شکر ادا کیا اور دعائے خیر فرمائی۔“

(صحیح مسلم، کتاب المناقب، باب من فضائل ابی ہریرۃ الدوسی، رقم الحدیث: ۲۴۹۱)

(37) اپنے والد اور بیوی پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی قوم کا رئیس اور سردار ہوں، میں واپس جا کر انہیں بھی دعوت اسلام دوں گا، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میرے لئے ایسی علامت اور نشانی قائم فرمائے، جو میرے لئے اس دعوت اسلام اور رشد و ہدایت میں معاون ثابت ہو۔“ میری اس درخواست پر نبی اکرم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہوئے فرمایا، ”اللہم اجعل لہ آیۃ۔ اے اللہ! اس کے لئے کوئی نشانی قائم فرما دے۔“

سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ”جب میں اپنی قوم کی طرف نکلا، تو ابھی اس گھاٹی تک پہنچے ہی پایا تھا، جس سے میں اپنے شہر کو دیکھ سکتا تھا، تو اچانک میری آنکھوں کے درمیان چراغ کی مانند ایک نور رونما ہو گیا۔ میں نے بارگاہ الہی میں عرض کی کہ ”اے

اللہ! اس نور کو میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ ظاہر فرما، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میری قوم یہ گمان کرے گی کہ میرے چہرے پر آنے والی تبدیلی، ان کا دین چھوڑنے کی وجہ سے ہے۔“ میرے دعا کرتے ہی وہ نور، میرے چہرے سے چھڑی کے سرے پر منتقل ہو گیا۔ جب میں گھاٹی سے نیچے اتر رہا تھا، تو میرے شہر والے، میری اس چھڑی کے نور کو اس طرح دیکھ رہے تھے، جیسے فضا میں لٹکا ہوا کوئی چراغ۔ میں چلتے چلتے ان کے قریب جا پہنچا۔ صبح ہوئی، تو میرا عمر رسیدہ باپ میرے پاس آیا۔ میں نے کہا ”مجھ سے دور ہو جائیے، اب میرا اور آپ کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔“ اس نے پوچھا، ”بیٹے! وہ کیوں؟“ میں نے جواب دیا ”میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس پر اسلام کی بیعت کر لی ہے۔“ انہوں نے کہا، ”اے لختِ جگر! مجھ سے جدا نہ ہو، اب میرا دین وہی ہے، جو تیرا دین ہے۔“ میں نے عرض کی، ”تو پھر جائیے، غسل کیجئے، پاک کپڑے پہنئے اور میرے پاس تشریف لائیے، تاکہ میں آپ کو وہ تعلیم دوں، جو بارگاہِ نبوت ﷺ سے مجھے حاصل ہوئی ہے۔“ میرے مطالبے پر وہ فوراً گئے اور غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر میرے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے انہیں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کے بارے میں بتایا، چنانچہ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

پھر میری بیوی میرے پاس آئی، تو میں نے اس سے کہا، مجھ سے دور ہو جا! اب میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“.... اس نے مجسم سوال بن کر پوچھا، ”میرے ماں باپ آپ پر فدا! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟“.... میں نے اسے بھی بتایا کہ اسلام کی وجہ سے ہم دونوں کے درمیان جدائی ہو چکی ہے۔“ یہ سن کر وہ بھی مسلمان ہو گئی۔

(الوفاء باحوال المصطفی ﷺ ص ۲۵۲)

(38) حضرت سیدنا عکرمہ (رضی اللہ عنہ) پر انفرادی کوشش

فتح مکہ کے موقع پر جب نبی اکرم (ﷺ) مکہ المکرمہ میں داخل ہوئے تو ابو جہل کے بیٹے عکرمہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے کہا کہ میں ایسی سرزمین میں نہیں رہوں گا جہاں مجھے اپنے باپ کے قاتلوں کو دیکھنا پڑے۔ چنانچہ اپنے سسرال پہنچے اور بیوی ام حکیم کو رخت سفر باندھنے کی ہدایت کی۔ اس نے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ”اے قریش کے نوجوانوں کے سردار تم کہاں جا رہے ہو، تم ایسی جگہ جا رہے ہو جہاں تمہاری کوئی پہچان نہیں۔“ لیکن عکرمہ (رضی اللہ عنہ) نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

جب سیدنا ام حکیم رضی اللہ عنہا سرور عالم، نور مجسم (ﷺ) کی بارگاہ میں اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو عرض کی ”یا رسول اللہ (ﷺ)! عکرمہ آپ سے بھاگ کر یمن جا رہا ہے کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ کہیں آپ اسے قتل نہ کر ڈالیں، آپ اسے امان دے دیجئے۔“ یہ سن کر رسول اکرم (ﷺ) نے امان عطا فرمادی۔ پھر ام حکیم رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کی تلاش میں نکلیں اور انہیں تھامہ کے ساحل پر جالیا اور انہیں سمجھانے لگیں، ”اے چچا کے بیٹے! میں تمہارے پاس لوگوں میں سے سب سے افضل اور نیک ہستی (یعنی رسول اللہ (ﷺ)) کی طرف سے آئی ہوں، لہذا! تم خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔“ پھر انہیں رسول اللہ (ﷺ) کی امان کے بارے میں بتایا تو عکرمہ (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا، ”کیا تم نے واقعی ایسا کیا ہے؟“ ام حکیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، ”ہاں! میں نے ان سے عرض کی تو انہوں نے امان دے دی۔“ یہ سن کر عکرمہ (رضی اللہ عنہ) ام حکیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔

جب عکرمہ (رضی اللہ عنہ) سرورِ کونین ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھ کر رسول اکرم ﷺ بہت خوش ہوئے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ساتھ ہی ام حکیم رضی اللہ عنہا بھی نقاب باندھے موجود تھیں۔ عکرمہ (رضی اللہ عنہ) بولے، ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ ﷻ کے بندے اور رسول ہیں۔“ اور سب حاضرین کو اپنے مسلمان ہونے پر گواہ بنا لیا۔ اس کے بعد سرکارِ مدینۃ المنورہ سلطانِ مکہ المکرمہ ﷺ سے سابقہ کوتاہیوں کی معافی طلب کی۔ (ملخصاً - کتاب التوابین ص ۱۲۳)



Islam

اولیائے کرام رحمہم اللہ کی انفرادی کوشش کے واقعات

(39) ہارون رشید پر انفرادی کوشش

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید نے اپنے وزیر فضل ریکی کے سامنے، کسی ولی کامل سے ملاقات اور ان سے نصیحت حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ فضل جانتا تھا کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں، لہذا ہارون کو آپ کی بارگاہ میں لے آیا۔

جب یہ دونوں دروازے کے باہر پہنچے، تو اندر سے حضرت کے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ آپ یہ آیت پاک تلاوت فرما رہے تھے،

”أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا۔“

ترجمہ کنز الایمان: کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے۔“ (پ ۲۵، سورۃ الجاثیہ: ۲۱)

یہ آیت کریمہ سن کر ہارون نے کہا، ”اس سے بڑھ کر اور کون سی نصیحت ہو سکتی ہے۔“ پھر فضل نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے دریافت کیا گیا، کون؟... فضل نے

کہا، ”امیر المؤمنین تشریف لائے ہیں، آپ سے ملاقات کے مُتَمَنّی ہیں۔“ حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا، ”ان کا میرے پاس کیا کام اور میرا ان سے کیا

واسطہ؟ آپ حضرات میری مشغولیت میں خلل نہ ڈالیں۔“ فضل بولا، ”اگر آپ اجازت نہ دیں گے، تو ہم بلا اجازت ہی داخل ہو جائیں گے۔“ اندر سے جواب

ملا، ”میں تو اجازت نہیں دیتا، ویسے بلا اجازت اندر داخل ہونے میں تم دونوں مختار ہو۔“ جب یہ دونوں اندر داخل ہوئے، تو حضرت نے چراغ بجھا دیا تاکہ ان کی صورت نظر نہ آئے اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ فارغ ہوئے تو ہارون نے نصیحت کی درخواست کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ”تمہارے والد، سید الانبیاء ﷺ کے چچا تھے۔ جب انہوں نے کسی ملک کا حکمران بننے کی خواہش کا اظہار کیا، تو رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، ”میں تمہیں، تمہارے نفس کا حکمران بناتا ہوں، کیونکہ دنیاوی حکومت تو بروزِ قیامت، وجہِ ندامت بن جائے گی۔“ یہ سن کر ہارون نے عرض کہ ”کچھ اور ارشاد فرمائیے۔“ فرمایا، ”جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکومت حاصل ہوئی تو انہوں نے کچھ ذی عقل لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ ”مجھ پر ایک ایسے بار گراں کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے، جس سے چھٹکارے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔“

یہ سن کر ان میں سے ایک نے مشورہ دیا تھا کہ ”آپ ہر سن رسیدہ شخص کو اپنا والد، ہر جوان کو بمنزلہ بھائی یا بیٹا اور ہر عورت کو ماں یا بیٹی یا بہن سمجھیں، پھر انہیں رشتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔“ ہارون رشید نے عرض کی، ”کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں۔“ آپ نے فرمایا، ”مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہاری حسین و جمیل صورت نارِ جہنم کا ایندھن نہ بن جائے، کیونکہ بہت سے حسین چہرے، بروزِ قیامت آگ میں جا کر تبدیل ہو جائیں گے، وہاں بہت سے امیر، اسیر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ محشر میں جواب دہی کے لئے ہر لمحہ چوکس رہو کیونکہ وہاں تم سے ایک ایک مسلمان کی باز پرس ہوگی۔ اگر تمہاری سلطنت میں ایک غریب عورت بھی بھوکی سو گئی، تو بروزِ قیامت تمہارا گریبان پکڑے گی۔“

ہارون اس نصیحت کو سن کر رونے لگا، حتیٰ کہ روتے روتے اس پر غشی طاری ہو گئی۔ یہ حالت دیکھ کر فضل نے عرض کی، ”حضرت! بس کیجئے، آپ نے تو امیر المؤمنین کو نیم مردہ کر دیا۔“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”اے ہامان! خاموش ہو جا، میں نے نہیں بلکہ تو اور تیری جماعت نے ہارون کو زندہ درگور کر دیا ہے۔“ یہ سن کر ہارون پر مزید رقت طاری ہو گئی۔

جب کچھ افاقہ ہوا تو عرض کی، ”حضور آپ پر کسی کا قرض تو نہیں ہے؟“... فرمایا، ”ہاں، اللہ ﷻ کا قرض ہے اور اس کی ادائیگی صرف اطاعت سے ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی بھی میرے بس کی بات نہیں، میدان محشر میں میرے پاس کسی سوال کا جواب نہ ہوگا۔“ ہارون نے عرض کی، ”میرا مقصد دنیاوی قرض سے تھا۔“ آپ نے فرمایا، ”اللہ ﷻ کے فضل و کرم سے میرے پاس اتنی نعمتیں ہیں کہ مجھے کسی سے قرض لینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔“

ہارون نے ایک ہزار دینار کی ایک تھیلی آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرتے ہوئے عرض کی، ”یہ رقم مجھے اپنی والدہ کے ورثے میں سے حاصل ہوئی ہے، اس لئے قطعاً حلال ہے، قبول فرمائیں تو کرم نوازی ہوگی۔“ آپ نے فرمایا، ”تجھ پر بے حد افسوس ہے، میری ساری نصیحتیں بے کار گئیں۔ میں تو تجھے نجات کا راستہ دکھا رہا ہوں اور تو مجھے ہلاکت میں گرانا چاہتا ہے۔ یہ مال مستحقین کو ملنا چاہیئے اور تو اسے ایک غیر مستحق کو دے رہا ہے۔“ یہ کہہ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، صفحہ ۸۰)

﴿40﴾ اپنے بھانجے پر انفرادی کوشش

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ تین سال کی عمر میں ہی اپنے ماموں

کے ہمراہ مشغول عبادت ہو گئے تھے۔ آپ کے ماموں نے اولاً تلقین فرمائی کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے یہ کلمات ایک بار پڑھ لیا کرو، ”اللَّهُ مَعِيَ اللَّهُ نَاطِرِي اللَّهُ شَاهِدِي“۔ یعنی اللہ میرے ساتھ ہے، اللہ مجھے دیکھنے والا ہے، اللہ مجھ پر گواہ ہے۔“ جب آپ اس پر عامل ہو گئے، تو ارشاد فرمایا، ”اب اسے روزانہ سات بار پڑھا کرو۔“ جب سات مرتبہ پڑھنے پر بھی عمل کی سعادت حاصل کر لی، تو اس کی تعداد پندرہ کروادی۔ پھر آپ تاحیات اس پر عامل رہے۔“ (تذکرۃ الاولیاء ج ۱، صفحہ ۲۲۸)

(41) ایک راہ گیر پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا ابویوسف فسولی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ شام جا رہا تھا کہ راستے میں ایک شخص اچھل کر ان کے سامنے آیا اور سلام کرنے کے بعد عرض کرنے لگا، ”اے ابویوسف! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے جسے میں یاد رکھ سکوں۔“ یہ سن کر آپ رو پڑے اور (نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے) فرمایا، ”اے بھائی! بے شک شب و روز کا آنا جانا تیرے بدن کے گھلنے، تیری عمر کے ختم ہونے اور تیری موت کے آنے میں تیزی پیدا کرتا ہے۔ اس لئے میرے بھائی تمہیں چاہئے کہ تم ہرگز مطمئن نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ (جنت میں یا جہنم میں؟) تمہارا انجام کیا ہوگا؟ (کامیابی یا ناکامی؟) تمہارا رب عز وجل تم سے تمہاری معصیت و غفلت کی وجہ سے ناراض ہے یا اپنے فضل و رحمت کے سبب تم سے راضی ہے؟ اے ضعیف انسان! (یاد رکھ) تو گزرے ہوئے ایام میں ایک ناپاک قطرہ تھا اور آنے والے وقت میں سڑے ہوئے مردار کی طرح ہوگا۔ اگر تجھے یہ نصیحت کافی نہیں تو عنقریب وہ

وقت آئے گا جب تُو قبر میں جائے گا، پھر تجھے یہ سب باتیں معلوم ہو جائیں گی، اس وقت تُو اپنے کئے پر شرمندہ ہوگا لیکن ندامت کام نہ آئے گی۔“

یہ کہہ کر آپ رونے لگے اور وہ شخص آپ کو روتا دیکھ کر رونے لگا۔ ان دونوں کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگا یہاں تک کہ وہ دونوں بے ہوش ہو کر گر گئے۔

(ذمر الہوی، الباب الخمسون، ص ۵۰۰)

(42) اپنے بھائی پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے (بذریعہ تحریر نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے) اپنے بھائی کو خط میں لکھا کہ، ”یاد رکھو! تمہیں ہر طرف سے گھیر لیا گیا ہے (یعنی تم احکام شرعی کے پابند ہو)، اور تمہیں دن رات (موت کی منزل کی طرف) ہانکا جا رہا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرتے رہو اور دمِ واپسی تک اس پر قائم رہو۔ والسلام“

(ذمر الہوی، الباب الخمسون، ص ۴۹۹)

(43) حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی انفرادی کوشش

ایک شخص کسی حسین نوجوان یہودی کو دیکھنے میں مشغول تھا کہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آن پہنچے۔ وہ شخص آپ سے کہنے لگا، ”ایسی حسین صورت بھی جہنم میں جلے گی؟“ آپ نے (نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے) فرمایا کہ، ”اس پر نگاہ ڈالنا بھی نفسانی خواہش کے سبب ہے، اگر عبرت کا حصول ہی مقصود ہے تو دنیا میں اور بھی بہت سی چیزیں ہیں۔“ (تذکرۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۵۳)

(44) بذریعہ تحریر انفرادی کوشش

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر بن العزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بذریعہ مکتوب درخواست کی کہ ”مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیے جو میرے تمام کاموں میں مددگار ثابت ہو۔“ آپ نے اس کے جواب میں لکھا، ”اگر اللہ تعالیٰ تمہارا معاون نہیں ہے تو پھر کسی سے بھی امداد کی توقع نہ رکھو، اس دن کو بہت نزدیک تصور کرو جس دن ساری دنیا فنا ہو جائے گی اور صرف آخرت باقی رہے گی۔“

(تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، صفحہ ۳۹)

(45) ایک آتش پرست پر انفرادی کوشش

شمعون نامی ایک آتش پرست حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ کا پڑوسی تھا۔ جب اس کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ اس کے پاس گئے اور دیکھا کہ اس کا سارا جسم آگ کے دھوئیں کی وجہ سے سیاہ پڑ گیا ہے۔ آپ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت پیش کی اور رحمت الہی ﷺ کی امید دلائی۔ اس نے عرض کی کہ، ”میں تین چیزوں کی وجہ سے اسلام سے دور ہوں، پہلی: جب دنیا مسلمانوں کے اعتقاد میں بہت بری شے ہے تو پھر تم لوگ اس کے حصول کی جستجو کیوں کرتے ہو؟ دوسری: موت کو یقینی تصور کرنے کے باوجود اس کے لئے تیاری کیوں نہیں کرتے؟ تیسری: تمہارے کہنے کے مطابق دیدارِ الہی ﷺ بہت بڑی نعمت ہے تو پھر تم دنیا میں اس کی مرضی کے خلاف کام کیوں کرتے ہو؟“

آپ نے ارشاد فرمایا، ”ان سب چیزوں کا تعلق تو افعال و کردار سے ہے لیکن تم

غور کرو کہ آتش پرستی میں وقت ضائع کر کے تمہیں کیا حاصل ہوا؟ مومن خواہ جیسا بھی ہو کم از کم اللہ ﷻ کی واحدانیت کو تسلیم کرتا ہے۔ تم نے ستر سال اس آگ کو پوجا ہے اس کے باوجود اگر ہم آگ میں کودیں تو یہ ہم دونوں کو برابر جلانے کی یا تیرا اس کی عبادت کرنا تجھے بچالے گا؟ لیکن میرے مولیٰ ﷻ میں یہ طاقت ہے کہ اگر وہ چاہے تو یہ آگ مجھے ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتی۔“ یہ فرمانے کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ میں آگ کو اٹھالیا لیکن اس نے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ یہ دیکھ کر شمعون بڑا متاثر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ ”میں ستر سال آتش پرستی میں مبتلا رہا، اب آخری وقت میں کیا مسلمان ہوں گا؟“

لیکن آپ ﷺ نے اس کی ڈھارس بندھائی اور مسلمان ہو جانے کی ترغیب دیتے رہے۔ آخر کار اس نے عرض کی، ”میں اس شرط پر مسلمان ہو سکتا ہوں کہ آپ مجھے یہ عہد نامہ لکھ کر دیں کہ میرے مسلمان ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہوں کی بخشش فرما دے گا۔“ آپ نے اسی مضمون کا عہد نامہ لکھ کر اس کے حوالے کر دیا۔ لیکن اس نے کہا، ”اس پر عادل لوگوں کی گواہی بھی درج کروائیے۔“ آپ نے اس کا یہ مطالبہ بھی پورا کر دیا۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد مجھے آپ ہی غسل دیجئے گا اور یہ عہد نامہ میرے ہاتھ میں تھا دیں تاکہ میدان محشر میں میرے مومن ہونے کا ثبوت بن سکے۔ یہ وصیت کرنے کے بعد اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ نے اس کی وصیت پر کامل طور پر عمل کیا۔

اسی شب آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت قیمتی لباس اور نقش و نگار

سے مزین تاج پہنے جنت کی سیر میں مصروف ہے۔ جب آپ نے اس سے پوچھا کہ ”تجھ پر کیا گزری؟“ اس نے عرض کی، ”خدا ﷻ نے میری مغفرت فرمادی اور مجھے ایسے ایسے انعامات سے نوازا کہ میں بتا نہیں سکتا، لہذا اب آپ پر کوئی بار نہیں اور یہ عہد نامہ واپس لے لیجئے کیونکہ اب مجھے اس کی حاجت نہیں۔“ جب آپ بیدار ہوئے تو وہ عہد نامہ آپ کے ہاتھ میں موجود تھا۔ آپ نے اس کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، صفحہ ۷۱)

(46) خلیفہ پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا شفیق بخئی رحمۃ اللہ علیہ سفر حج کے دوران جب بغداد پہنچے تو خلیفہ ہارون رشید نے آپ کی دعوت کی اور بہت احترام سے پیش آیا اور آپ سے کچھ نصیحتیں کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ”تم خلفائے راشدین کے نائب ہو اور اللہ ﷻ تم سے علم وحیاء اور صدق وعدل کے بارے میں باز پرس کرے گا،..... اس نے تمہیں شمشیر و تازیانہ اور دولت اس لئے عطا کئے کہ تم دولت کو ضرورت مندوں میں تقسیم کرو اور تازیانے سے شریعت کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دو اور تلوار کے ذریعے خون کرنے والوں کا خون بہا دو،..... اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو روزِ حشر تمہیں اہل جہنم کا سردار بنا دیا جائے گا،..... تمہاری مثال دریا جیسی ہے اور عُمّال و حکام اس سے نکلنے والی نہریں ہیں، لہذا! تمہارا فرض ہے کہ عادلانہ طریقے سے حکومت کرو کہ اس کا عکس تمہارے ماتحت لوگوں پر بھی پڑے کیونکہ نہریں دریا کے تابع ہوا کرتی ہیں (یعنی جو کچھ دریا میں ہوتا ہے وہی نہروں میں آتا ہے۔)“

پھر آپ نے خلیفہ سے سوال کیا، ”اگر تم ریگستان میں پیاس سے تڑپ رہے ہو

اور کوئی شخص تمہیں ایک گلاس پانی کے بدلے نصف حکومت بطور معاوضہ طلب کرے تو کیا تم اسے قبول کر لو گے؟“ خلیفہ نے جواب دیا، ”یقیناً قبول کر لوں گا۔“ پھر آپ نے دوسرا سوال کیا، ”اگر اس پانی کو استعمال کرنے کے بعد تمہارا پیشاب بند ہو جائے اور تمہیں شدید تکلیف محسوس ہو، ایسے میں کوئی طیب تم سے علاج کے معاوضہ میں آدھی سلطنت مانگے تب تم کیا کرو گے؟“ ہارون رشید نے جواب دیا، ”میں آدھی سلطنت اس کے حوالے کر دوں گا۔“ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا، ”اس حکومت پر کیا اترا نا جس کی قیمت محض چند گھونٹ پانی اور اس کا پیشاب ہو۔“ یہ جواب سن کر ہارون رشید بہت دیر تک روتا رہا اور بعداً احترام آپ کو رخصت کیا۔

(تذکرۃ الاولیاء ج ۱، صفحہ ۱۴۰)

(47) ایک رئیس پر انفرادی کوشش

ایک رئیس، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے قلبی عناد رکھتا تھا اور (معاذ اللہ عجل) آپ کو یہودی تک کہہ جایا کرتا تھا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا، ”میں تیری بیٹی کی شادی ایک یہودی کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔“ یہ سن کر اس نے غصے سے کہا، ”آپ مسلمانوں کے امام ہو کر ایسی بات کرتے ہیں؟ میں تو ایسی شادی کو قطعاً حرام تصور کرتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا، ”تیرے حرام جاننے سے کیا فرق پڑتا ہے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں (معاذ اللہ عجل) ایک ”یہودی“ کے نکاح میں دے دیں؟“ وہ رئیس آپ رضی اللہ عنہ کا اشارہ سمجھ گیا اور توبہ کر کے اپنے برے خیالات سے باز آ گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء ج ۱، صفحہ ۱۷۹)

(48) ایک کنیز کی انفرادی کوشش

حضرت سیدنا عبداللہ بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ پہلے پہل دنیا ہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے شراب پی اور مدہوشی کی حالت میں مزا میر سننے میں مشغول رہے یہاں تک کہ ظہر، عصر اور مغرب کی نماز بھی نہ پڑھ سکے۔ حالانکہ ان کی کنیز ہر نماز کے لئے کہنے آتی رہی۔ پھر جب نمازِ عشاء کا وقت بھی نکلنے لگا تو وہ ایک انگارہ اٹھالائی اور آپ کے پاؤں پر رکھ دیا۔ آپ شدتِ تکلیف سے تڑپ اٹھے اور پوچھا، ”یہ کیا ہے؟“ کنیز نے جواب دیا، ”یہ تو دنیا کی آگ ہے، آخرت کی آگ کیسے برداشت ہو گی؟“ یہ سن کر آپ بہت روئے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ بعد میں اپنی دولت راہِ خدا ﷺ میں صدقہ کر کے یادِ الہی ﷺ میں مشغول ہو گئے۔ (کتاب التوابین ص ۱۶۲)

(49) غفلت کا شکار ہونے والے پر انفرادی کوشش

حضرت علی بن حسین علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی بہت زیادہ عبادت گزار تھا۔ وہ اس قدر نمازیں پڑھا کرتا کہ اس کے قدم سوچ جاتے اور اتاروتا کہ اس کی بینائی کمزور ہو گئی۔ ایک مرتبہ اس کے گھر والوں اور لوگوں نے مل کر اسے شادی کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ سن کر اس نے ایک کنیز خرید لی۔ یہ کنیز نغمہ سرائی کی شوقین تھی لیکن اس عابد کو یہ بات معلوم نہ تھی۔ ایک دن عابد اپنی عبادت گاہ میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ کنیز نے بلند آواز میں گانا شروع کر دیا۔ گانے کی آواز سن کر عابد بے چین ہو گیا۔ اس نے عبادت میں لگے رہنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا۔ آخر کار کنیز اس سے کہنے لگی، ”میرے آقا! تمہاری جوانی ڈھلنے کو ہے، تم نے عین جوانی میں دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دیا، اب تو مجھ

سے کچھ فائدہ اٹھا لو۔“ یہ بات سن کر عابد عبادت چھوڑ کر اس کے ساتھ لذتوں میں مشغول ہو گیا۔ جب اس کے بھائی کو یہ بات پتہ چلی تو اس نے اپنے بھائی کو (نیکی کی دعوت پر مشتمل) ایک خط لکھا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ایک مشفق و ناصح اور طیب دوست کی طرف سے اس شخص کی طرف ہے جس سے حلاوت ذکر اور تلاوت قرآن کی لذت سلب ہو گئی، جس کے دل سے خشوع اور اللہ ﷻ کا خوف جاتا رہا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک کنیز خریدی ہے جس کے بدلے اپنا، ”حصہ آخرت“ بیچ دیا ہے،..... تم نے کثیر کو قلیل کے بدلے اور قرآن کو نعمات کے بدلے بیچ دیا،..... میں تمہیں ایسی شے سے ڈراتا ہوں جو لذات کو توڑنے والی، شہوتوں کو ختم کرنے والی ہے،..... جب وہ آئے گی تو تیری زبان گنگ ہو جائے گی، اعضاء کی مضبوطی رخصت ہو جائے گی اور تجھے کفن پہنایا جائے گا،..... تیرے اہل و عیال اور پڑوسی تجھ سے وحشت کھائیں گے،..... میں تمہیں اس چنگھاڑ سے ڈراتا ہوں جب لوگ بادشاہ جبار ﷻ کی ہیبت سے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے،..... میرے بھائی! میں تمہیں اللہ ﷻ کے غضب سے ڈراتا ہوں۔“

پھر یہ خط پلیٹ کر اس کے پاس بھیج دیا۔ جب اس عابد کو یہ خط ملا وہ رقص و سرور کی محفل میں تھا۔ یہ خط پڑھتے ہی اس کے منہ سے جھاگ نکلنے لگا۔ وہ ساری لذت بھول کر اس محفل سے اٹھا اور شراب وغیرہ کے برتن توڑ دیئے۔ کنیز کو آزاد کرنے کے بعد قسم کھائی کہ اب نہ کھانا کھائے گا اور نہ ہی سوئے گا۔

جب اس کا انتقال ہو گیا تو خط لکھنے والے بھائی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا، ”مَفْعَلُ اللّٰهِ بِكَ - اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ تو اس نے جواب دیا، ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس کنیز کے بدلے ایک جنتی کنیز (یعنی حور) عطا فرمائی ہے جو مجھے شرابِ طہور یہ کہہ کر پلاتی ہے کہ یہ اس کے بدلے میں پی لو جو تم نے دنیا میں چھوڑی تھی۔“ (کتاب التوابین، ص ۲۵۸)

(50) گناہ کی ترغیب دینے والی پرانفرادی کوشش

کچھ لوگوں نے ایک عورت کو ایک ہزار درہم کے بدلے اس بات پر تیار کیا کہ وہ حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کو بہکائے گی۔ وہ عورت بن سنور کر آپ کے راستے میں کھڑی ہو گئی۔ جب حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ مسجد سے نکلے تو وہ عورت چہرہ کھولے آپ کے سامنے آ گئی۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا، ”اگر تیرے جسم پر بخار طاری ہو جائے تو تمہارا رنگ روپ غائب ہو جائے اور تمہارے چہرے کی رونق جاتی رہے، یاد کرو! وہ وقت کیسا ہوگا جب ملک الموت علیہ السلام تشریف لا کر تمہاری روح قبض کریں گے؟“ یہ سن کر اس عورت پر غشی طاری ہو گئی۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ سب برائیوں سے کنارہ کش ہو کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول ہو گئی۔

(کتاب التوابین، ص ۲۶۳)

(51) نصیحت کے طالب نو جوان پرانفرادی کوشش

حضرت سیدنا ابراہیم ادھم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک نو جوان حاضر ہوا اور کہنے لگا، ”میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے، مجھے کچھ نصیحت ارشاد فرمائیں جو مجھے گناہوں

کو چھوڑنے میں معاون ہو۔“ آپ نے ارشاد فرمایا کہ، ”اگر تم پانچ خصلتوں کو اپنا لو تو گناہ تمہیں کوئی نقصان نہ دیں گے اور ان کی لذت ختم ہو جائے گی۔“ اس نے آمادگی کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا،

”پہلی بات یہ ہے کہ جب تم گناہ کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ کا رزق مت کھاؤ۔“ وہ نوجوان بولا، ”پھر میں کھاؤں گا کہاں سے؟ کیونکہ دنیا میں تو ہر شے اللہ ﷻ کی عطا کردہ ہے۔“ آپ نے فرمایا، ”کیا یہ اچھا لگے گا کہ تم رب تعالیٰ کا رزق بھی کھاؤ اور اس کی نافرمانی بھی کرو؟“ اس نوجوان نے کہا، ”نہیں، دوسری بات بیان فرمائیے۔“

آپ نے فرمایا، ”دوسری بات یہ ہے کہ جب تم کوئی گناہ کرنے لگو تو اللہ ﷻ کے ملک سے باہر نکل جاؤ۔“ وہ کہنے لگا، ”یہ تو پہلی بات سے بھی مشکل ہے کہ مشرق سے مغرب تک اللہ ﷻ ہی کی مملکت ہے۔“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”تو کیا یہ مناسب ہے کہ جس کا رزق کھاؤ یا جس کے ملک میں رہو، اس کی نافرمانی کرو؟“ نوجوان نے نفی میں سر ہلایا اور کہا، ”تیسری بات بیان فرمائیں۔“

آپ نے ارشاد فرمایا، ”تیسری بات یہ ہے کہ جب تم کوئی گناہ کرو تو ایسی جگہ کرو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔“ اس نے کہا، ”حضور! یہ کیسے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تو ہر بات کا جاننے والا ہے، کوئی اس سے کیسے چھپ سکتا ہے؟“ تو آپ نے فرمایا، ”تو کیا یہ اچھا لگے گا کہ تم اس کا رزق بھی کھاؤ، اس کی مملکت میں بھی رہو اور پھر اسی کے سامنے اس کی نافرمانی بھی کرو؟“ نوجوان نے کہا، ”نہیں، چوتھی بات بیان فرمائیں۔“

آپ نے فرمایا، ”چوتھی بات یہ ہے کہ جب ملک الموت علیہ السلام تمہاری روح قبض کرنے تشریف لائیں تو ان سے کہنا، ”کچھ دیر کے لئے ٹھہر جائیں تاکہ میں توبہ کر

کے چند اچھے اعمال کر لوں۔“ اس نے کہا، ”یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اس مطالبے کو مان لیں۔“ تو آپ نے ارشاد فرمایا، ”جب تم جانتے ہو کہ موت یقینی ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں تو چھٹکارے کی توقع کیسے کر سکتے ہو؟“ اس نے عرض کی، ”پانچویں بات ارشاد فرمائیں۔“

آپ نے فرمایا، ”پانچویں بات یہ ہے کہ جب زبانِ نبی (یعنی قیامت) آئے اور تجھے جہنم کی طرف لے جایا جائے تو مت جانا۔“ اس نے عرض کی، ”وہ نہیں مانیں گے اور نہ مجھے چھوڑیں گے۔“ تو آپ نے ارشاد فرمایا، ”تو پھر تم نجات کی امید کیسے رکھ سکتے ہو؟“

وہ نوجوان پکارا اٹھا، ”مجھے یہ نصیحت کافی ہے، اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔“ اس کے بعد وہ نوجوان مرتے دم تک عبادت میں مشغول رہا۔
(کتاب التوابع، ص ۲۸۵)

52) مفلسی کی شکایت کرنے والے پر انفرادی کوشش

ایک شخص نے کسی بزرگ کی خدمت میں اپنی غریبی اور مفلسی کی شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا ”کیا تو اس بات کے لئے تیار ہے کہ اپنی آنکھ دے دے اور دس ہزار درہم لے لے؟“ اس نے عرض کی ”ہرگز نہیں۔“ آپ نے فرمایا ”اچھا اپنے ہاتھ دے دے اور دس ہزار درہم لے لے۔“ اس نے عرض کی ”یہ بھی منظور نہیں۔“ فرمایا ”اچھا اپنے کان دے دے اور دس ہزار درہم لے لے۔“ اس نے عرض کی ”یہ بھی منظور نہیں۔“ فرمایا ”اچھا اپنے پیر دے دے اور دس ہزار درہم لے لے۔“ اس نے عرض کی ”یہ بھی قبول نہیں۔“ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ پچاس ہزار درہم کا مال تیرے پاس

موجود ہے اور تو پھر بھی مفلسی کا شکوہ کر رہا ہے؟“ (کیمیائی سعادت ج ۲ ص ۷۰۵)

(53) ایک نوجوان پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد بلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”میں حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے ساتھ بغداد کے کسی علاقے میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو اچھے طریقے سے وضو نہ کر رہا تھا۔ تو اُسے ارشاد فرمایا: ”اے لڑکے! اپنا وضو ٹھیک کر، اللہ عزَّوَجَلَّ دُنیا و آخرت میں تجھ پر احسان فرمائے گا۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے۔ نوجوان نے جلدی سے وضو مکمل کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملا۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانتا نہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور استفسار فرمایا: ”کیا کوئی کام ہے؟“ عرض کی: ”جی ہاں! مجھے بھی وہ علم سکھائیے جو اللہ عزَّوَجَلَّ نے آپ کو سکھایا ہے۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”جان لے! جس نے اللہ عزَّوَجَلَّ کی معرفت پالی وہ نجات پا گیا۔ جس نے اپنے دین کے معاملے میں خوف کیا وہ تباہی سے بچ گیا۔ جس نے دُنیا میں زُہد اختیار کیا تو کل (بروز قیامت) جب وہ اللہ عزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس کا ثواب دیکھے گا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔“ (پھر فرمایا) ”کیا تجھے کچھ مزید نہ بتاؤں؟“ اس نے عرض کی: ”جی ہاں! ضرور بتائیے۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”جس میں تین خوبیاں جمع ہو گئیں اس کا ایمان مکمل ہو گیا: ☆ جو نیکی کا حکم دے اور خود بھی اس پر عمل کرے ☆ جو برائی سے منع کرے اور خود بھی اس سے باز رہے اور ☆ جو حدودِ الہی عزَّوَجَلَّ کی حفاظت کرے۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”کیا کچھ اور بھی بتاؤں؟“ عرض کی: ”کیوں نہیں، ضرور بتائیے۔“ تو ارشاد فرمایا: ”دُنیا سے بے رغبت اور آخرت کا شوق

رکھنے والا ہو جا اور اپنے ہر کام میں اللہ عزوجل سے سچ کا معاملہ کر نجات پانے والوں کے ساتھ نجات پا جائے گا۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل دیئے۔ بعد میں اس نوجوان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا گیا: ”یہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی تھے۔“ (احیاء علوم الدین ج ۱ ص ۴۵ بتغییر)

(54) اپنے دوست پر انفرادی کوشش

منقول ہے کہ بزرگان دین میں سے دو اشخاص آپس میں دوست تھے۔ ان میں سے ایک خواہش نفس کے تحت کسی کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور اپنے دوست سے کہا کہ ”میرا دل بیمار ہو گیا ہے، اگر تو چاہتا ہے کہ مجھ سے محبت و دوستی کا تعلق ختم کر لے تو تجھے اس کا اختیار ہے۔“ اس کے دوست نے جواب دیا کہ ”معاذ اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صرف ایک گناہ کی وجہ سے میں تجھ سے رشتہ دوستی منقطع کر لوں۔“ پھر اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میرے دوست کو اس گناہ سے نجات عطا نہ کرے گا، میں کھانا نہ کھاؤں گا۔“

پھر وہ وقتاً فوقتاً اس سے پوچھتا رہتا کہ ”کیا حال ہے؟“ وہ یہی جواب دیتا کہ ”بدستور مبتلائے مرض ہوں۔“ یہ دوست مسلسل کھانے سے کنارہ کش رہا اور غم میں اندر ہی اندر گھلتا رہا، آخر کار اس کا جذبہ اصلاح، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو گیا اور ایک دن وہ دوست اس کے پاس آیا اور خوشخبری سنائی کہ ”الحمد للہ ﷻ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مرض سے نجات عطا کر دی ہے اور میرا دل معشوق کے عشق سے متنفر ہو گیا ہے۔“ جب اس نے یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر کھانا کھایا۔ (کیمیائے سعادت، ص ۳۸۱)

(55) عشق میں مبتلاء ہونے والے دوست پر انفرادی کوشش

مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں دو دوست تھے۔ یہ دونوں ایک پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان میں سے ایک شہر میں کچھ خریدنے آیا تو اس کی نگاہ ایک فاحشہ عورت پر پڑ گئی اور وہ اس کے عشق میں گرفتار ہو گیا اور اس کی مجلس اختیار کر لی۔ جب کچھ روز گزر گئے اور وہ واپس نہ آیا تو دوسرا دوست اسے تلاش کرتا ہوا شہر میں پہنچا، معلومات کرنے پر اس کے بارے میں سب کچھ جان گیا۔

یہ اس سے ملنے پہنچا تو عاشق دوست نے شرمندہ ہو کر کہا کہ ”میں تو تجھے جانتا ہی نہیں۔“ اس نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے شفقت سے سمجھاتے ہوئے کہا، ”پیارے بھائی! دل کو اس کام میں مشغول نہ کر، میرے دل میں جس قدر شفقت آج پیدا ہوئی ہے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔“ یہ کہہ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ گناہ گار دوست نے جب اس کی طرف سے محبت کا یہ مظاہرہ دیکھا تو جان لیا کہ ”میں اس کی نگاہوں سے گرا نہیں ہوں۔“ پس فوراً طوائف کی محفل سے اٹھا، توبہ کی اور اس کے ساتھ واپس آ گیا۔ (کیمیائے سعادت، جلد اول ص ۳۸۱)

(56) آتش پرست ہمسائے پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا احمد حرب رضی اللہ عنہ کا ہمسایہ آتش پرست تھا۔ ایک مرتبہ وہ سفر میں تھا کہ اسے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ آپ اس کی غم خواری کے لئے اس کے یہاں تشریف لے گئے۔ وہ آپ کے ساتھ بڑے احترام سے پیش آیا۔ قحط سالی کا دور ہونے کی بناء پر اس نے سوچا شاید آپ کھانا کھانے آئے ہوں۔ چنانچہ اس نے کھانے کا انتظام کرنا

چاہا لیکن آپ نے منع فرما دیا کہ میں محض تمہاری دل جوئی کے لئے آیا ہوں۔ اس نے عرض کی کہ، ”اگرچہ میرا مال لٹ گیا لیکن تین باتیں لائق شکر ہیں، پہلی: یہ کہ دوسروں نے میرا مال لوٹا، میں نے کسی کا مال غصب نہیں کیا، دوسری: یہ کہ اب بھی میرے پاس نصف دولت باقی ہے، تیسری: یہ کہ میرا مذہب سلامت ہے۔“

یہ سن کر آپ نے اس سے پوچھا، ”تم آگ کی پوجا کیوں کرتے ہو؟“ اس نے کہا، ”اس لئے کہ روزِ محشر جہنم کی آگ سے محفوظ رہ سکوں اور خدا ﷻ کا قرب بھی نصیب ہو جائے۔“ آپ نے فرمایا، ”آگ کی حقیقت تو اتنی سی ہے کہ ایک چھوٹا سا بچہ بھی اس پر پانی ڈال دے تو بجھ جائے، علاوہ ازیں تم ستر سال سے اس کی پوجا کر رہے ہو لیکن اس نے آج تک تمہاری کیا رعایت کی ہے جس کی بنا پر تم قیامت میں اس سے بہتری کی امید لگائے بیٹھے ہو؟“ آپ کی بات سے متاثر ہو کر اس نے عرض کی، ”اگر آپ میرے چار سوالوں کا جواب دے دیں تو میں اسلام قبول کر لوں گا، پہلا: یہ کہ خدا ﷻ نے مخلوق کیوں بنائی؟ دوسرا: تخلیق کرنے کے بعد اس کو رزق کیوں دیا؟ تیسرا: رزق دینے کے بعد موت سے دو چار کیوں کیا؟ چوتھا: مارنے کے بعد زندہ کرنے کی کیا حاجت ہے؟“

آپ نے جواب دیا، ”مخلوق کو بنانے کا مقصد یہ ہے کہ خالق کی پہچان ہو سکے، رزق عطا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کی رزاقی کا اندازہ کیا جاسکے، موت سے اس کی صفت جباری و قہاری کا اظہار مقصود ہے، بعدِ موت زندگی عطا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کی قدرت کو تسلیم کیا جائے۔“ یہ کہہ کر آپ بہت دیر تک آگ میں ہاتھ ڈالے بیٹھے رہے لیکن آپ کے دست مبارک پر آگ نے کچھ اثر نہیں کیا۔ یہ دیکھ کر وہ آتش

(57) ایک عالمِ باعمل کی انفرادی کوشش

منقول ہے کہ والی مصر احمد بن طولون بڑا ہی سفاک اور خون ریز بادشاہ تھا۔ مگر اس کے باوجود اسے مقدمات میں ظالم اور مظلوم کے درمیان عدل کرنے کا بڑا جذبہ تھا۔ ایک دن اس کا لڑکا عباس ایک گانے والی عورت کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور اُس کا غلام ہاتھ میں ”ستار“ لئے جا رہا تھا۔ جب ایک عالمِ باعمل نے یہ منظر دیکھا تو ایک دم نیکی کی دعوت پیش کرنے کا عظیم جذبہ ان کے سینے میں بیدار ہو گیا۔ غضب و جلال میں بے قرار ہو کر دوڑ پڑے اور غلام کے ہاتھ سے ”ستار“ چھین کر زمین پر اس طرح پٹخ دیا کہ وہ چور چور ہو کر بکھر گیا۔ عباس نے غضب ناک ہو کر اپنے باپ احمد بن طولون کی کچہری میں اُس حَقّانی عالم پر مقدمہ دائر کر دیا۔

جب یہ پیکرِ علم و عمل کچہری میں پہنچا تو احمد بن طولون نے آپ سے سوال کیا، ”کیا واقعی تم نے ”ستار“ کو توڑا ہے؟“ آپ نے فرمایا، ”جی ہاں۔“ یہ جواب سن کر احمد بن طولون نے تیور بدل کر بڑے غصے میں پوچھا، ”کیا تمہیں معلوم تھا کہ وہ ستار کس کا تھا؟“ آپ نے فرمایا، ”جی ہاں! وہ آپ کے فرزند عباس کا تھا۔“ احمد بن طولون نے پوچھا، ”پھر بھی تم نے میرے اعزاز کا کچھ خیال نہیں رکھا؟“ عالم صاحب نے اس کے رعبِ شاہی کو ذرا بھی خاطر میں نہ لائے اور بھرپور خود اعتمادی سے نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے فرمایا،

”عالی جاہ! یہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے کہ میں ایک گناہ ہوتے ہوئے دیکھوں اور آپ کے اعزاز کے خوف سے خاموش رہوں جب کہ اللہ ﷻ کا فرمان عالیشان ہے، ”وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ

بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ ترجمہ کنز الایمان: ”اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔“ (پارہ ۱۰، التوبہ: ۷۱)

جبکہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا ”خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔“

احمد بن طولون اس عالم دین کی نیکی کی دعوت سے بے حد متاثر ہوا اور ایک دم اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس نے آپ کو خصوصی طور پر اجازت دی کہ آپ شہر میں جو بات بھی خلاف شرع دیکھیں اُسے روک دیں۔ (مستطرف ج ۱ ص ۱۸۱)

(58) ایک عیاش نو جوان پر انفرادی کوشش

بنو امیہ کا بانکا، چھریا، حسین و جمیل نو جوان موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی اپنے عیش و عشرت، تن پروری، خوش لباسی اور خوبصورت کنیزوں اور غلاموں کے جھرمٹ میں زندگی گزارنے کا عادی تھا۔ انواع و اقسام کے کھانوں سے اس کا دسترخوان ہمہ وقت بھرا رہتا۔ زرق برق ملبوسات میں لپٹا، مجلس طرب سجائے، ساری ساری رات غم و آلام دنیا سے بے خبر پڑا رہتا۔ ایک سال میں تین لاکھ تین ہزار دینار کی آمدنی تھی، جسے مکمل طور پر اپنی عیاشیوں میں خرچ کر دیتا۔ شارع عام پر نہایت بلند و بالا خوبصورت محل بنوا رکھا تھا۔ اپنے محل میں بیٹھا کبھی تو وسیع گزرگاہوں کی رونقوں سے محفوظ ہوتا اور کبھی پچھلی جانب واقع شاندار باغ میں مجلس طرب سجاتا۔ محل میں ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک قبہ تھا، جس میں چاندی کی کیلیں تھیں۔ اس کے بیچ میں ایک قیمتی تخت خاص شہزادے

کے بیٹھنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ موسیٰ اس پر شان و شوکت کے ساتھ بیٹھتا، ارد گرد دوست احباب کی نشستیں ہوتیں۔ پشت پر خدام و غلام باادب کھڑے ہوتے۔ قبة کے باہر گانے والوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی، جہاں سے وہ نغمہ و سرور کے ذریعے اس کا اور اس کے دوستوں کا دل بہلاتے۔ کبھی خوبصورت گانے والیاں بھی رونق مجلس بڑھاتیں۔ رات ڈھلے عیش و عشرت سے تھک کر کنیروں میں سے جس کے ہمراہ چاہتا شب باشی کرتا۔ دن کو شطرنج کی بساطیں جمتیں۔ کبھی بھولے سے بھی اس کی مجلس میں موت یا غم و آلام کا تذکرہ نہ چھڑتا۔ اسی عالم سرمستی و شباب میں ستائیس سال گزر گئے۔

ایک رات وہ اسی طرح عیش و عشرت میں محو تھا کہ یکا یک ایک دردناک چیخ کی آواز ابھری، جو گانے والوں کی آواز کے مشابہ تھی۔ اس آواز کا کانوں سے ٹکرانا تھا کہ محفل پر سناٹا چھا گیا۔ موسیٰ نے قبة سے سر نکالا اور آواز کا تعاقب کرنے لگا۔ شراب و شباب کا یہ رسیا، اس کرب ناک آواز کی تلخی کو برداشت نہ کر سکا۔ غلاموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو تلاش کرو اور میرے پاس لاؤ۔ غلام و خدام محل سے باہر نکلے، انھیں قریبی مسجد میں ایک کمزور، لاغر اور نحیف و نازار نو جوان ملا، جس کا بدن ہڈیوں کا پنجر بن چکا تھا، رنگ زرد، لب خشک، بال پریشاں، دوپٹٹی چادروں میں لپیٹا رب کائنات کے حضور مناجات کر رہا تھا۔ خادموں نے اسے ہاتھ پاؤں سے پکڑا اور موسیٰ کے سامنے حاضر کر دیا۔ موسیٰ نے اس سے تکلیف کا سبب پوچھا۔ نو جوان نے کہا دراصل میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، دورانِ تلاوت ایک مقام ایسا آیا کہ اس نے مجھے بے حال کر دیا۔ موسیٰ نے کہا ”وہ کون سی آیات تھیں میں بھی تو سنوں۔“ نو جوان نے تعوذ و تسبیح کے بعد یہ آیات تلاوت کیں، ”إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ

يَنْظُرُونَ ۝ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ۝ يُسْقُونَ مِنْ رَحِيْقٍ
مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتْمُهُ مِسْكَ ۝ وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ۝

وَمَزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ۝ ترجمہ: بے شک
نیکوکار ضرور چین میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی
پہچانے، نھری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے اس کی مہر مشک پر ہے اور
اسی پر چاہئے کہ لپچائیں لپچانے والے اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے وہ چشمہ جس سے
مقربان بارگاہ پیتے ہیں۔ (پ ۳۰، سورہ مطففین: ۲۳ تا ۲۸)

تلاوت کرنے کے بعد نوجوان نے نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہا
”اے فریب خوردہ! بھلا وہ نعمتیں کہاں اور تیری یہ مجلس کہاں؟ جنتی تخت کچھ اور ہی ہوگا
، اس پر نرم و نازک بستر ہوں گے، جن کے استراستبرق کے ہوں گے۔ سبزقالینوں اور
بستروں پر ٹیک لگائے لوگ آرام کرتے ہوں گے۔ وہاں دونہریں ساتھ ساتھ بہتی ہیں
، وہاں ہر پھل کی دو قسمیں ہیں۔ وہاں کے میوے کبھی ختم نہ ہوں گے اور نہ ان سے
جنتیوں کو کوئی روکنے والا ہوگا۔ اہل جنت، جنت کے پسندیدہ عیش میں ہمیشہ رہیں گے
، وہاں انھیں کوئی ناگوار بات سنائی نہ دے گی۔ وہاں اونچے اونچے تختوں کے ارد گرد
چمک دار آب خورے قطار سے رکھے ہوں گے۔ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار
بندوں کے لئے ہوں گی۔ اور کافروں کے لئے کیا ہوگا؟ ان کے لئے آگ ہی آگ ہو
گی، آگ بھی ایسی کہ کبھی سرد نہ ہونے والی، کافراں میں ہمیشہ رہیں گے ان کا عذاب
کبھی موقوف نہ ہوگا، وہ اس میں اوندھے منہ پڑے ہوں گے اور جب انھیں سر کے بل
گھسیٹا جائے گا تو کہا جائے گا ”لو یہ عذاب چکھو۔“

ان پر اثر کلمات کے باعث موسیٰ کے دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہو گیا، بے اختیاری میں تخت سے اترا اور اس نوجوان سے لپٹ کر رو پڑا، پھر تمام خدام و غلام و کنیروں کو رخصت کر کے نوجوان کو ساتھ لئے گھر کے اندرونی حصے میں چلا گیا اور ایک بورے پر بیٹھ کر اپنی جوانی کے ضائع ہونے پر خود کو ملامت کرنے لگا۔ نوجوان اسے دلاسا دیتا اور اللہ تعالیٰ کی ستاری و غفاری یاد دلاتا رہا۔ اسی عالم میں پوری رات گزر گئی۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ نے سچی توبہ کی، تازہ غسل کیا اور نوجوان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، عبادتِ الہی کو اپنا مقصد بنا لیا۔ تمام مال و دولت، سونا چاندی، کپڑے وغیرہ صدقہ کر دئے۔ غلاموں کو فروخت و آزاد کر دیا۔ لوگوں کے حقوق شمار کر کے ادا کر ڈالے۔ موٹا لباس زیب تن کر لیا، شب بیداری کو شعار بنایا، دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور روتا، گر گڑاتا۔ مجاہدہ و ریاضت میں اس قدر مشغول ہوا کہ دیکھنے والوں کو اس پر رحم آنے لگا۔ بڑے بڑے صلحاء و زہاد اس کی زیارت کو آتے اور اتنی سخت مشقت سے اسے روکتے۔ جب وہ نصیحتیں سنتا تو اپنے گزرے غفلت کے ایام یاد کر کے خوب روتا۔ بالآخر وہ دن بھی آیا کہ ننگے پیر، ایک معمولی سا لباس پہنے، حج بیت اللہ کے اردے سے نکلا۔ اس پاک سر زمین پر پہنچا تو دل کی کیفیت میں مزید انقلاب پیدا ہو گیا، اکثر حجر اسود کے پاس یہ مناجات کرتا ہوا نظر آتا،

”اے مالکِ بے نیاز! سینکڑوں خلوتیں غفلت میں گزر گئیں اور عمر کے کتنے ہی سال گناہوں میں ضائع ہو گئے، نیکیاں تو جاتی رہیں بس حسرت و ندامت پاس رہ گئی ہے۔ جس روز تیری بارگاہ میں حاضری ہوگی تو کیا منہ دکھاؤں گا؟

اے میرے رب کریم! میں اب تیرے سوا کس کے سامنے اپنا دکھ بیان

کروں؟ کس سے التجاء کروں؟ کس کی جانب دوڑوں؟ کس پر اعتماد کروں؟
 اے مالک و مولیٰ! میں اس لائق تو نہیں کہ تجھ سے جنت کا سوال کروں، میں تو
 بس تیری شانِ کریمی سے محض اتنے کرم کا متمنی ہوں کہ میری مغفرت فرمادے۔“
 حج کے بعد اس نے وہیں اقامت اختیار کر لی اور اسی طرح مشغولِ عبادت
 رہتے ہوئے دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ (دروس الراحین الحکایة السابعة عشرة ص ۸۸)

﴿59﴾ طبیب پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئے۔ لوگ آپ کو
 علاج کے لئے ایک شفاء خانے لے گئے۔ شفاء خانے میں بغداد کے وزیر علی بن عیسیٰ
 نے آپ کی حالت دیکھی تو فوراً بادشاہ سے رابطہ کیا کہ کوئی تجربہ کار معالج بھیجے۔ بادشاہ
 نے ایک طبیبِ حاذق کو بھیج دیا جو اپنے فن میں بہت ماہر تھا لیکن اس کا مذہب نصرانی
 تھا۔ اس نے شیخ کے علاج کے لئے سر توڑ کوششیں کیں لیکن آپ کو شفاء نہ ہوئی۔ ایک
 دن طبیب کہنے لگا، ”اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے پارہ گوشت سے آپ کو شفاء مل
 جائے گی تو اپنے بدن کا گوشت کاٹ کر دینا بھی مجھ پر کچھ گراں نہ ہوتا۔“
 یہ سن کر شیخ شبلی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا، ”میرا علاج اس سے بھی کم میں ہو سکتا
 ہے۔“ طبیب نے دریافت کیا، ”وہ کیا؟“ ارشاد فرمایا، ”زُئار (کمر میں باندھا جانے والا
 دھاگہ جو کہ عیسائیوں کی مذہبی علامت ہے) توڑ دے اور مسلمان ہو جا۔“ یہ سن کر اس نے
 عیسائیت سے توبہ کر لی اور مسلمان ہو گیا اور اس کے مسلمان ہونے پر شیخ شبلی علیہ الرحمۃ
 بھی تندرست ہو گئے۔

(60) خلافِ سنت لباس پہننے والے پر انفرادی کوشش

ایک جگہ حضرت شیخ سیدنا صلت بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ان کے سامنے سے ایک شخص گزرا جس کا پا جامہ زمین پر گھسٹ رہا تھا (جو کہ خلافِ سنت ہے)۔ آپ کے شاگردوں نے اس پر اسے ڈانٹ ڈپٹ کرنا چاہی لیکن آپ نے انہیں روک دیا اور فرمایا، ”میں خود اس کی اصلاح کی کوئی تدبیر کرتا ہوں۔“ پھر اس شخص کو پکار کر کہا، ”بھائی! مجھے تم سے کوئی کام ہے۔“ اس نے پلٹتے ہوئے پوچھا، ”کیا کام ہے؟“ آپ نے نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے انتہائی نرم لہجہ میں فرمایا، ”پیارے بھائی! اپنا پا جامہ ٹخنوں سے ذرا سا اوپر کر لو کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا نا خلافِ سنت ہے۔“ اس نے عرض کی، ”بہت بہتر۔“ اور اپنا پا جامہ ٹخنوں سے اوپر کر لیا۔

(’کیمیائے سعادت‘ جلد اول ص ۴۸۶)

(61) ایک نوجوان پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بغداد کی جامع مسجد میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک خوش حال، خوش پوشاک جوان اپنے دوستوں کے ہمراہ آیا اور بیان سننے لگا۔ دورانِ بیان حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، ”حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے؟“ یہ سن کر اس نوجوان کا رنگ فق ہو گیا اور وہ بیان سن کر چلا گیا۔ دوسرے دن وہ حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، ”کل آپ نے فرمایا تھا کہ حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے، ذرا اس کا مطلب مجھے سمجھا دیں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، ”مولا ﷺ سے قوی کوئی نہیں اور بندے سے زیادہ کمزور کوئی نہیں، پھر بھی بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے۔“ یہ سن کر وہ نوجوان چلا گیا۔ دوسرے دن وہ پھر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے جسم پر صرف دو سفید کپڑے تھے۔ اس نے عرض کی، ”مجھے رب تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ بتا دیجئے۔“ آپ نے فرمایا، ”اگر عبادت کرنا چاہتے ہو تو دن کو روزہ رکھو اور رات کو نوافل میں مشغول رہو، اور اگر اللہ ﷻ کے طالب ہو تو اس کے سواء ہر ایک کو چھوڑ دو اسے پالو گے اور رہنے کے لئے مساجد، ویرانوں اور قبرستانوں کو اختیار کرو (یعنی خلوت اختیار کرو)۔“ یہ سن کر اس نے کہا، ”واللہ! میں تو وہی راہ اختیار کروں گا جو سب سے مشکل اور دشوار ہے۔“ اور چلا گیا۔

(روض الریاحین الحکایۃ الثامنة والاربعون بعد المئۃ ص ۲۲۸)

62) ویرانے میں انفرادی کوشش

ایک بادشاہ جو شکار کے لئے نکلتا تھا، جنگل میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ اس نے جنگل میں ایک جگہ کمزور، غم زدہ نوجوان کو دیکھا جو بیٹھا انسانی ہڈیوں کو الٹ پلٹ کر رہا ہے۔ بادشاہ نے نوجوان سے پوچھا، ”تمہیں کیا ہوا؟ اور اس سنسان ویرانے میں اکیلے کیا کر رہے ہو؟“ اس نوجوان نے جواب دیا،

”مجھے طویل سفر درپیش ہے، دو موکل (یعنی دن اور رات) میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور مجھے خوف دلا کر آگے (یعنی موت) کی جانب دوڑا رہے ہیں،..... میرے سامنے تنگ و تاریک، نکالیف سے بھرپور قبر ہے،..... آہ! عنقریب مجھے زیر زمین گلے سڑنے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا،..... آہ! وہاں تنگی و وحشت کا بسیرا ہوگا، مجھے کیڑوں کی

خوراک بننا ہوگا یہاں تک کہ میری ہڈیاں الگ الگ ہو جائیں گی،..... صرف یہی نہیں بلکہ اس کے بعد قیامت کا کٹھن مرحلہ بھی ہوگا، میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد مجھے داخل جنت ہونا نصیب ہوگا یا (معاذ اللہ) مجھے جہنم میں پھینک دیا جائے گا،..... اب تم ہی بتاؤ کہ جسے اتنے خطرناک مراحل سے گزرنا ہو وہ کس طرح خوش رہ سکتا ہے؟“

یہ باتیں سن کر بادشاہ بھی رنج و غم سے نڈھال ہو گیا اور گھوڑے سے اتر پڑا۔ پھر اس نوجوان سے کہنے لگا، ”اے بندہ خدا! تمہاری باتوں نے میرا چین و سکون چھین لیا ہے اور میرے دل کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے، ذرا اپنی باتوں کی وضاحت تو کرو۔“ اس نوجوان نے کہا،

”میرے سامنے جمع شدہ ہڈیوں کو دیکھ رہے ہو، یہ ان بادشاہوں کی ہڈیاں ہیں جنہیں دنیا نے اپنی زینت و آرائش میں الجھا کر فریب دیا اور ان کے دل پر چھائی رہی، یہ فکرِ آخرت سے غافل رہے حتیٰ کہ انہیں موت نے آلیا، اس وقت ان کی آرزوئیں ناتمام رہ گئیں، نعمتیں سلب کر لی گئیں۔ عنقریب ان ہڈیوں کو پھر زندگی ملے گی، پھر انہیں اپنے کئے کا بدلہ ملے گا اور یہ نعمتوں والے گھر جنت میں جائیں گے یا عذاب والے گھر دوزخ میں۔“

اتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان بادشاہ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ دوسری جانب جب بادشاہ کے خدام اس کے پاس پہنچے تو اس کا چہرہ ملول اور آنکھوں سے سیلابِ اشک رواں تھا۔ جب رات ہوئی تو بادشاہ نے لباسِ شاہی کو خیر آباد کہا اور دو چادریں جسم پر ڈال کر راہِ فقر میں نکل گیا۔

(63) بادشاہ کے دربار میں انفرادی کوشش

خلیفہ دمشق سلیمان بن عبدالملک اموی بڑے کروفر کا بادشاہ تھا۔ اس نے ایک مرتبہ مشہور محدث امام طاؤس علیہ الرحمۃ کو دربار میں بلایا تو آپ نے فرمایا، ”کیا آپ کو معلوم ہے کہ سب سے زیادہ عذاب کس کو ہوگا؟“ خلیفہ نے جواب دیا، ”آپ ہی ارشاد فرمائیے۔“ تو آپ نے یہ حدیث پڑھ کر سنائی، ”جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی سلطنت میں بادشاہی عطا فرمائی، پھر اس نے ظلم کیا تو اس شخص کو قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا۔“

یہ سن کر خلیفہ لرز گیا اور چیخ مار کر رونے لگا حتیٰ کہ روتے روتے تخت پر چت لیٹ

گیا۔ (مستطرف، ج ۱، ص ۹۴)

(64) خلیفہ منصور پر انفرادی کوشش

ایک مرتبہ خلیفہ منصور مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور امام مالک علیہ الرحمۃ سے گفتگو کرنے لگا۔ اس دوران اس کی آواز کچھ بلند ہو گئی تو سیدنا امام مالک علیہ الرحمۃ نے اسے سمجھاتے ہوئے فرمایا، ”اے امیر المؤمنین! رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ“ ترجمہ کنز الایمان: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (پ ۲۶، الحجرات: ۲)

(پھر فرمایا) ”اے امیر المؤمنین! نبی کریم ﷺ کا ادب و احترام اب بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ظاہری حیات مبارکہ میں تھا، اس لئے قبر انور کے پاس ہر گز بلند آواز سے گفتگو نہ کیجئے۔“ یہ سن کر خلیفہ منصور بالکل خاموش ہو گیا پھر نہایت ہی پست آواز میں

گفتگو کرنے لگا۔ (وفاء الوفاء، ج ۴، ص ۱۳۷)

(65) ہنسنے والے نوجوان پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک جوان کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے درمیان بیٹھا ہنسنے میں مشغول تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا، ”اے نوجوان! کیا تو پل صراط پار کر چکا ہے؟“ اس نے عرض کی، ”نہیں۔“ فرمایا، ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم جنت میں جاؤ گے یا جہنم میں؟“ اس نے کہا، ”جی نہیں۔“ تو آپ نے پوچھا، ”پھر یہ ہنسی کیسی ہے؟“ اس کے بعد اس نوجوان کو ہنسنے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۲۲۷)

(66) بت پرست پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا شیخ عبدالواحد علیہ الرحمۃ اپنے رفقاء کے ہمراہ سمندری سفر فرما رہے تھے۔ اچانک سمندر میں طوفان اٹھا اور ان کا جہاز ایک جزیرہ سے جا لگا۔ وہاں آپ کی ملاقات ایک بت پرست سے ہوئی۔ آپ نے اس پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے پوچھا، ”تم کس کی عبادت کرتے ہو؟“ اس نے اپنے بت کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا، ”یہ بت جو خود کسی کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے، کسی کا معبود نہیں ہو سکتا، ایسا تو ہم بھی بنا سکتے ہیں۔“ اس نے پوچھا، ”آپ لوگ کس کی عبادت کرتے ہیں؟“ شیخ نے فرمایا، ”ہمارا معبود وہ ہے جس نے اس بت اور ساری کائنات کو تخلیق فرمایا ہے، جس کا حکم زمین میں اور اختیار زندوں اور مردوں پر جاری ہے۔“ اس نے پوچھا، ”تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا؟“ شیخ نے فرمایا، ”اس بادشاہ حقیقی نے ہم میں ایک سچا رسول بھیجا جس نے ہمیں رب ﷻ کی طرف بلایا۔“ اس نے سوال کیا، ”وہ رسول کہاں

ہیں؟“ آپ نے فرمایا، ”اللہ تعالیٰ نے انہیں جس کام کے لئے مبعوث فرمایا تھا، جب وہ اسے پورا کر چکے تو انہیں وفاتِ ظاہری دے دی۔“ اس نے پھر پوچھا، ”کیا آپ کے پاس ان کی کوئی نشانی بھی ہے؟“ شیخ نے فرمایا، ”بے شک ان کی نشانی کتاب اللہ ہے۔“ پھر اسے قرآن مجید کی ایک سورۃ پڑھ کر سنائی جسے سن کر وہ اشکبار ہو گیا اور کہنے لگا، ”جس کا یہ مقدس کلام ہے اس کی اطاعت تو دل و جاں سے کرنی چاہیے۔“ اور شیخ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ (روض الریاحین، الحکایۃ الثالثۃ عشرۃ ص ۸۳)

(67) امیر المؤمنین پر انفرادی کوشش

حضرت سیدنا یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے فرمایا، ”یا امیر المؤمنین! یاد رکھئے کہ آپ پہلے خلیفہ نہیں ہیں جو مرجائیں گے۔ (یعنی آپ سے پہلے گزرنے والے خلفاء کو موت نے آلیا تھا۔)“ یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے، ”کچھ اور بھی فرمائیے۔“ تو آپ نے کہا، ”اے امیر المؤمنین! حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ تک آپ کے سارے آبا و اجداد فوت ہو چکے ہیں۔“ یہ سن کر آپ مزید رونے لگے اور عرض کی، ”مزید کچھ بتائیے۔“ آپ نے فرمایا، ”آپ کے اور جنت و دوزخ کے درمیان کوئی منزل نہیں ہے۔ (یعنی دوزخ میں ڈالا جائے گا یا جنت میں داخل کیا جائے گا۔) یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۲۲۹)



امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی انفرادی کوشش کے واقعات

(68) نماز میں نگاہ صحیح جگہ نہ رکھنے والے پر انفرادی کوشش

امام اہل سنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کسی مسجد میں نماز پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے کہ ایک صاحب نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے اور حضور کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے۔ جب قیام کیا تو دیوار مسجد کو دیکھتے رہے، جب رکوع میں گئے تو تھوڑی اوپر اٹھا کر دیوار مسجد کی طرف دیکھتے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس وقت تک اعلیٰ حضرت بھی وظیفہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ان کو پاس بلا کر مسئلہ بتایا کہ ”نماز پڑھنے میں کس کس حالت میں کہاں کہاں نگاہ ہونی چاہئے؟“ اور فرمایا ”بحالت رکوع پاؤں کی انگلیوں پر نگاہ ہونی چاہئے۔“

یہ سن کر وہ قابو سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے ”واہ صاحب! بڑے مولانا بنتے ہیں، میرا منہ قبلہ سے پھیرتے ہیں؟ نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے۔“ یہ سن کر اعلیٰ حضرت نے ان کی سمجھ کے مطابق کلام فرمایا اور دریافت کیا ”تو سجدہ میں کیا کیجئے گا، پیشانی زمین پر لگانے کے بدلے تھوڑی زمین پر لگائیے۔“ یہ چھتا ہوا فقرہ سن کر بالکل خاموش ہو گئے اور ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ ”قبلہ رو ہونے کے یہ معنی ہیں کہ قیام کے وقت نہ کہ از اول تا آخر قبلہ کی طرف منہ کر کے دیوار مسجد کو دیکھا کرے۔“

(69) صدر الشریعہ پر انفرادی کوشش

بہار شریعت جیسی عظیم کتاب کے مؤلف صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد کچھ عرصہ تک تدریس فرمائی لیکن پھر تدریس چھوڑ کر مطب شروع کر دیا (کیونکہ آپ حکیم بھی تھے)۔ جب آپ کے استاذ محترم مولانا وحی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کو اس بات کا پتہ چلا تو بے حد غمگین ہوئے۔ جب صدر الشریعہ بریلی کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے انہیں اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت الشاہ مولانا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے نام ایک خط لکھ کر دیا جس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے صدر الشریعہ کو علمِ دین کی خدمت کی جانب متوجہ کرنے کی گزارش کی گئی تھی۔

جب آپ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بارگاہ میں محدث سورتی کا خط لے کر پہنچے تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے انہیں سمجھاتے ہوئے فرمایا، ”طبابت اچھا کام ہے کہ العلم علما علم الادیان و علم الابدان (یعنی علمِ دوہیں، ایک دین کا علم اور ایک اجسام کا علم) لیکن اس میں صبح سویرے قارورہ (یعنی پیشاب کا نمونہ) دیکھنا پڑتا ہے۔“ اس ارشاد میں جو روحانی تاثیر تھی، صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا، لہذا! آپ مطب چھوڑ کر بریلی شریف میں دینی کاموں میں مصروف ہو گئے۔

(سیرت صدر الشریعہ، ص ۳۸)

(70) سونے کی انگوٹھی اور چھلے پہننے والے پر انفرادی کوشش

حضرت مہدی حسن میاں علیہ الرحمۃ سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف فرماتے ہیں کہ ”میں جب بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ حسبِ دستور ایک بار ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا، ”حضرت شہزادہ صاحب انگوٹھی اور چھلے

مجھے دے دیجئے۔“ میں نے اتار کر دے دیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا۔ بمبئی سے مارہرہ واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا ”ابا بریلی کے مولانا صاحب (یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے اور والا نامہ (تحریری پیغام) میں مذکور تھا ”شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں (کیونکہ مردوں کو ان کا پہننا جائز نہیں)۔“ (حیات اعلیٰ حضرت قدس سرہ ص ۱۰۵)

(71) مولوی صاحب پر انفرادی کوشش

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن بچپن میں ایک مولوی صاحب کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز مولوی موصوف حسبِ معمول پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے انہیں سلام کیا، مولوی صاحب نے جواب دیا ”جیتے رہو۔“ اس پر آپ نے عرض کی ”یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا، علیکم السلام کہنا چاہئے تھا۔“ مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔“

(حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۶۳)

(72) طالب علم پر انفرادی کوشش

مولوی نور محمد صاحب جو بسلسلہ تعلیم، مجددِ دین و ملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے آستانہ میں مقیم تھے، آپ نے ایک مرتبہ اپنے طالب علم ساتھی جو کہ سید صاحب تھے اس طرح پکارا، ”قناعت علی، قناعت علی۔“ یہ آواز جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی سماعتِ مبارکہ سے ٹکرائی تو آپ نے انہیں فوراً اپنے پاس بلایا اور سمجھایا، ”کیا سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہیں؟ کبھی مجھے بھی (باوجود استاذ ہونے کے) اس طرح پکارتے ہوئے سنا؟“ مولوی نور محمد صاحب یہ سن کر بہت شرمندہ ہوئے اور

ندامت سے نگاہیں جھکا لیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا، ”جائیے! آئندہ خیال رکھئے گا۔“ (حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۸۳)

(73) ایک آریہ پر انفرادی کوشش

مولانا سید ایوب علی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ قبلِ ظہر حضرت استاذ العلماء مولانا مولوی حکیم نعیم الدین مراد آبادی و حضرت مولانا مولوی رحمہ الہی (مدرسہ منظر الاسلام بریلی) رحمہما اللہ اعلیٰ حضرت مجددین و ملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک آریہ (یعنی ہندو) آیا اور کہنے لگا ”میرے چند سوالات ہیں، اگر ان کے جوابات دے دیئے گئے تو میں اور میری بیوی بچے سب مسلمان ہو جائیں گے۔“ چونکہ اذان ہو چکی تھی، نہ معلوم اس کے جوابات میں کتنا وقت صرف ہوگا؟ یہ سوچ کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ”ہماری نماز کا وقت ہے، ٹھہر جاؤ، اس کے بعد جو سوال کرو گے ان شاء اللہ جواب دیا جائے گا۔“ وہ کہنے لگا ”ایک سوال تو یہی ہے کہ آپ کے یہاں عبادت کے پانچ وقت کیوں مقرر ہیں؟ پریشر کی عبادت جتنی بھی کی جائے اچھا ہے۔“ مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا ”یہ اعتراض تو خود تمہارے اوپر بھی وارد ہوتا ہے۔“ مولانا رحمہ الہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ”میرے پاس (تمہارے مذہب کی کتاب) ستیا رتھ پرکاش مکان پر موجود ہے، ابھی منگوا کر دکھا سکتا ہوں۔“ الغرض طے پایا کہ جب تک کتاب آئے، نماز پڑھ لی جائے، وہ آریہ اتنی دیر پھاٹک پر بیٹھا رہا۔ نماز کے بعد اس نے مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے،

(1) قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا؟ ایک دم کیوں نہ آیا جبکہ وہ خدا کا

کلام ہے، خدا تو قادر تھا کہ ایک ساتھ اتار دیتا۔

(2) آپ کے نبی کو معراج کی رات خدا نے بلایا تو پھر انہیں دنیا میں واپس

کیوں کیا؟ وہ تو اسے محبوب تھے؟

(3) عبادت پانچ وقت کے متعلق ستیارتھ پرکاش کی عبارت دیکھنا مشروط

ہوئی۔

مذکورہ بالا سوالات سن کر اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فرمایا ”میں تمہارے سوالوں کے جواب ابھی دیتا ہوں، مگر تم نے جو وعدہ کیا ہے اس پر قائم رہو۔“ اس نے کہا ”ہاں! میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میرے سوالات کے جوابات آپ نے معقول دے دیئے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا اور بیوی بچوں کو بھی لا کر مسلمان کرادوں گا۔“ جب خوب قول و قرار اور پختہ وعدہ کرا لیا تو آپ نے فرمایا ”پہلے سوال کا تو جواب یہ ہے کہ جو شے عین ضرورت کے وقت دستیاب ہوتی ہے، اسکی وقعت دل میں زیادہ ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بتدریج (یعنی درجہ بدرجہ) نازل فرمایا۔“ پھر فرمایا ”انسان بچہ کی صورت میں آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر بوڑھا، اللہ تعالیٰ تو قادر تھا بوڑھا ہی کیوں نہ پیدا فرمایا؟ پھر فرمایا ”انسان کھیتی کرتا ہے، پہلے پودا نکلتا ہے پھر کچھ عرصہ بعد اس میں بالی آتی ہے اس کے بعد دانہ برآمد ہوتا ہے، وہ تو قادر تھا کہ ایک دم غلہ کیوں نہ پیدا فرمایا۔“ اس کے بعد ستیارتھ پرکاش آگئی جس میں حسب ذیل عبارتیں موجود تھیں۔

باب تیسرا (تعلیم) پندرہواں ہیڈنگ ”اگنی ہوتر (یعنی پوجا) صبح شام

دو ہی وقت کرے“

باب چوتھا (خانہ داری) ۶۳ ہیڈنگ ”سندھیا (ہندوؤں کی صبح وشام کی

عبادت) دو ہی وقت کرنا چاہئے“

ان عبارات کو سن کر اس آریہ کے لئے قائل ہونے کے سوا چارہ ہی کیا تھا؟ لہذا! اعتراف کرتے ہوئے معراج شریف والے سوال کا جواب چاہا۔ اس کی نسبت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ”اسے یوں سمجھو کہ ایک بادشاہ اپنے مملکت کے انتظام کے لئے ایک نائب مقرر کرتا ہے، وہ صوبہ دار یا نائب بادشاہ کے حسب منشاء خدمات انجام دیتا ہے، بادشاہ اس کی کارگزاریوں سے خوش ہو کر اپنے پاس بلاتا ہے اور انعام و خلعتِ فاخرہ عطا فرماتا ہے نہ یہ کہ اسے بلا کر معطل کر دیتا ہے اور اپنے پاس روک لیتا ہے۔“ یہ سن کر اس نے کہا کہ ”آپ نے میری پوری تشفی فرمادی اور میری سمجھ میں خوب آ گیا، میں ابھی جا کر بیوی اور بچوں کو لاتا ہوں اور خود مسلمان ہوتا ہوں، ان کو بھی مسلمان کراتا ہوں۔“ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۸۷)

(74) غربت و افلاس کے شاک پر انفرادی کوشش

امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”سادات کرام میں سے ایک صاحب میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور اپنی غربت و افلاس کا رونا روتے رہتے۔ ایک مرتبہ بڑی پریشانی کی حالت میں آئے تو میں نے ان سے پوچھا، ”جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کے لئے حلال ہو سکتی ہے؟“ انہوں نے فرمایا ”نہیں۔“ میں نے کہا، ”امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، جن کی آپ اولاد ہیں، تنہائی میں اپنے چہرہ مبارکہ پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا، ”اے دنیا! کسی اور کو دھوکا دے، میں نے تجھے طلاق دی جس میں کبھی رجعت

نہیں۔“ کیا اس قول کے ہوتے ہوئے سادات کرام کا افلاس میں مبتلاء ہونا تعجب کی بات ہے؟“ وہ کہنے لگے، ”واللہ ﷻ! میری تسکین ہوگئی۔“ اس کے بعد کبھی اپنی غربت کا شکوہ نہ کیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۹۳)



E

Islam

بانی دعوتِ اسلامی امیر اہل سنت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کی انفرادی کوشش کے واقعات

(۱) ایک دہریہ پر انفرادی کوشش

۱۴۰۶ھ میں امیر اہل سنت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس قادری مدظلہ العالی پنجاب کے مدنی دورے پر تھے کہ ساہیوال میں آپ کی مڈبھیڑ ایک دہریہ سے ہو گئی۔ وہ اپنے عقائد و نظریات میں بہت پختہ دکھائی دیتا تھا لہذا! بحث مباحثہ کی بجائے آپ نے اس امید پر اسے کافی محبت و شفقت سے نوازا کہ ہو سکتا ہے کہ حسن اخلاق سے متاثر ہو کر وہ عقائد باطلہ سے تائب ہو جائے۔ آپ کو پاکپتن شریف میں منعقد ہونے والے اجتماع ذکر و نعت میں بیان کرنا تھا، لہذا وہ بھی آپ کے ہمراہ چلنے پر تیار ہو گیا۔ بذریعہ بس پاکپتن شریف پہنچنے کے بعد آپ نے حضرت سیدنا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ وہ دہریہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔ رات کے وقت اجتماع ذکر و نعت میں آپ نے اپنے مخصوص انداز میں رقت انگیز دعا کروائی۔ حاضرین پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ دوران دعا آپ نے رور و کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی، ”یا اللہ عزوجل! راہِ حق کا ایک متلاشی ہمارے ساتھ چل پڑا ہے اور اس نے تیری بارگاہ میں ہاتھ بھی اٹھا دیئے ہیں، اب تُو اس کا دل پھیر دے اور اس کو نورِ ہدایت نصیب کر کے روشنی کا مینار بنادے۔“

جب دعا ختم ہوئی تو اس دہریہ نے آپ سے بڑی عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عرض کی، ”دورانِ دعا ایک انجانے خوف کے سبب میرے تورونگٹے کھڑے ہو گئے، اب میں نے توبہ کر لی ہے۔“ پھر اس نے آپ کے دست مبارک پر دہریت سے باقاعدہ توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور آپ کے ذریعے حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کی غلامی کا پٹا بھی اپنے گلے میں ڈال لیا۔

(2) بُرا بھلا کہنے والے پر انفرادی کوشش

دعوتِ اسلامی کے اوائل میں امیر اہل سنت مظلہ العالی کو ایک اسلامی بھائی کے بارے میں پتا چلا کہ وہ آپ کو برا بھلا کہتا ہے اور اس نے آپ کی امامت میں نماز پڑھنا بھی چھوڑ دی ہے۔ ایک دن وہ آپ کو اپنے دوست کے ساتھ سرِ راہ مل گیا۔ آپ نے اسے سلام کیا تو اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ لیکن آپ نے اس کی بے رخی کا کوئی اثر نہ لیا اور اس کے سامنے ہو کر مسکراتے ہوئے کہا ”بہت ناراض ہو بھائی؟.....“ اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور گرم جوشی سے معاف کیا۔ اس کے دوست کا کہنا ہے کہ وہ آپ کے جانے کے بعد کہنے لگا، ”عجیب آدمی ہے، میرے منہ پھیر لینے کے باوجود اس نے مجھے گلے لگا لیا، جب اس نے مجھے گلے لگایا تو یوں محسوس ہوا کہ دل کی ساری نفرت محبت میں بدل گئی، لہذا! میں مرید بنوں گا تو انہی کا بنوں گا۔“ پھر وہ اسلامی بھائی اپنے کہنے کے مطابق آپ کا مرید بھی بنے اور داڑھی شریف بھی چہرے پر سجالی۔

(3) مدنی ماحول سے دور ہو جانے والے پر انفرادی کوشش

باب المدینہ کراچی کے علاقہ لائسنز ایریا میں رہنے والے ایک اسلامی بھائی مدنی

ماحول سے وابستہ تھے لیکن چند نادان عناصر کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر دعوتِ اسلامی سے بدظن ہو کر مدنی ماحول سے دور ہو گئے اور اپنے دن رات محض دنیا کمانے میں بسر کرنے لگے۔ ایک اسلامی بھائی انہیں امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کی بارگاہ میں لے گئے۔ جب امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کو ان کے بارے میں الگ سے بتایا گیا تو آپ نے بھرپور شفقت فرماتے ہوئے انفرادی کوشش فرمائی اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا پھر چائے بھی پلائی۔ ملاقات کے اختتام پر اس اسلامی بھائی کے جذبات کچھ یوں تھے کہ اب میں اس مدنی ماحول کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا، آپ استقامت کی دعا کر دیجئے۔“ الحمد للہ ﷻ! آج وہ اسلامی بھائی باب المدینہ کی ایک مجلس کے رکن اور اپنے حلقہ کے قافلہ ذمہ دار ہیں۔

(4) عیسائی پادری پر انفرادی کوشش

۲۶ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ بروز جمعرات دوپہر کے وقت ایک عیسائی پادری اپنی اہلیہ کے ہمراہ شیخِ طریقت، امیرِ اہل سنت حضرت علامہ ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے درِ دولت پر حاضر ہوا۔ اس پادری کا کہنا تھا، ”مجھے خواب میں چار مرتبہ سبز عمامے والے بزرگ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) اور ایک مرتبہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی، ان دونوں نے مجھ سے ایک ہی بات ارشاد فرمائی کہ ”تم عطار کے پاس جاؤ،“ چنانچہ میں تلاشِ بسیار کے بعد آپ تک پہنچنے میں کامیاب ہوا ہوں۔“

پھر اس نے امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی سے کچھ سوالات کئے اور اپنی تسلی چاہی۔ امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے اس کے سوالات کے تسلی

بخش جوابات عطا فرمائے۔ لیکن اس کا کہنا تھا کہ ”ابھی میرا دل 100 فی صد مطمئن نہیں ہوا، لہذا! آپ بھی دعا کریں، میں بھی دعا کرتا ہوں۔“ امیر اہل سنت مدظلہ العالی نے اس کی درخواست پر رقت انگیز دعا کی جسے سن کر اس پر گریہ طاری ہو گیا اور وہ اپنی اہلیہ سمیت مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے اپنی دوسری بیوی اور تین بچوں کو مسلمان کرنے کے لئے کسی کو اپنے ہمراہ بھیجنے کی درخواست کی تو امیر اہل سنت مدظلہ العالی نے اپنے بڑے شہزادے حاجی احمد عبید رضا عطاری سلمہ الباری کو اس نو مسلم اسلامی بھائی کے ہمراہ بھیج دیا جن کے ہاتھ پر اس کے بقیہ اہل خانہ نے اسلام قبول کر لیا۔

(۵) مدنی کام چھوڑ دینے والے پر انفرادی کوشش

اورنگی ٹاؤن باب المدینہ کراچی کے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ میں 1984ء میں دعوتِ اسلامی کے ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد ایک عرصہ تک بطور حلقہ نگران مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا لیکن کچھ وسوسوں کا شکار ہو کر بد دل ہو گیا اور مدنی کاموں سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ پھر 6 سال کے بعد ایک مرتبہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی تو آپ نے شفقت بھری مسکراہٹ سے نوازا جس سے دل کی کیفیات بدلنا شروع ہو گئیں۔ اس کے بعد چند اسلامی بھائیوں کے ساتھ آپ کے درِ دولت پر سحری کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور انفرادی کوشش کرتے ہوئے مدنی کاموں میں حصہ لینے کی ترغیب دیتے رہے۔ الحمد للہ ﷻ! آپ کی انفرادی کوشش کی برکت سے نہ صرف وسوسوں سے چھٹکارا ملا بلکہ پھر سے مدنی کاموں کے لئے فعال ہو گیا اور آج عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں مدنی تربیت گاہ میں ذمہ

داری سرانجام دے رہا ہوں۔

(6) ناراض ہمسائے پر انفرادی کوشش

پہلے پہل امیر اہل سنت مدظلہ العالی موسیٰ لین باب المدینہ (کراچی) میں ایک فلیٹ میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پڑوس میں رہنے والی خاتون کی آپ کے گھر والوں سے کچھ بد مزگی ہو گئی۔ اس خاتون نے اسی وقت گھر میں موجود اپنے بچوں کے ابو کو سارا قصہ اپنے انداز میں جاسنایا۔ وہ اس کی بات سن کر بھڑک اٹھا اور خطرناک تیور لئے آپ کے گھر پہنچا اور آپ سے ملنے کا تقاضا کیا لیکن آپ اس وقت راہِ خدا ﷻ میں سفر کرنے والے مدنی قافلے میں سفر اختیار کئے ہوئے تھے۔ یہاں سے ناکام ہونے کے بعد وہ اس مسجد میں جا پہنچا جہاں آپ امامت فرماتے تھے اور آپ کی غیر موجودگی میں آپ کے خلاف واویلا مچانا شروع کر دیا اور مختلف قسم کی دھمکیاں دے ڈالیں۔

جب آپ قافلے سے واپسی پر مسجد میں پہنچے تو آپ کو اس کے بارے میں بتایا گیا۔ آپ نے تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی انتقامی کارروائی نہ کی بلکہ اس کو منانے کی فکر میں لگ گئے۔ چند دن بعد مسجد سے گھر کی طرف جاتے ہوئے وہی شخص اپنے گھر کے باہر کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا مل گیا۔ آپ اسے دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھ گئے اور سلام کیا۔ آپ کو دیکھ کر اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمودار ہوئے لیکن آپ نے اس کے غصے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہایت نرمی اور شفقت سے کہا، ”بھائی! آپ تو بہت ناراض دکھائی دیتے ہیں؟.....“ آپ کا پیار بھرا انداز دیکھ کر اس کا دل پسچ گیا اور اس کی ناراضگی دور ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ باصرار آپ کو اپنے گھر لے گیا اور ٹھنڈے مشروب سے آپ کی خاطر تواضع کی۔

(۷) اپنے مدنی مئے پر انفرادی کوشش

دعوتِ اسلامی کے اوائل کی بات ہے کہ ایک مرتبہ امیرِ اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ مدنی کاموں میں مصروفیت کی بناء پر رات گئے کچھ اسلامی بھائیوں کے ہمراہ کتاب گھر (یعنی اپنی لائبریری) میں پہنچے تو وہاں آپ کے بڑے شہزادے حاجی احمد عبید رضا عطاری سلمہ الباری سوئے ہوئے تھے جو اس وقت بہت کم سن تھے۔ آپ نے فرمایا، ”انہیں تہجد پڑھوانی چاہیے۔“ اور مدنی منے کو بیدار کرنا چاہا لیکن ان پر نیند کا بے حد غلبہ تھا لہذا پوری طرح بیدار نہ ہو پائے۔ لیکن امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی انفرادی کوشش فرماتے ہوئے مدنی منے کو گود میں اٹھا کر کھلے آسمان تلے لے گئے اور انہیں چاند دکھا کر پوچھا، ”یہ کیا ہے؟“ مدنی منے نے جواب دیا، ”چاند۔“ پھر آپ نے پوچھا، ”یہ کیا کر رہا ہے؟“ مدنی منے نے جواب دیا، ”گنبدِ خضریٰ کو چوم رہا ہے۔“ اس گفتگو کے دوران مدنی منّا پوری طرح بیدار ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے اسے وضو کر کے تہجد پڑھنے کی ترغیب ارشاد فرمائی۔

(۸) شدید تھکن کے باوجود انفرادی کوشش

۱۹۹۱ء میں راہِ خدا ﷺ میں سفر کرتے ہوئے جب شیخ طریقت، امیرِ اہل سنت بانی دعوتِ اسلامی علامہ ابو بلال محمد الیاس عطاری قادری دامت برکاتہم العالیہ ہند کے شہر دہلی میں پہنچے تو وہاں جامع مسجد نور النبی ﷺ میں قیام کیا۔ طویل سفر کی تھکن کی وجہ سے اکثر شرکائے قافلہ عشاء کے بعد بہت جلد نیند کی آغوش میں پہنچ گئے لیکن آپ شدید تھکاوٹ کے باوجود آدھی رات تک وہاں پر ملاقات کی غرض سے آنے والے اسلامی بھائیوں پر

انفرادی کوشش فرماتے رہے۔

(9) گونگے بہرے اسلامی بھائی پر انفرادی کوشش

الحمد للہ ﷻ! قوت گویائی سے محروم یعنی گونگے اسلامی بھائی بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہیں۔ جن کی تربیت اشاروں کی زبان میں کی جاتی ہے۔ اور تربیت کرنے والے اسلامی بھائی حقیقتاً گونگے نہیں ہوتے لیکن وہ اشاروں کی زبان میں گفتگو کرنا جانتے ہیں۔ ایک مرتبہ بہت سے گونگے اسلامی بھائی امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ان میں ایک گونگا ایسا تھا جو بد مذہبوں کے عقائد کی طرف مائل تھا۔ کسی نے امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کو اس کے بارے میں بتایا تو آپ نے ان کی تربیت کرنے والے اسلامی بھائی کے ذریعے اس سے گفتگو کی۔ الحمد للہ ﷻ! آپ کی انفرادی کوشش کی برکت سے وہ گونگا اپنے برے عقائد سے تائب ہو گیا۔

(10) کلمہ کفر بولنے والے پر انفرادی کوشش

بہت عرصہ قبل یعقوب ٹیرس سولجر بازار کے رہائشی اسلامی بھائی امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے تو کسی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ انتہائی مایوسی کے عالم میں ان کے منہ سے کلمہ کفر نکل گیا۔ جب آپ کو ان کی زبان سے نکلنے والے کلمات کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے (کچھ اس طرح) فرمایا ”یہ تو کلمہ کفر ہے۔“ اس کے بعد اس اسلامی بھائی کی شد و مد سے تلاش شروع کر دی گئی۔ تقریباً دو گھنٹے کی تلاش کے بعد بالآخر امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی اس اسلامی بھائی کے گھر جا پہنچے اور انفرادی کوشش کرتے ہوئے اسے کلمہ کفر کے بارے میں بتایا اور توبہ کی ترغیب

دلائی۔ الحمد للہ ﷺ! اس اسلامی بھائی نے آپ کی انفرادی کوشش کی برکت سے توبہ کر کے تجدید ایمان کر لیا۔

(11) عذابِ جہنم سے ڈرانے کے لئے انفرادی کوشش

شہزادہ امیرِ اہل سنت حاجی محمد بلال رضا عطاری سَلَّمَہ الباری فرماتے ہیں کہ ”بچپن میں ایک مرتبہ میں نے کسی کنوئیں میں جھانک کر دیکھا تو اس کی گہرائی دیکھ کر میرے دل پر خوف طاری ہو گیا۔ جب میں نے اپنے بابا جان امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کی خدمت میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے کچھ اس طرح فرمایا، ”دنیاوی کنوئیں کی گہرائی دیکھ کر ہی آپ کا دل خوف زدہ ہو گیا تو غور کیجئے کہ جہنم کی گہرائی کس قدر ہولناک ہوگی۔“

(12) سنت سکھانے کے لئے انفرادی کوشش

شہزادہ امیرِ اہل سنت حاجی محمد بلال رضا عطاری مدظلہ العالی کا ہی بیان ہے کہ ”بچپن میں ایک مرتبہ امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اپنے گھر (واقعہ کالونی باب المدینہ کراچی) سے فیضانِ مدینہ (واقعہ محلہ سوداگران) کی طرف آ رہا تھا۔ اسی دوران راستے میں ایک پُول (کھمبا) ہمارے درمیان حائل ہو گیا۔ جب وہاں سے گزرنے کے بعد میں دوبارہ امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کے قریب ہوا تو آپ نے سلام ارشاد فرمایا۔ میں جواب دے چکا تو فرمایا، ”راستے میں چلتے ہوئے دو آدمیوں کے بیچ میں کوئی چیز حائل ہو جائے تو دوبارہ ملاقات پر سلام کرنا سنت ہے۔“ الحمد للہ ﷺ! اس کے بعد سے ہمیشہ میری یہ کوشش رہی کہ جب بھی ایسا موقع آئے تو میں ہی سلام میں

پہل کروں۔

(13) ایئر پورٹ پر انفرادی کوشش

قومی ایئر لائن میں ملازمت کرنے والے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ ۱۹۹۵ء میں جب امیر اہل سنت مدظلہ العالی سفر حج کے لئے ایئر پورٹ پہنچے اور میرے کاؤنٹر سے بورڈنگ پاس (Boarding PASS) لیا پھر امیگریشن کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ میں نے آپ کے بعد بورڈنگ پاس لینے والے اسلامی بھائی سے دریافت کیا کہ ”کیا بات ہے، آج آپ لوگوں (یعنی سبز عمامے والوں) کا بہت رش ہے؟ کیا کوئی جارہا ہے؟“ اس اسلامی بھائی نے بتایا کہ ”آج امیر اہل سنت علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی حج کے لئے جارہے ہیں۔“ میں نے کہا، ”مجھے بھی بتائیے امیر اہل سنت کون سے ہیں؟“ (کیونکہ میں امیر اہل سنت مدظلہ کو پہچانتا نہ تھا)۔“ اس اسلامی بھائی نے بتایا کہ ”جو ابھی ابھی کاؤنٹر سے بورڈنگ پاس لے کر گئے ہیں وہ ہی تو امیر اہل سنت ہیں۔“ یہ سنتے ہی میں فوراً امیر اہل سنت مدظلہ العالی سے ملاقات کے لئے بڑھا، آگے جا کر دیکھا تو امیر اہل سنت مدظلہ العالی کو امیگریشن کاؤنٹر کے قریب قطار میں کھڑے پایا۔ قریب جا کر سلام عرض کیا اور درخواست کی، ”حضور! بہت لمبی لائن ہے، لائیے میں آپ کی امیگریشن کروادیتا ہوں۔“ لیکن امیر اہل سنت مدظلہ العالی نے حقوق العباد تلف ہونے کے خوف سے منع فرمادیا۔ یہ دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا کہ ”میں نے بڑی بڑی شخصیات کو دیکھا لیکن کوئی اس طرح قطار میں کھڑا نہیں ہوتا۔“ چنانچہ میں امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے انتظار میں وہیں رُکا رہا۔ جب امیر اہل سنت امیگریشن Clear کروا کر آگے بڑھے تو میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

امیر اہل سنت مدظلہ العالی نے چند قدم ساتھ چلنے کے دوران اتنی محبت دی کہ میں آپ کے حسن اخلاق کا گرویدہ ہو گیا اور عرض کی، ”میں آپ کے ساتھ کچھ دیر بیٹھنا چاہتا ہوں۔“ امیر اہل سنت مدظلہ العالی نے کرم فرماتے ہوئے مجھے وقت عطا کیا اور انفرادی کوشش کرتے ہوئے اجتماع کی دعوت بھی پیش کی۔ میں نے اجتماع میں شرکت کی حامی بھری اور آپ کی خدمت میں درخواست کی، ”مجھے اپنا مرید بنا لیجئے۔“ جسے آپ نے قبول فرمایا۔ اس طرح میں امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی انفرادی کوشش کی برکت سے مدنی ماحول سے بھی وابستہ ہو گیا اور آپ کے ذریعے مجھے حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کا دامن تھا منا بھی نصیب ہو گیا۔

(14) قادیانی پروفیسر پر انفرادی کوشش

ایک مرتبہ امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی بارگاہ میں ایک مکتوب پہنچا جس میں کسی پروفیسر نے کچھ اس طرح سے لکھا تھا کہ میں قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں اور ایک بڑے عہدے پر فائز ہوں، میں اب تک 70 مسلمانوں کو گمراہ کر کے قادیانی بنا چکا ہوں۔ سردار آباد (فیصل آباد) میں ہونے والے دعوت اسلامی کے اجتماع میں تنقیدی ذہن لے کر شریک ہوا لیکن آپ کا بیان سن کر دل کی دنیا زیروزبر ہو گئی پھر کسی مبلغ نے آپ کے بیانات کی کیسیٹیں تحفے میں دیں۔ دل کی کیفیات تو ایک بیان سن کر ہی بدل چکی تھیں مگر جب دیگر کیسیٹیں سنیں تو لرز اٹھا اور ساری رات روتا رہا، اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟“

بانی دعوت اسلامی نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے بلاتا خیر مکتوب روانہ فرمایا کہ فوراً توبہ کر کے اسلام قبول کر لیجئے اور جتنے مسلمانوں کو (معاذ اللہ) مرتد کیا ہے

انہیں مسلمان بنانے کی کوئی صورت نکالئے۔“

الحمد للہ! جب یہ مکتوب اس پروفیسر تک پہنچا تو آپ کی انفرادی کوشش کی برکت سے اس نے فوراً توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ اس پروفیسر اسلامی بھائی کے باپ اور خاندان والوں نے اس پر بہت سختیاں کیں لیکن وہ ثابت قدم رہے اور بیوی بچوں سمیت باب المدینہ (کراچی) میں امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اظہار بھی کیا۔ امیر اہل سنت کے بیان سننے کی برکت سے آخر کار اس کے پورے خاندان کو قادیانی مذہب سے نجات حاصل ہوئی اور وہ دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

(15) کسی کا نام بگاڑنے والے پر انفرادی کوشش

کچھ عرصہ قبل کسی نے آپ کے سامنے وساوس کا شکار ہو کر دعوتِ اسلامی کی مخالفت پر اتر آنے والے گروہ کے سربراہ کا نام برے لقب کے ساتھ لے ڈالا تو آپ نے فوری طور پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے فرمایا، ”ایسا نہ بولیں کہ کسی مسلمان کا نام بگاڑنے والے کو قرآن عظیم میں ”فاسق“ کہا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، ”وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ ترجمہ کنز الایمان: اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو، کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔“ (پ ۲۶، سورۃ الحجرات: ۱۱)

(16) مرتد ہو جانے والے پر انفرادی کوشش

ایک مرتبہ کوئی مبلغ ایک ایسے شخص کو امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار مدظلہ العالی کی بارگاہ میں لے کر آیا جو انتہائی سنگین نوعیت کے جرائم میں ملوث تھا حتیٰ کہ تین قتل بھی کر چکا تھا اور جیل میں سزا بھی کاٹ چکا تھا۔ اس نے امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں اپنی داستانِ عرض کی اور کہنے لگا کہ، ”میں اپنی بقیہ زندگی عیسائی بن کر گزارنا چاہتا ہوں لیکن آپ کا یہ اسلامی بھائی بہت اصرار کر کے مجھے آپ کے پاس لے آیا ہے۔ لہذا! اگر آپ مجھے مطمئن کر دیں تو ٹھیک، ورنہ (معاذ اللہ) میں صبح گر جا گھر جا کر باقاعدہ عیسائی مذہب اختیار کر لوں گا اور پھر سے جرائم کی دنیا میں مصروف ہو جاؤں گا۔“

بانی دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی نے بڑی توجہ کے ساتھ اس کی باتیں سننے کے بعد بڑے پیار اور شفقت بھرے لہجے میں اس کو سمجھانا شروع کیا۔ مدنی مٹھاس سے لبریز کلمات گویا تاثیر کا تیر بن کر اس کے جگر میں پیوست ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ شخص امیر اہل سنت کی دست بوسی کرتا ہوا نظر آیا۔ الحمد للہ ﷻ! وہ عیسائی بننے کے ارادے سے بھی باز آ گیا، مگر چونکہ وہ عیسائی بننے کا ارادہ کر چکا تھا، اس لئے شرعی حکم کے مطابق وہ مرتد ہو چکا تھا، لہذا! آپ نے اسے توبہ کروائی اور از سر نو مسلمان کیا۔ پھر اس نے آپ کے دست مبارک پر بیعت ہو کر شہنشاہِ بغداد حضور غوثِ الاعظم ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔

(۱۷) آنکھوں کا قفل مدینہ لگانے کے لئے انفرادی کوشش

شہزادہ عطار حاجی احمد عبید رضا عطاری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ ”عَرَبِ اَمَارَات کے قیام کے دوران ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ دہئی سے

کراچی ٹیلی فونک بیان کر کے امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ جب اپنی قیام گاہ کی طرف جارہے تھے اس وقت میں (عبید رضا ابن عطار) بھی ہمراہ تھا۔ راستے میں ہماری گاڑی سمندر کے قریب سے ہوتی ہوئی ”جسر المکتوم“ (Al Maktoom Bridge) کے قریب سے گزری تو ایک اسلامی بھائی نے جسر المکتوم کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ ”سمندر پر بنے ہوئے اس پل پر گاڑیوں کی آمد و رفت رہتی ہے، ضرورتاً ٹریفک روک کر اس کو اوپر اٹھادیا جاتا ہے اور اسکے نیچے سے سفینے گزرتے ہیں۔“ یہ سن کر گاڑی پر سوار اسلامی بھائی انتہائی تجسس کے ساتھ اس پل کی طرف متوجہ ہوئے اور امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کی بھی توجہ دیکھنے کی طرف مبذول کروانا چاہی۔ اس پر آپ نے فرمایا، ”اس پل کو دیکھ کر کیا لینا ہے؟“ پھر یہ شعر پڑھا۔

دیکھنا ہے تو مدینہ دیکھئے قصر شاہی کا نظارہ کچھ نہیں

اس پر اُس اسلامی بھائی نے تعجب کے ساتھ عرض کی، ”کیا سیر و تفریح کرنا شرعاً منع ہے؟ یعنی اس طرح کے پل وغیرہ تفریحاً نہیں دیکھ سکتے؟“ تو آپ دامت برکاتہم العالیہ نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”اگر مُنہیاتِ شرعی نہ ہوں تو اس طرح کے نظارے اگرچہ شرعاً مباح ہیں مگر بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، آنکھوں کو مباح یعنی جائز خوشنما نظاروں کے دیکھنے سے بھی بچاؤ اور ان کو قید میں رکھو اگر ان کو آزاد چھوڑو گے تو پھر یہ حرام کی طرف دیکھنے کا بھی مطالبہ کریں گی۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدائقِ بخشش شریف میں فرماتے ہیں،

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

(18) خود کو جنتی سمجھنے والے پر انفرادی کوشش

دعوتِ اسلامی کے اوائل میں شیخ طریقت امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے ہاتھوں بیعت ہو کر مدنی ماحول سے وابستہ ہونے والے نواب شاہ (سندھ) سے تعلق رکھنے والے مبلغِ دعوتِ اسلامی نے بتایا کہ، ”میں پہلے پہل عورتوں اور مردوں کے مشترکہ ورائٹی پروگرامز میں رنگین روشنیوں کے بیچ ناچ گانا کر کے لوگوں کو تفریح مہیا کرتا تھا۔ لیکن الحمد للہ ﷺ! شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا مرید بننے اور دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول کو اپنالینے کی برکت سے میری زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہو گیا۔ مجھے گناہوں سے توبہ کرنے اور نیکیوں کی طرف مائل ہونے کی توفیق ملی۔ میں فرائض و واجبات تو کیا، مستحبات و نوافل پر بھی عمل پیرا رہنے لگا نیز راہِ خدا ﷺ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول (ﷺ) کے مدنی قافلوں میں سفر کر کے نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت بھی حاصل ہونے لگی۔ گناہوں سے دوری اور نیکیوں کی سعادت ملنے کی بناء پر مجھ پر سُردر کی ایک عجیب کیفیت طاری رہنے لگی۔

اسی کیفیت میں ایک مرتبہ امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی اور میں آپ کی ہمراہی میں باب المدینہ (کراچی) شہید مسجد کھارادر سے آپ کے آستانے شریف واقع موسیٰ لین (باب المدینہ) کی طرف جا رہا تھا کہ سُردر کی اسی کیفیت میں اچانک میں نے پیرومرشد کی بارگاہ میں عرض کی، ”حضور مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں جنتی ہوں۔“ آپ یہ بات سن کر چونکے اور فوراً پوچھا ”یہ آپ کیونکر کہہ رہے ہیں؟“ میں نے عرض کی ”حضور! دعوتِ اسلامی جیسے مدنی ماحول سے وابستگی، اسکی برکت سے گناہوں سے بچتے ہوئے نیکیوں پر استقامت کا حصول اور پھر آپ جیسے ولی کامل سے مرید ہونے کی سعادت..... اسلئے مجھے لگتا ہے میں جنتی ہوں۔“

آپ نے مجھ پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ”حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟“ میں نے عرض کی ”حضور! وہ تو ”قطعی جنتی“ ہیں۔“ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا، ”قطعی جنتی ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت یہ تھی کہ آپ خوف خدا ﷻ میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ آپ کے مبارک اور روشن رخسار نور بار بار پر کثرت گریہ کے سبب لکیریں بن گئی تھیں، کیا یہی حالت آپ کی بھی ہے؟“

آپ کی بات سن کر میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کی۔ آپ نے انفرادی کوشش جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا،

”ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ ﷻ کے فضل سے کتنی بھی نیکیاں کرنے کی سعادت ملے اور گناہوں سے بچنے کا کتنا ہی سامان ہو، اسی کی بارگاہ میں رجوع رکھیں، اس سے ڈرتے رہیں، اور بہتری کی کوشش میں لگے رہیں اور یہ کوشش کبھی ترک نہیں ہونی چاہئے کہ اصل کامیابی دنیا سے ایمان سلامت لے کر جانے میں ہے۔“

(19) صحیح سجدہ نہ کرنے والے پر انفرادی کوشش

ایک مرتبہ امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے در دولت پر ایک اسلامی بھائی کسی نماز کی سنیتیں ادا کر رہے تھے۔ وہ سجدے کی حالت میں تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ان کے پاؤں کی انگلیاں ٹھیک سے زمین پر نہیں لگی ہوئیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ان پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے عملی طور پر اشارہ کر کے بتایا کہ، ”سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کا پیٹ زمین پر اس طرح زمین پر لگنا چاہئے۔“

(20) کفریہ کلمہ بولنے والے پر انفرادی کوشش

بانی دعوتِ اسلامی، امیرِ اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے ”میٹھے بول“ میں کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ،

”ایک بار کسی محفل میں کسی اسلامی بھائی نے مجھے بتایا کہ ”ہمارے نانا جان آپ سے ملنے کا بہت اشتیاق رکھتے ہیں۔“ پھر اشارہ کر کے بتانے لگے کہ وہ سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں نے ان کے نانا جان کا بڑا نام سنا تھا لہذا شوقِ دیدار میں وہاں جا پہنچا۔ وہ مذہبی وضع قطع کے ایک ضعیف العمر بزرگ تھے جو معتقدین کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے۔ میں سلام و مصافحہ کے بعد ان کے قریب بیٹھ گیا۔ بے چارے باتونی بہت تھے، مسلسل بولتے ہی چلے جا رہے تھے۔ ذرا کے تو کسی نے پوچھ لیا، ”حضرت! آپ کی عمر شریف کتنی ہے؟“ زبان سے فوراً الفاظ پھسل پڑے، ”اجی! عمر کیا پوچھتے ہو، دراصل بات یہ ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام مجھے بھول گئے ہیں۔“ حاضرین قہقہہ مار کر ہنسے لیکن مجھے کاٹو تو لہو نہیں، چنانچہ میں نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے ذرا بلند آواز سے کہا، ”آپ تو بہ کر لیجئے کہ آپ نے ملک الموت علیہ السلام کی توہین کر دی اور یہ کلمہ کفر ہے، جتنے لوگ یہ جملہ سمجھنے کے باوجود ہنسے وہ بھی سن لیں کہ کفر پر خوش ہونا بھی کفر ہے، لہذا وہ بھی تو بہ کریں۔“ میری بات سن کر مجمع پر سناٹا طاری ہو گیا اور وہ بزرگ چونکہ ”بڑی نسبتوں“ والے تھے، میری بات سن کر آبدیدہ ہو گئے اور سب کو گواہ بنا کر تو بہ کر لی۔

(21) راہِ خدا ﷻ میں سفر کے لئے انفرادی کوشش

مرکزی مجلس شوریٰ کے ایک رکن مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ

”میرے چھوٹے بھائی جو کہ درسِ نظامی درجہ خامسہ کے طالب علم رہ چکے ہیں، اور میرے پھوپھا زاد بھائی لاہور سے کچھ سامان چھوڑنے کے لئے دو دن کے لئے کراچی تشریف لائے۔ جب وہ امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی خدمتِ اقدس میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو آپ مدظلہ العالی نے انتہائی شفقت کے ساتھ ان پر انفرادی کوشش فرماتے ہوئے مدنی قافلے میں سفر کی ترغیب دلائی تو وہ دونوں گھر کے لئے روانہ ہونے کی بجائے ہاتھوں ہاتھ راہِ خدا ﷺ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے مدنی قافلے کے مسافر بن گئے۔“ جب امیر اہل سنت مدظلہ العالی کو اس بارے میں بتایا گیا تو آپ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔

(22) بذریعہ ای میل (E.Mail) انفرادی کوشش

ایک مرتبہ عرب امارات سے باب المدینہ (کراچی) تشریف لانے سے قبل امیر اہل سنت مدظلہ العالی نے نگاہ کی حفاظت سے متعلق انفرادی کوشش پر مشتمل ایک E.Mail اپنے شہزادے حاجی احمد عبید رضا مدظلہ العالی کو بھیجی، جس کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے۔

”ان شاء اللہ ﷺ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب P.I.A کے ذریعے رات تقریباً ۱۲ بجے روانگی ہے اور ان شاء اللہ ﷺ رات کے تین بجے باب المدینہ مطار (یعنی ایئر پورٹ) پر اتر جائیں گے۔ چونکہ مطار (یعنی ایئر پورٹ) پر بے پردہ عورتوں سے بھرپور آگندہ ماحول ہوتا ہے، اس لئے ذہن یہ بن رہا ہے کہ میں کسی کو بھی مطار (ایئر پورٹ) آنے کا نہ کہوں کہ کہیں میرے کہنے کے سبب وہ آئیں اور بدنگاہیوں سے نہ بچ پائیں اور آخرت میں مجھے بھی اس کا کہیں حساب نہ دینا پڑ جائے کہ ”تو جب

حالات سے واقف تھا کہ جب ہر ایک آنکھوں کا قفل مدینہ نہیں لگا رہا تھا تو اپنے نفس کو خوش کرنے کیلئے لوگوں کو مطار (ایئر پورٹ) پر کیوں جمع کرتا رہا؟“ آہ! حساب کے سامنے کی تاب نہیں، میں نے سارے گناہوں سے بار بار توبہ کی ہے، آپ کو گواہ رکھ کر بھی توبہ کرتا ہوں۔ استقامت کی دعا فرما دیجئے۔ آہ! آہ! آہ!

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

(لیکن) حارسین کی آمد ہماری مجبوری ہے، زہے نصیب! کہ صرف گاڑیوں کے ڈرائیور اور حارسین تشریف لائیں اور وہ بھی کار پارکنگ کی جگہ تشریف رکھیں۔ ہاں! جن کو اپنی آنکھوں کے قفل مدینہ پر اعتماد ہو وہ بے شک تشریف لائیں۔ میں نے یہ خوف خدا ﷻ کے سبب لکھا ہے۔ آپ مجھے جلدی مشورہ میل فرما دیجئے۔ اور جن جن کو چاہیں ان کو اس میل کی پرنٹ آؤٹ پڑھا دیجئے، ان شاء اللہ ﷻ! اللہ ﷻ سے ڈرنے والے بحث میں نہیں پڑیں گے۔“

﴿23﴾ مجلس شوریٰ کے مرحوم نگران پر انفرادی کوشش

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے مرحوم نگران حاجی محمد مشتاق عطاری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتِ اسلامی سے وابستگی بھی انفرادی کوشش کا ہی نتیجہ ہے۔ چنانچہ جب آپ پہلی مرتبہ اجتماع میں تشریف لائے اور اجتماع ختم ہونے کے بعد گھر جانے لگے تو کسی مبلغ نے آگے بڑھ کر پیار بھرے انداز میں آپ پر انفرادی کوشش کی۔ اس مبلغ کا والہانہ پن دیکھ کر آپ بہت متاثر ہوئے اور اگلی جمعرات پھر اجتماع میں حاضری دی۔ پھر آپ کی ملاقات امیرِ اہل سنت سے کروائی گئی جنہوں نے اپنے شفقت بھرے انداز

میں آپ پر انفرادی کوشش کی۔ اس کے بعد آپ اس مدنی ماحول سے ایسے وابستہ ہوئے اور دعوتِ اسلامی کی ترقی کے لئے بھرپور کوششیں کیں کہ آج آپ کے مزار پر پھولوں کے انبار دکھائی دیتے ہیں اور ایک بھینی بھینی خوشبو مہکتی رہتی ہے۔

(24) ملاقات کے لئے آنے والے پر انفرادی کوشش

ایک صاحب اپنے منے کو گود میں اٹھائے فیضانِ مدینہ (باب المدینہ کراچی) میں امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ”اس بچے کی بینائی چلی گئی ہے۔“ اور دم کرنے کی درخواست کی۔ امیر اہل سنت مدظلہ العالی نے (دم کرنے کے بعد) ان پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے فرمایا، ”آپ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلے میں سفر کریں اور دورانِ سفر دعا مانگئے، ان شاء اللہ ﷻ کرم ہوگا۔“ کچھ عرصے بعد وہ صاحب پھر اپنے منے کو لے کر فیضانِ مدینہ تشریف لائے اور بتایا کہ میں نے راہِ خدا ﷻ میں سفر کرنے والے مدنی قافلے میں سفر کیا اور دعا مانگی، الحمد للہ ﷻ! اب میرے منے کی بینائی واپس آچکی ہے۔

(25) خط کے ذریعے انفرادی کوشش

الحمد للہ ﷻ! امیر اہل سنت مدظلہ العالی بذریعہ تحریر بھی انفرادی کوشش فرماتے رہتے ہیں، ذیل میں انفرادی کوشش پر مشتمل آپ کا ایک منتخب مکتوب پیش کیا جا رہا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

..... محمد الیاس عطار قادری رضوی عنی عنہ کی جانب سے بندہ خدا عزوجل، امتی

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، غلام صحابہ رضی اللہ عنہم واہل بیت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں طائف میں زخمی ہونے والے عظیم مبلغ محمد مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مقدس سے بھری ہوئیں نعلین مبارکین کو چومتا ہوا بیقرار سلام،

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ و مغفرته

الحمد لله رب العلمین علی کل حال۔

اللہ عز وجل آپ کو دونوں جہاں کی بہتریاں اور شاد کامیاں نصیب فرمائے، اپنی رحمت و مغفرت سے نوازے، بار بار حج نصیب فرمائے اور بار بار بیٹھا مدینہ دکھائے۔ اللہ عز وجل آپ کو اسلام کی سر بلندی کیلئے تن من اور دھن کی قربانی پیش کرنے کا جذبہ بلکہ سعادت نصیب کرے۔ اللہ پاک جل جلالہ آپ کو مدینہ منورہ میں ایمان و عافیت کے ساتھ موت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔ مدینے کی دھول کے صدقے میں یہ تمام دعائیں مجھ..... کے حق میں قبول فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحبه وبارک وسلم۔

سنّتیں عام کریں دین کا ہم کام کریں نیک ہو جائیں مسلمان مدینے والے ﷺ

آج سے تقریباً ۱۴۰۰ سال پہلے جب اس مادر گیتی میں ہر طرف کفر و ضلالت، جہالت و سفاہت کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا کہ فاران کی چوٹی سے رُشد و ہدایت کا ماہتاب چمکا جس کے انوار سے اکوانِ عالم منور ہو گئے۔ ہمارے میٹھے میٹھے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ۲۳ سال کے قلیل عرصے میں بنی نوع انسان کو ترقی کی اس معراج پر پہنچا دیا کہ دنیا کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن کرم تھا مے ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔ وہ علم و عمل کے پیکر ہوتے تھے۔ اُن مسلمانوں کا ہر عمل اپنے پیارے آقا صلی

اللہ علیہ وسلم کی سنت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہوتا تھا۔ وہ ”دنیا“ کیلئے نہیں خدا و مصطفیٰ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زندگی گزارتے تھے۔ اور..... اور..... اب؟ آہ! آج کے مسلمانوں کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ لہذا مسلمان اب ترقی کے بجائے تیزی سے تنزل کی گھاٹی میں گرتا چلا جا رہا ہے۔ کیوں کہ علم دین کی جگہ علم دنیا نے لے لی۔ سنت کی جگہ انگریزی فیش کی ٹُوسٹ چھا گئی۔ اب جینے کا مقصد صرف اور صرف دنیا اور بس دنیا کا حصول بن کر رہ گیا ہے۔

اے خاصہ خاصانِ رسل وقتِ دعاء ہے امتِ پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
 آہ! اب ذلت و خواری مسلمانوں کا مقدّر بن چکی ہے۔ نہ طاقت و قوت ہے
 نہ شان و شوکت، نہ آپس میں محبت و الفت ہے نہ حسنِ اخلاق و اچھی عادت بلکہ ہر برائی
 اب مسلمانوں میں موجود ہے۔ یہ سب زندگی کا مقصد بھلا دینے کے سبب ہے۔ اللہ کے
 پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی ارشاد فرما چکے ہیں،

”جب میری امت دنیا کو قابلِ عظمت سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت ان کے
 دلوں سے نکل جائیگی اور نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دے گی تو وحی کی
 برکات سے محروم ہو جائیگی اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ تبارک
 و تعالیٰ کی نظر سے گر جائیگی۔“ (ترمذی)

حدیث بالا پر غور فرمائیے! واقعی اب ہر شخص دنیا ہی کا متوالا نظر آتا ہے۔ اسی
 دنیا کو سنوارنے کی ہر ایک کو دھن ہے۔ اسی دنیا کے ہنر و فن سیکھنے میں ہر ایک مگن ہے۔
 علّومِ دنیوی کی بڑی بڑی ڈگریاں سب کو عزیز ہیں مگر نماز، وضو و غسل کے احکام سیکھنے کی
 کسی کو نہیں پڑی۔ دنیا کے مشکل ترین معاملات کی تھیوری اگرچہ معلوم ہے مگر نماز جنازہ

نہیں آتی۔ انگریزی لباس میں ملبوس، پینٹ اور شرٹ میں کسا کسایا آپ ٹو ڈیٹ
 نوجوان پٹاخ پٹاخ بوٹ پچھاڑتا گزرے تو سب کو بھلا لگے مگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 دیوانہ سنتوں بھرے سفید لباس میں ملبوس، باریش و بامامہ سنت کے مطابق زلفیں لہراتا،
 نگاہیں نیچی کئے خوشبوئیں مہکا تا گزرے تو ایک آنکھ نہ بھائے۔ آہ!

وہ دور آیا کہ دیوانہ نبی کیلئے ہر ایک ہاتھ میں پتھر دکھائی دیتا ہے
 نہ جانے مسلمان کب غفلت کی نیند سے بیدار ہوگا! یہ سینما گھروں اور بری
 صحبتوں سے نکل کر مسجد کی طرف کب پلٹے گا؟ خود برائی سے باز رہ کر دوسروں کو
 برائیوں سے باز رکھنا کب سیکھے گا؟ وہ مسلمان کس قدر بدنصیب ہے جو دنیا کی ذلیل
 دولت کی خاطر تو اپنا گھر بار، ماں باپ، وطن عزیز سب کچھ چھوڑ کر دُور دراز کے ملکوں کا
 سفر اختیار کر سکتا ہے مگر اللہ عزوجل کے دین کی سر بلندی کی خاطر وہ اپنے گھر سے چند روز
 کیلئے بھی نکلنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ ماں باپ بھی کتنے عجیب ہیں کہ اپنی اولاد کو علم دنیا
 کی خاطر دُور دراز کے ممالک میں کفار تک کے سپرد کرتے ہوئے نہیں ہچکچاتے مگر
 سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلے میں چند روز بھی سفر کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔
 پہلے کے مسلمان ماں باپ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کس
 قدر محبت کرتے تھے اور اپنے جگر پاروں کو دین سیکھنے کیلئے کس فراخ دلی کے ساتھ راہ خدا
 عزوجل میں وقف کرتے تھے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔

”ایک بزرگ سے ان کے اکلوتے صاحبزادے نے علم دین سیکھنے کیلئے سفر کی
 اجازت چاہی۔ پہلے کے دور میں سفر بے حد دشوار گزار ہوتے تھے انہوں نے بخوشی
 اپنے بیٹے کو راہ خدا عزوجل میں وقف کر دیا۔ تقریباً دس سال کے بعد بیٹا اپنے والدین کی

زیارت کی غرض سے سفر کر کے ایک تاریک رات موسلا دھار بارش میں بھیگتا ہوا گھر تک پہنچتا ہے اور دروازے پر دستک دیتا ہے۔ اندر سے بوڑھے باپ کی آواز آتی ہے کون؟ جواب دیتا ہے، آپ کا بیٹا ”احمد“۔ اندر سے آواز آتی ہے، ”ہمارا ایک ہی بیٹا تھا جسے ہم نے راہ خدا عزوجل میں وقف کر دیا ہے، ہم راہ خدا عزوجل میں دے کر واپس نہیں لیتے۔ جواب سن کر بیٹا ایک بار پھر علم دین کا جذبہ لیکر وہیں سے پلٹ جاتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

کاش! مسلمان اپنی ذمہ داری سمجھیں اور ایک بار پھر نیکی کی دعوت کی دُھو میں مچانے کیلئے گلی گلی، قریہ قریہ، شہر شہر، ملک ملک پھیل جائیں۔ تمام افراد خانہ کو سلام۔ مجھ..... کو دعائے مدینہ سے نوازتے رہیں، دعوت اسلامی کے مدنی قافلے میں ہر ماہ کم از کم تین دن سفر کی مدنی التجا ہے۔ دعوت اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں پابندی وقت کے ساتھ شرکت فرمایا کریں۔ والسلام مع الاکرام



میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نیکی کی دعوت کو ساری دنیا میں عام کرنے کے لئے انفرادی کوشش کی مقدس عادت کو اپنالیں اور اپنی آخرت کی بہتری کے لئے نیکیوں کا خزانہ جمع کرنے کی کوشش میں لگ جائیں۔



انفرادی کوشش کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹیں اور انہیں دور کرنے کا طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

انفرادی کوشش کی تمام تر اہمیت اور فوائد کے باوجود اسلامی بھائیوں کی بہت بڑی تعداد اس اہم مدنی کام کو اپنے لئے بہت مشکل تصور کرتی ہے۔ چنانچہ! ایسے اسلامی بھائی بار بار کی ترغیب کے باوجود اس مدنی کام کے لئے کما حقہ فعال نہیں ہو پاتے۔ ایسے اسلامی بھائیوں کی طرف سے عموماً جن رکاوٹوں کا اظہار کیا جاتا ہے، وہ رکاوٹیں اور ان کو دور کرنے کا طریقہ پیش خدمت ہے۔

(۱) شرم و جھجک:

ہم بھرپور انفرادی کوشش کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں شرم آتی ہے اور جھجک محسوس ہوتی ہے۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایسی صورت میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ جو بھی کام پہلی مرتبہ کیا جائے اس میں جھجک محسوس ہوتی ہی ہے۔ اس جھجک کو دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جیسے بھی بن پڑے ہمت کر کے انفرادی کوشش کا آغاز کر دیا جائے۔ پہلے پہل جھجک محسوس ہوگی لیکن بعد میں اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ جس طرح تیراکی سیکھنے کی خواہش رکھنے والے کو پانی سے کتنا ہی خوف محسوس کیوں نہ ہو اسے دریا میں اترنا ہی پڑتا ہے، اسی طرح انفرادی کوشش سیکھنے

کے لئے اسلامی بھائیوں سے ملاقات کرنا ہی پڑے گی۔ اس سلسلے میں اس حکایت پر غور کیجئے،

”ایک چھوٹا سا بگلہ جو اونچی چٹان پر ہی پیدا ہوا تھا۔ پہلے پہل اس کے بہن بھائی اور ماں اسے مچھلیاں لا کر کھلاتے رہے۔ جب وہ تھوڑا سا بڑا ہو گیا تو انہوں نے اس سے خود شکار کر کے کھانے کا مطالبہ کیا لیکن وہ اڑنے سے ڈرتا رہا۔ آخر ایک دن ایسا آیا کہ کوئی بھی اس کے پاس مچھلی وغیرہ نہ لایا۔ جب وہ بھوک سے نڈھال ہو گیا اور اس نے چٹان سے نیچے جھانکا تو اسے نیچے بہت بڑا سمندر دکھائی دیا جہاں سے اسے خوراک مل سکتی تھی۔ اسے اڑنے سے بے حد ڈر لگا لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا چنانچہ اس نے ہمت کر کے چٹان سے چھلانگ لگا دی۔ وہ نیچے گرنا شروع ہو گیا لیکن اچانک اس نے محسوس کیا کہ اس کے پر پھڑپھڑا رہے ہیں اور وہ اڑ رہا ہے۔ وہ آرام سے ساحل سمندر پر اتر آیا۔ اب وہ خود اپنی خوراک کا انتظام کرنے کے لائق ہو چکا تھا۔“

اسی طرح شدید سردی میں ٹھنڈے پانی کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن اگر کبھی فجر کے وقت اس سے وضو کرنا پڑ جائے تو پہلی مرتبہ ہاتھ میں لینے پر اس کی ٹھنڈک برداشت کرنا بے حد مشکل لیکن بعد میں بے حد آسان ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح انفرادی کوشش کرنے میں جھجک کا شکار ہونے والے کو چاہیے کہ وہ احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی بجائے موقع ملتے ہی ہمت کر کے انفرادی کوشش کا آغاز کر دیا کرے اور اپنی نظر اسباب پر نہیں خالق اسباب عزوجل پر رکھے۔ مسلسل انفرادی کوشش جاری رکھنے کی برکت سے ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسے بلا کی خود اعتمادی حاصل ہو جائے گی اور وہ اپنی ابتدائی کیفیات کو یاد کر کے مسکرائے بغیر نہ رہ سکے گا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حج کے بعد مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ”دعوت اسلامی کا بین الاقوامی اجتماع“ ہے جو ہر سال مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں ہوتا ہے۔ ہمارے شیخ طریقت، امیر اہل سنت مدظلہ العالی جب اس اجتماع میں بیان فرماتے ہیں تو سننے والوں کی توجہ کا عالم دیدنی ہوتا ہے۔ آج لاکھوں کے اجتماع میں بیان کرنے، ذکر اللہ ﷻ اور دعا کروانے والے بانی دعوت اسلامی مدظلہ العالی اپنے ابتدائی بیان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

”دعوت اسلامی کے بننے سے قبل میں نے اپنی زندگی میں پہلا بیان ”فضول خرچی“ کے موضوع پر کیا تھا۔ مجھ سے پہلے جس مقرر نے بیان کیا، وہ بیان کے دوران گا ہے بگا ہے نگاہ اٹھا کر سرگھما کر حاضرین کو بھی دیکھتے تھے۔ جب میں بیان کے لئے کھڑا ہوا تو نگاہیں نیچی کئے بیان شروع کر دیا۔ دوران بیان میں نے سوچا کہ مجھ سے پہلے بیان کرنے والے نگاہ اٹھا کر حاضرین کو بھی دیکھتے تھے، کیوں نہ میں بھی اسی طرح کروں۔ لیکن جب میں نے نگاہ اٹھائی تو نفسیاتی طور پر شدید گھبراہٹ طاری ہو گئی اور اس وقت میرے دل کی جو حالت تھی وہ میں ہی جانتا ہوں اور مجھے کیا یاد رہا اور کیا نہیں؟ یہ میں ہی جانتا ہوں۔“

(2) طریقہ نہیں آتا:

بعض اسلامی بھائی یہ سوچ کر انفرادی کوشش کرنے کی سعادت سے محروم رہتے ہیں کہ ہم کیسے انفرادی کوشش کریں ہمیں تو اس کا طریقہ ہی نہیں آتا؟ اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ:

اس سلسلے میں عرض ہے کہ پہلی فرصت میں ”مدنی قافلہ کورس“ کر لیجئے

جس میں آپ کو انفرادی کوشش کا طریقہ عملی طور پر سکھایا جائے گا نیز اس کتاب کے مطالعہ کی برکت سے بھی یہ رکاوٹ ایک حد تک دور ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ عجل

(3) کثرتِ مصروفیات:

ہماری مصروفیات بہت زیادہ ہیں جن کی بناء پر ہمیں انفرادی کوشش کے لئے وقت نہیں مل پاتا۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ:

ایسے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں مدنی التجاء ہے کہ غور کریں کہ ہماری یہ مصروفیات ہمارے دیگر دنیاوی معاملات مثلاً شادی بیاہ میں شرکت کرنے، کسی عزیز کی فوتگی پر جانے، دور رہنے والے رشتے داروں سے ملاقات کے لئے جانے وغیرہ میں بھی رکاوٹ بنتی ہیں یا نہیں؟ اگر جواب نہ میں ہو تو لمحہ فکر ہے کہ ان مصروفیات کو اخروی سعادتوں کے حصول میں رکاوٹ بنا کر کہیں ہم شیطان کے ہاتھوں کھلونا تو نہیں بن رہے؟ اس لئے دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں حاصل کرنے کے لئے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر انفرادی کوشش شروع کر دیجئے۔

(4) سُستی:

ہم انفرادی کوشش کرنا چاہتے ہیں لیکن سُستی ہو جاتی ہے۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ:

ظاہر ہے یہ سُستی نفس و شیطان کی طرف سے ہے۔ غور کیجئے کہ ایسا مدنی کام جو ہمارے لئے عظیم ثوابِ جاریہ کا سبب بن سکتا ہو اور اس میں تنظیمی ترقی کا

راز پوشیدہ ہو، اور سب سے بڑھ کر جس کے ذریعے رب تعالیٰ اور اس کے حبیب، بیمار دلوں کے طبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضا حاصل ہو سکتی ہو تو اس کام کے کرنے میں سستی کا مظاہرہ نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا دنیا کی دولت کمانے کے لئے سستی کو بالائے طاق نہیں رکھا جاتا تو پھر اُخروی دولت کے حصول کے وقت یہ سستی پہاڑ کی شکل کیوں اختیار کر لیتی ہے؟

(5) مایوسی:

ہم نے کئی بار انفرادی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا، کیونکہ نہ تو ہم کسی کو اجتماع میں شرکت کروا سکے، اور نہ ہی مدنی انعامات کا عامل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنا پائے۔ لہذا! ہم نے تھک ہار کر انفرادی کوشش کرنا چھوڑ دیا۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ آپ کا منصب کر کے دکھانا ہے؟ یاد رکھئے! ہمارا کام فقط دوسرے اسلامی بھائیوں تک احسن انداز میں انفرادی کوشش کر کے نیکی کی دعوت پہنچا دینا ہے، ان کو عمل کی توفیق دینے والی ذات تو رب کائنات کی ہے۔ لہذا! اپنی کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلنے پر ہرگز دل چھوٹا نہ کریں بلکہ اسے اپنے اخلاص کی کمی تصور کرتے ہوئے رضائے الہی ﷻ کے لئے انفرادی کوشش کا سلسلہ جاری رکھئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ ”اے اللہ ﷻ! میری زبان میں تاثیر عطا فرما اور میری انفرادی کوشش میں پائی جانے والی خامیاں دور فرما دے۔“ اس کے ساتھ ساتھ غور کیجئے کہ مایوسی کا شکار ہو کر کہیں ہم شیطان کے وار کو کامیاب تو نہیں بنا رہے؟ نیز کیا کبھی دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے کی جانے والی

کوشش کے ناکام ہونے پر ہم نے اسے بھی مکمل طور پر ترک کیا؟ اگر جواب نفی میں ہو تو خود کو سنبھالنے اور مایوسی سے دامن چھڑا کر انفرادی کوشش کا سلسلہ پھر سے شروع کر دیجئے۔

(6) استقامت نہیں ملتی:

ہم انفرادی کوشش تو کرتے ہیں مگر اس میں استقامت نہیں ملتی۔

اس رکاوٹ کو دور کرنے کا طریقہ:

ایسے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ کیا استقامت نہ ملنے کی یہ شکایت دنیاوی کاروبار، ملازمت اور دنیاوی تعلیم کے بارے میں بھی ہے یا نہیں؟ غور کیجئے کہ اگر واقعی آپ میں وصفِ استقامت مکمل طور پر مفقود ہوتا تو پھر آپ بلاناغہ مقررہ وقت پر اپنے دفتر، دکان یا اسکول و کالج کیسے پہنچتے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ عدمِ استقامت کی یہ رکاوٹ محض مدنی کاموں کی راہ میں ہی حائل ہوتی ہو؟ آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ انفرادی کوشش میں استقامت پانے کے لئے ان فوائد پر نگاہ رکھئے جن کا ذکر پچھلے صفحات میں کیا جا چکا ہے۔



انفرادی کوشش کرنے کا طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

انفرادی کوشش کرنے کا طریقہ باقاعدہ طور پر جاننے سے پہلے ہمیں چاہیے کہ اپنی انفرادی کوشش کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنانے کے لئے سب سے پہلے اپنی ذات کو ذیل میں دیئے گئے اوصاف سے متصف کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن یاد رکھئے کہ ان تمام اوصاف کا تعلق اسباب سے ہے اور ہمیں چاہئے کہ اپنی نگاہ اسباب پر نہیں، خالق اسباب عزوجل پر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ اگر مذکورہ اوصاف میں سے کچھ اوصاف آپ کی ذات میں نہ بھی ہوں تو بھی آپ کو انفرادی کوشش کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی کیونکہ ایسے ایسے اسلامی بھائیوں کو کامیاب انفرادی کوشش کرتے دیکھا گیا جن میں بظاہر کوئی خوبی دکھائی نہیں دیتی۔“

جبکہ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کبھی اس قسم کے شکوکوں میں مبتلا نہیں ہوں گے کہ میں نے اتنے اچھے انداز سے فلاں پر انفرادی کوشش کی لیکن وہ تو (معاذ اللہ) ایسا ڈھیٹ ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ یا.. فلاں پر مدنی مرکز کے دیئے ہوئے طریقے کے مطابق اتنی طویل انفرادی کوشش کی لیکن نتیجہ صفر رہا۔ یا.. فلاں پر زندگی کی سب سے بہترین انفرادی کوشش کی لیکن لگتا ہے اس کا دل پتھر ہو چکا ہے، وغیرہ وغیرہ..... اور اس کا تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ ان اوصاف کی موجودگی میں خود پسندی کا شکار نہیں ہوں گے کہ میرا انداز گفتگو بہت اچھا ہے، میں تو مٹی کو بھی ہاتھ لگاتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے، فلاں پر کئی مجھے ہوئے اسلامی بھائیوں نے انفرادی کوشش کی لیکن کامیابی مجھے ہی ملی، وغیرہ وغیرہ.....

انفرادی کوشش کرنے والے کے اوصاف

(۱) خوش اخلاقی:

جو مبلغ جتنا زیادہ خوش اخلاق ہوگا یعنی سلام میں پہل کرنے والا ہوگا، پرتپاک انداز سے مصافحہ یا معافہ کرنے کا عادی ہوگا، خندہ پیشانی سے مسکرا کر ملنے والا ہوگا، اپنی ذات کے لئے غصہ کرنے والا نہ ہوگا، جو اس پر ظلم کرے اسے معاف کرنے والا ہوگا، احترامِ مسلم کا خوگر ہوگا اور مسلمانوں کی غم خواری کرنے والا ہوگا تو لوگ اتنی ہی آسانی سے اس کی طرف مائل ہوں گے اور اسے کسی پر انفرادی کوشش کرنے میں دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ خوش اخلاقی اپنانے کے لئے ہمیں چاہیے کہ اس کے فضائل پر غور و فکر کریں مثلاً

﴿۱﴾ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ

نے ارشاد فرمایا، ”بندہ اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے رات کو عبادت کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے کے درجے کو پالیتا ہے۔“

(شعب الایمان، ج ۶، ص ۲۳۷، رقم: ۷۹۹۸)

﴿۲﴾ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینے کے تاجور رسولوں کے

سرور ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”میزانِ عمل میں حسن اخلاق سے وزنی کوئی اور عمل نہیں۔“

(الادب المفرد، باب حسن الخلق، ص ۹۱، رقم: ۲۷۳)

﴿۳﴾ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا،

”بروز محشر تم میں سے میرے سب سے زیادہ محبوب اور میری مجلس میں سب سے زیادہ

قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں اچھے اخلاق والے ہیں، نرم خو ہیں، جو لوگوں سے الفت رکھتے ہیں اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور تم میں میرے لیے سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن میری مجلس میں مجھ سے سب سے زیادہ دُور منہ بھر کر باتیں کرنے والے، باتیں بنا کر لوگوں کو مرغوب کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہونگے۔“ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، ج ۳، ص ۴۱۰، رقم ۲۰۲۵)

﴿۴﴾ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ”حسن اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔“

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، ج ۶، ص ۲۴۸، رقم ۸۰۳۶)

﴿۵﴾ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ”لوگوں کو تم اپنے اموال سے خوش نہیں کر سکتے لیکن تمہاری خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی انہیں خوش کر سکتی ہیں۔“

(شعب الایمان، ج ۶، ص ۲۴۵، رقم ۸۰۵۴)

﴿۶﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی، ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب دو شخص ملاقات کریں تو پہلے کون سلام کرے؟“ فرمایا، ”جو ان میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو۔“ (ابوداؤد کتاب الادب، ج ۴، ص ۴۴۹، رقم ۵۱۹۷)

﴿۷﴾ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”تمہارا لوگوں کو گرم جوشی سے سلام کرنا بھی صدقہ ہے۔“

(جامع العلوم والحکم، ج ۱، ص ۲۳۵)

﴿۸﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

کہ ”جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں پھر ان میں سے ایک اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑتا ہے (یعنی مصافحہ کرتا ہے) تو اللہ ﷻ پر حق ہے کہ انکی دعا قبول فرمائے اور انکے ہاتھوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت فرمادے۔“

(مسند احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۲۸۶، رقم: ۱۲۴۵۴)

﴿۹﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ ”جب دو مسلمان مرد ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے

ساتھی کو سلام کرتا ہے تو ان میں سے اللہ ﷻ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ گرم جوشی سے ملاقات کرتا ہے۔ پھر جب وہ مصافحہ کرتے ہیں تو ان پر سورتیں نازل ہوتی ہیں ان میں سے نوے رحمتیں سلام میں پہل کرنے والے کے لئے اور دس مصافحہ میں پہل کرنے والے کے لئے ہیں۔“

(مسند البزار، ج ۱، ص ۴۳۷)

﴿۱۰﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ

”جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہوئے مصافحہ کرتے اور ایک دوسرے سے خیریت دریافت کرتے ہیں تو اللہ ﷻ انکے درمیان سورتیں نازل فرماتا ہے جن میں سے نوے رحمتیں زیادہ پر تپاک طریقے سے ملنے والے اور اچھے طریقے سے اپنے بھائی سے خیریت دریافت کرنے والے کے لئے ہوتی ہیں۔“

(طبرانی اوسط باب الف، ج ۵، ص ۳۸۰، رقم: ۷۱۷۲)

﴿۱۱﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تاجدارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ ”ہر نیکی صدقہ ہے اور تمہارا کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی نیکی ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالنا بھی نیکی ہے۔“

(المسند احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۱۱۲، رقم: ۱۴۷۱۵)

﴿۱۲﴾ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ”کسی نیک کام کو ہرگز حقیر نہ جانو اگرچہ وہ تمہارا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔“

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فی صنائع المعروف ص ۱۴۱۳، رقم: ۲۶۲۶)

﴿۱۳﴾ حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”اپنے ڈول (برتن) سے دوسرے بھائی کا ڈول (برتن) بھرنا تیرا صدقہ ہے، تیرا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، تیرا مسلمان بھائی کے لیے مسکرانا صدقہ ہے اور تیرا کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا صدقہ ہے۔“ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، ج ۳، ص ۳۸۴، رقم: ۱۹۲۳)

(2) خوش لباسی:

انفرادی کوشش کرنے والے کو چاہئے کہ وہ سنت کے مطابق سادہ اور صاف ستھرا لباس پہننے کا عادی ہو۔ کیونکہ اگر اس کے کپڑے میلے کچیلے نظر آئیں گے تو لوگ اس سے ملنے سے کترائیں گے۔ خوش لباسی سے ہمیں تنظیمی فوائد کے ساتھ ساتھ درج ذیل برکتیں بھی نصیب ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ

☆ سرکار ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ پاک ہے اور پاک کو پسند کرتا ہے۔“

(سنن ترمذی دقمر الحدیث ۲۸۰۸ ج ۴ ص ۳۶۵)

☆ مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”الطهور شطر الایمان یعنی پاکیزگی نصف ایمان ہے۔“

(صحیح مسلم دقمر الحدیث ۲۲۳ ص ۱۴۰)

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا ”جس کے بال ہوں تو وہ ان کا اکرام کرے یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے، کنگھا کرے۔“

(سنن ابوداؤد دقمر الحدیث ۱۶۳ ج ۴ ص ۱۰۳)

لیکن یہ بھی نہ ہو کہ ہر وقت کنگھالے کر سر کے بالوں کے پیچھے پڑے رہیں اور نہ ہی اتنی لاپرواہی سے کام لیں کہ بال الجھے اور بکھرے ہوئے رہیں۔ بہر حال ہمارا حلیہ سنتوں کے سانچے میں ڈھل کر ایسا ستھرا اور نکھرا ہونا چاہیے کہ لوگ ہمیں دیکھ کر ہم سے گھن نہ کریں بلکہ ہماری طرف مائل ہوں۔

میری ہر ہر ادا سے یا نبی ﷺ سنت تیری جھلکتی ہو

جدھر جاؤں شہا ﷺ خوشبو وہاں تیری مہکتی ہو

(3) معاملہ فہمی:

شیخ طریقت امیر اہل سنت علامہ ابوبلال محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ

فرماتے ہیں کہ ”جس کو یہ گرل گیا کہ کہاں کیا بولنا ہے تو وہ کامیاب ہو گیا۔“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مبلغ کو معاملہ فہم ہونا چاہیئے کہ وہ جانتا ہو کہ کس وقت، کس سے، کیا بات کرنی ہے؟ مثلاً آپ کی ملاقات کسی نئے اسلامی بھائی سے ہوئی اور اس نے بتایا کہ ”میری ماں کو کینسر ہو گیا ہے۔“ اور آپ نے اس کی قلبی کیفیات کا لحاظ کئے بغیر اسے موت کے تصور سے ڈرانا شروع کر دیا کہ عنقریب موت آنے والی ہے، اور تمہاری ماں تو بالکل قبر کے کنارے پہنچ چکی ہے، وغیرہ وغیرہ۔..... اس قسم کی گفتگو کے بعد آپ کے بارے میں اس کے کیا تاثرات ہوں گے؟ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں بلکہ ہو سکتا ہے وہ زبان سے اظہار بھی کر ڈالے۔ اس لئے ایسے موقع پر غم خواری کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کریں اور کچھ اس طرح سے اس کی غم خواری کریں، ”اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو جلد از جلد شفاء عطا فرمائے انہیں ہر آفت، دکھ اور پریشانی سے بچائے،..... میں اجتماع میں بھی دعا کروں گا، ان شاء اللہ عجل..... بلکہ ہو سکے تو آپ بھی میرے ساتھ چلئے، دونوں بھائی مل کر دعا کریں گے، اس کے علاوہ راہِ خدا عجل میں سفر کرنے والوں کی دعائیں جلد قبول ہونے کی بشارت بھی دی گئی ہے، لہذا! آپ بھی کوشش کر کے مدنی قافلے میں سفر اختیار کیجئے اور ڈھیروں ثواب کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنی والدہ کی جلد صحت یابی کے لئے دعا بھی کریں۔“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے کہ اگر ہم نے موقع محل کے مطابق گفتگو نہ کی تو ممکن ہے کہ کسی بے موقع بات کی وجہ سے وہ اسلامی بھائی ہم سے دور ہو جائے جیسا کہ ایک مبلغ نے بتایا کہ ”ایک ماڈرن کلین شیونو جوان سے میری ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ابتدائی ایک دو ملاقاتوں کے بعد ہی ایک دن میں نے ان سے کہہ دیا کہ ”پیارے اسلامی بھائی! میرا دل چاہتا ہے کہ آپ بھی داڑھی رکھنے کی سنت پر عمل کر لیں۔“ وہ

اسلامی بھائی یہ بات سن کر جھینپ گئے اور اس دن کے بعد مجھ سے ملنا چھوڑ دیا۔ افسوس! مجھ سے غلطی ہو گئی، گویا ابھی تو اگر گرم نہیں ہوا تھا کہ میں نے ٹھنڈے توے پر ہی روٹی ڈال دی یعنی نیکی کی دعوت دینے میں جلد بازی سے کام لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس اسلامی بھائی نے ملنا ہی چھوڑ دیا اگر وہ ملتے رہتے تو کم از کم میں انہیں نیکی کی دعوت تو پیش کرتا رہتا، اس طرح آہستہ آہستہ ان کا ذہن بن جاتا اور وہ بھی ایک دن اپنے چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی سجا لیتے۔“

یہ بھی یاد رکھئے کہ ہمیں جن اسلامی بھائیوں پر انفرادی کوشش کرنی ہے ان کا تعلق زندگی کے مختلف شعبوں سے ہو سکتا ہے مثلاً طالب علم، استاذ، وکیل، ڈاکٹر، فوجی افسر، کاروباری شخص، ملازمت پیشہ وغیرہ،..... پھر ان میں کوئی جوان ہو گا تو کوئی بوڑھا،..... اور اسی بناء پر ان میں سے ہر ایک کی گفتگو، لباس، رہن سہن اور سوچ کا انداز جدا گانہ ہوتا ہے، لہذا! ہمیں چاہئے کہ ہر ایک پر اس کی نفسیات کے مطابق انفرادی کوشش کریں اور یہ گُر سیکھنے کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا، امیر اہل سنت حضرت علامہ ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے مدنی مذاکروں کو سننا اور جتنا ممکن ہو سکے آپ مدظلہ العالی کی صحبت میں بیٹھنا بے حد مفید اور ضروری ہے۔

(4) قدرتِ کلام (بولنے کا فن) :

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ہم کسی کو اپنا مقصد کلام کے ذریعے سمجھا سکتے ہیں، مثلاً کسی غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دینا، کسی اسلامی بھائی کو مدنی قافلے میں سفر یا مدنی انعامات کی ترغیب دلانا، نیکی کی دعوت یا نماز کی ادائیگی کے لئے ذہن بنانا گفتگو کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ انفرادی کوشش کرنے والا مبلغ قلیل اور پردلیل کلام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس کے لئے مسلسل مدنی قافلوں میں سفر کرنا بے حد مفید ہے۔ اس کے علاوہ انفرادی کوشش کرنے والے کو چاہئے کہ امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے رسائل اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرتا رہے تاکہ اس کے ذہن میں زیادہ سے زیادہ الفاظ کا ذخیرہ جمع ہو سکے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم غور کریں کہ اس وقت دنیا میں جتنی بھی بڑی بڑی کمپنیاں ہیں ان کی تیار کردہ مصنوعات کی کامیابی کا دار و مدار ان کے سیلز مین (Salesman) پر ہوتا ہے کیونکہ اس کا کام بولنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جو سیلز مین (Salesman) جتنے اچھے انداز میں اپنی کمپنی کا تعارف پیش کرے گا اتنی ہی اس کمپنی کی شہرت مارکیٹ میں ہوگی۔

اسی طرح ہر دعوتِ اسلامی والے کو چاہئے کہ دعوتِ اسلامی کا تعارف اور اس کی برکتیں بہترین انداز میں دوسروں تک پہنچائے۔ چنانچہ ہم جتنے اچھے انداز میں انفرادی کوشش کریں گے، اتنی آسانی سے ہماری تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کا پیغام لوگوں کے دلوں میں اترتا چلا جائے گا۔

(5) مختلف زبانوں پر عبور:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یوں تو ہمیں اردو زبان میں ہی انفرادی کوشش کرنی چاہئے لیکن جس قدر ممکن ہو کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ علاقائی اور بین الاقوامی زبانوں مثلاً اردو، عربی، انگلش، سندھی، پنجابی، سرائیکی، پشتو، بنگالی، مینی وغیرہ پر عبور حاصل کرنا چاہئے تاکہ سامنے والے کے اردو نہ جاننے کی صورت میں اس پر کسی بھی

زبان میں انفرادی کوشش کی جاسکے۔ کیونکہ ہمارا مدنی مقصد یہ ہے کہ، ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ ﷻ اور ساری دنیا کے لوگوں میں مختلف قسم کی زبانیں رائج ہیں۔ چنانچہ جب ہم کسی سے اس کی مادری یا مقامی زبان میں گفتگو کریں گے تو وہ بہت جلد ہم سے مانوس ہو جائے گا جس کی وجہ سے اس پر انفرادی کوشش کرنا بے حد آسان ہو جائے گا۔

(6) مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ:

انفرادی کوشش کے لئے مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ دل میں ہونا بہت ضروری ہے۔ سرکارِ مدینۃ المنورۃ سلطانِ مکۃ المکرمۃ ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے، ”دین مسلمانوں کی خیر خواہی ہی ہے۔“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ کس کے لیے؟“ ارشاد فرمایا، ”اللہ کیلئے اسکی کتاب کیلئے، اس کے رسول کیلئے، مسلمانوں کے اماموں کے لیے اور ان کی عوام کیلئے۔“

(مسلم کتاب الایمان، باب بیان الدین النصیحة، رقم ۵۵ ص ۷۷)

جب ہم کسی کا مخلص خیر خواہ بن کر انفرادی کوشش کریں گے تو اخلاص کی نورانیت سامنے والے کا دل موہ لے گی اور یہ انفرادی کوشش ضرور کامیاب ہوگی۔ ان شاء اللہ ﷻ

(7) سنجیدہ مزاجی:

انفرادی کوشش کرنے والے کی ذات میں سنجیدگی کا وصف ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر کوئی ابے تے سے دوسروں کو مخاطب کرنے والا، مسخرے پن کی عادت کا شکار ہونے والا ہوگا تو اس کی کسی بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا جائے گا۔ چنانچہ وہ جب بھی انفرادی کوشش کرے گا تو اسے مذاق ہی مذاق میں ٹال دیا جائے گا۔ اس لئے

مبلغ کو چاہیے کہ وہ محض انفرادی کوشش کے وقت نہیں بلکہ ہر وقت، ہر جگہ مبلغ بن کر رہے یعنی پورے جسم کا قفل مدینہ لگانے کی کوشش کرے اور سنجیدہ اور باوقار انداز سے زندگی گزارے۔.....

(8) معاملات میں صفائی پسند واقع ہونا:

مبلغ کو چاہئے کہ اپنے دنیاوی معاملات مثلاً کاروباری لین دین، ملازمت، قرض اور گھریلو معاملات میں بھی شریعت کا دامن تھام کر رکھے۔ کیونکہ مذکورہ معاملات درست نہ ہونے کی صورت میں اس کی شخصیت پر ایسے منفی اثرات مرتب ہوں گے جو اس کی انفرادی کوشش کی کامیابی میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

(9) بقدر ضرورت علم دین کا حامل ہونا:

”اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے سلسلے میں علم دین بنیادی ضرورت ہے۔ لہذا! مبلغ کو چاہیے کہ مختلف ذرائع مثلاً امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے رسائل و بیانات اور مدنی مذاکرات کے کیسیٹ اور علمائے دین کی تصانیف اور مدنی قافلوں میں سفر کی مدد سے علم دین سیکھنے کی کوشش مسلسل جاری رکھے۔

(10) باعمل ہونا:

اگر انفرادی کوشش کرنے والا اپنے کہے پر عمل کرنے والا ہوگا تو اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ تاثیر کا تیر بن کر سامنے والے کے دل میں پیوست ہو جائیں گے، ان شاء اللہ ﷻ۔ جبکہ اس کے برعکس اگر اس کے قول و فعل میں تضاد نظر آئے گا تو سامنے والے پر کوئی اچھٹا ثر قائم نہیں ہوگا۔

انفرادی کوشش کے لئے کی جانے والی ملاقات میں نیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

جب بھی کسی سے ملاقات کریں تو ہمیں چاہئے کہ ”ربِّک کی رضا کا حصول“ پیش نظر رکھتے ہوئے اس مدنی مقصد کے ساتھ ملاقات کریں کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ“ اور اس مقصد کے حصول کے لئے مجھے خود بھی مدنی انعامات کا عامل اور مدنی قافلوں کا مسافر بننا ہے اور اپنے اس ملاقاتی اسلامی بھائی کو بھی اس کی ترغیب دینی ہے۔

انفرادی کوشش کے لئے کی جانے والی ملاقات سے پہلے غور طلب امور

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

جب بھی ہم کسی سے ملاقات کے لئے جائیں تو ہمیں چاہئے کہ ملاقات سے پہلے ربِّ کائنات کی بارگاہ میں (دل ہی میں سہی) اپنی انفرادی کوشش کی کامیابی کے لئے دعا ضرور کریں کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ اس کے علاوہ اپنے ظاہری حلیہ کا بھی ضرور جائزہ لے لیں مثلاً لباس صاف ستھرا ہونا چاہئے، عمامہ دھلا ہوا ہو اس پر تیل وغیرہ کے دھبے نہ لگے ہوئے ہوں، زُلفیں بے ترتیب نہ ہوں، ہو سکے تو ان میں تیل لگا کر کنگھی کر لیجئے، ہاتھ پاؤں کے ناخن بڑھے ہوئے نہ ہوں اور اگر اچھی قسم کے جوتے موجود ہوں تو

وہ پہن لئے جائیں، وغیرہ..... بلکہ ہمیں ہر وقت ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ کسی بھی وقت کسی بھی مقام پر ہمیں انفرادی کوشش کے لئے ملاقات کرنا پڑ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ مدنی تحائف مثلاً عطر کی شیشی، رسائل امیر اہل سنت مدظلہ العالی، آپ کے بیانات کی کیسٹیں، مدنی انعامات کے کارڈ اور تسبیح وغیرہ بھی اپنے پاس ضرور رکھیں۔

ملاقات کی ابتداء کس طرح کریں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

جب کسی سے ملاقات ہو تو مسکراتے ہوئے سلام کر کے اس کا نام (اگر پہلے سے معلوم ہو تو) پکار کر اس سے گرمجوشی سے مصافحہ کریں اور مصافحہ کے دوران اگر انگوٹھے کے پاس ایک رگ کو دبایا جائے تو آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ یاد رہے دوران مصافحہ توجہ سامنے والے کی طرف ہونی چاہئے ایسا نہ ہو کہ آپ کا چہرہ کسی اور جانب ہو جبکہ ہاتھ کسی دوسرے کی طرف بڑھ رہے ہوں۔ ہاں! اگر سامنے والے کی توجہ کسی اور طرف ہو تو مصافحہ کرتے وقت اس کے ہاتھ کو خفیف سا جھٹکا دیں (جس سے اسے تکلیف نہ پہنچے) ان شاء اللہ ﷻ وہ آپ کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ اگر موقع ہو تو معافہ بھی کریں (بشرطیکہ وہ امر نہ ہو) اور اس کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے مناسب الفاظ میں اس کی خیریت دریافت کریں۔ پھر (اگر معلوم نہ ہو تو) اس کا نام پوچھ لیجئے اور اگر نام شریعت کے مطابق ہے تو اس کے نام کی تعریف بھی کر دیجئے کہ بڑا پیارا نام ہے۔ پھر اسے اپنا نام اور کام بھی بتا دیجئے، اس کے بعد نپے تلے الفاظ میں اس کا کام بھی دریافت کر لیں مثلاً ”شعیب بھائی! آپ پڑھتے ہیں یا کوئی کام وغیرہ کرتے ہیں؟“ پھر اس پر مدنی ماحول کی اہمیت

آشکار کرتے ہوئے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کی دعوت دیجئے اور مدنی انعامات کا تعارف کرواتے ہوئے ان کا عامل اور مدنی قافلوں کی برکتیں بتاتے ہوئے راہِ خدا ﷻ کا مسافر بننے کی ترغیب دیں۔ (عملی مشق کے لئے کتاب کے آخر میں دی گئی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔)

ملاقات کا دورانیہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

کسی اسلامی بھائی پر انفرادی کوشش کی غرض سے کی جانے والی ہماری ملاقات مختلف مقامات پر ہو سکتی ہے مثلاً ہفتہ وار اجتماع میں، اجتماع ذکر و نعت میں، سالانہ اجتماع میں، مسجد میں، بازار میں، دکان پر، بس اسٹاپ پر، کسی اسپتال میں، اسکول و کالج میں، کسی مختصراً طویل سفر کے دوران،..... پھر یہ ملاقات اچانک ہوگی یا طے شدہ۔..... لہذا! موقع کی مناسبت سے ملاقات کا دورانیہ (جو بہت زیادہ طویل نہ ہو) اپنے ذہن میں طے کر لیں اور اس کی بھی تقسیم کر لیں کہ اتنے منٹ میں میں اسے نیکی کی دعوت پیش کروں گا، اتنے منٹ دعوتِ اسلامی کے ماحول کا تعارف کرواتے ہوئے اس کے دل میں دعوتِ اسلامی کی اہمیت اجاگر کروں گا، اتنے منٹ اسے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا، اتنے منٹ میں مدنی انعامات اور مدنی قافلوں کا تعارف کرواتے ہوئے اسے مدنی انعامات کا کارڈ بھر کر جمع کروانے اور مدنی قافلوں کا مسافر بننے کے لئے تیار کرنے کی کوشش کروں گا۔ وقت کی اس تقسیم کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اپنی مختصر ملاقات میں بھی بھرپور انفرادی کوشش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اگر ہم نے وقت تقسیم نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ ہماری ملاقات محض حال احوال دریافت کرنے تک محدود رہے اور وہ ہم سے اجازت لے کر رخصت ہو جائے۔

دوران ملاقات پیش نظر رکھے جانے والے امور

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمیں چاہئے کہ ملاقات کے دوران درج ذیل امور کا بالخصوص خیال رکھیں۔ (اس کی عملی مشق کے لئے بھی کتاب کے آخری صفحات میں دی گئی ملاقات کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔)

(1) نشاط قائم رکھیں:

پوری ملاقات کے دوران اپنی اور سامنے والے بالخصوص نئے اسلامی بھائی کی دلچسپی فوت نہ ہونے دیں۔ بار بار ایک ہی سوال مثلاً طبیعت یا کاروبار کے بارے میں ہی پوچھتے رہنے سے بھی سامنے والا بوریت کا شکار ہو جاتا ہے، لہذا! اس سے اجتناب کیا جائے۔ واقعات میں دل چسپی انسان کا فطری تقاضا ہے، اس لئے ہو سکے تو ملاقات کے دوران دعوتِ اسلامی کی برکتوں پر مشتمل کوئی مختصر واقعہ بھی سنا دیں۔

(2) ٹھہر ٹھہر کر سوچ سمجھ کر گفتگو کریں:

جو بھی گفتگو کریں بہت سوچ سمجھ کر کریں اور الفاظ کی ادائیگی کی رفتار متوسط ہو۔ ایسا قلیل اور پردلیل کلام کریں جو سامنے والے کی سمجھ میں بھی آجائے۔ یہ گرسکھنے کے لئے مدنی قافلوں میں استقامت سے سفر اختیار کرتے رہیے۔

(3) جھوٹ میں مبتلا نہ کروادینے والے سوالات کرنے سے بچیں:

دوران ملاقات ایسے سوالات نہ کریں جن کا جواب

دیتے ہوئے مسلمان کے جھوٹ میں مبتلا ہونے کا غالب امکان ہو، مثلاً سفر کیسا گزرا؟ آپ کو میری بات بری تو نہیں لگی؟ آپ نے اجتماع میں شرکت کیوں نہیں کی؟ آپ بور تو نہیں ہو رہے؟ وغیرہ وغیرہ.....

(4) بات نہ کاٹیں:

حتی الامکان سامنے والے کی بات کاٹنے سے بچیں کہ کوئی بھی اس چیز کو پسند نہیں کرتا۔ ہاں! اگر سامنے والا بے تکان بولتا چلا جائے یا گفتگو کا رخ ایسی جانب موڑ دے جہاں آپ کو اپنا مقصد ملاقات فوت ہوتا نظر آئے وہاں حکمت عملی سے رسمی الفاظ بول کر ترکیب بنا لیجئے۔

(5) سامنے والے کی نفسیات کے مطابق گفتگو کریں:

دورانِ گفتگو سامنے والے کی نفسیات کو مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ لہذا! وہ جس شعبہ زندگی سے تعلق رکھتا ہو اُس سے اس شعبے کے بارے میں مختصر طور پر چند جملوں میں معلومات ضرور پوچھیں اور اپنی انفرادی کوشش کے دوران ہو سکے تو اس کے شعبے کی مثالیں دے کر اسے سمجھائیں۔ اس سے ملاقات میں اُس کی دل چسپی قائم رکھنے میں بہت مدد ملے گی۔

(6) بھرپور خود اعتمادی سے ملاقات کریں:

انفرادی کوشش کے لئے بالخصوص شخصیات سے ملاقات کرنے والے مبلغ کو چاہیے کہ اس کے سامنے موجود شخصیت کتنے ہی بڑے عہدے پر کیوں نہ ہو وہ قلبی طور پر ہرگز ہرگز اس کے عہدے یا منصب سے مرعوب نہ ہو اور نہ ہی کسی قسم کی

احساس کمتری کا شکار ہو بلکہ بھرپور خود اعتمادی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انفرادی کوشش کرے۔ مگر یاد رہے کہ انفرادی کوشش کر چکنے کے بعد خود پسندی میں مبتلا ہونے کی بجائے اللہ ﷻ کا شکر ادا کرے کہ اس نے مجھے انفرادی کوشش کی توفیق عطا فرمائی۔

(7) آپ جناب سے بات کریں:

دورانِ گفتگو تو تکرار، ابے تبتے سے بچیں خواہ وہ آپ کا پرانا جاننے والا ہو، بلکہ آپ جناب سے بات کریں۔ اس سے آپ کو اپنا مقصد پورا کرنے میں معاونت ملے گی۔

(8) نگاہیں نیچی رکھیں:

ملاقات کے دوران سامنے والے کے چہرے پر نگاہیں گاڑے بغیر گفتگو کریں بلکہ سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور وقتاً فوقتاً کن انکھیوں سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ بھی لیتے رہیں۔

(9) اصطلاحات کا استعمال:

گفتگو کے دوران دعوتِ اسلامی کی اصطلاحات کا استعمال ہرگز ترک نہ کریں۔ ہاں! اگر ایسی اصطلاح ہو جس سے سامنے والا بالکل ناواقف ہو اور تشویش میں مبتلا ہو جائے تو اس کی مختصر طور پر وضاحت بھی کر دیجئے مثلاً ”مکتب“ کا لفظ بولیں تو اسے بتادیں کہ ”دفتر“ کو ہمارے ہاں مکتب کہا جاتا ہے۔

(10) درمیانی آواز سے گفتگو کریں:

دورانِ گفتگو درمیانی آواز سے بات چیت کریں، نہ تو اتنی

دھیمی آواز ہو جو سامنے والے کے پردہ سماعت سے ٹکرانے کی ”سعادت“ سے محروم رہے اور نہ اتنی بلند کہ آس پاس کے لوگ تشویش میں مبتلا ہو جائیں۔

(11) اظہار مسرت اور غم خواری:

سامنے والا اگر کوئی خوشی کی بات بتائے کہ میں امتحان میں پاس ہو گیا ہوں یا میرے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے تو اس کی خوشی میں اس طرح شریک ہو جائیں کہ وہ خوشی اسے نہیں آپ کو ملی ہے۔ اسے مبارک باد دیتے ہوئے ملاقات کے اختتام پر اس کے بچے کے لئے کوئی تحفہ دے دیجئے۔ اور اگر اس کا کوئی چھوٹا بچہ ساتھ ہو (جو حدِ شہوت کو نہ پہنچا ہو) تو اسے شفقت سے چوم لیجئے، اس سے سامنے والے کے دل میں آپ کی محبت بڑھے گی۔

اور اگر وہ کوئی غم کی بات بتائے مثلاً میں امتحان میں فیل ہو گیا یا میرے پیسے کھو گئے یا مجھے کاروبار میں نقصان ہو گیا تو اظہارِ افسوس کرتے ہوئے اس کی غم خواری کیجئے، اس کی ڈھارس بندھانے کے لئے موقع محل کے مطابق مصائب کے فضائل میں سے کوئی فضیلت بھی سنا دیں۔ مصائب کے چند فضائل ملاحظہ ہوں،.....

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اللہ ﷻ پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔“ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ ”مسلمان کو تھکاوٹ، مرض رنج اور غم میں سے جو مصیبت پہنچی ہے یہاں تک کہ کانا بھی چبھتا ہے تو اللہ ﷻ اسے اسکے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔“

(۲) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے پاس تشریف لائے اور اسے ہلایا یہاں تک کہ اللہ ﷻ نے اس کے جتنے پتے گرانا چاہے اتنے پتے گر گئے پھر فرمایا کہ ”مصببتیں اور تکلیفیں میرے اس درخت کے پتوں کو گرانے سے بھی تیزی سے آدمی کے گناہوں کو گرا دیتی ہیں۔“

(مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۰۱)

(۳) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”قیامت کے دن جب اہل بلا کو ثواب دیا جائے گا تو دنیا میں عافیت کے ساتھ رہنے والے تمنا کریں گے کہ کاش! ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔“ (ترمذی، کتاب الزہد، رقم: ۲۴۱۰، ج ۴، ص ۱۸۰)

(۴) حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، ”مومن کے جسم میں جو ایذا دینے والی چیز پہنچتی ہے اللہ ﷻ اس کے سبب اس بندے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“

(الترغیب والترہیب رقم: ۵۲۷۳ ج ۶ ص ۱۶۶)

(12) اس کے ذاتی حلے وغیرہ پر اعتراض نہ کریں:

اگر سامنے والے نے خلاف سنت لباس پہنا ہوا ہو یا وہ کسی اعلانیہ فسق (مثلاً داڑھی منڈانے کے گناہ) میں مبتلا ہو تو اس پر تنقید نہ کریں کہ فائدہ کی بجائے نقصان ہو سکتا ہے۔

(13) اختلافی سیاسی بحث میں نہ الجھیں:

اگر دوران گفتگو سامنے والا کسی قسم کی اختلافی بحث چھیڑنے کی

کوشش کرے تو اپنے ”محقق اعظم“ ہونے کا ثبوت دینے کی بجائے اس سے گزارش کریں کہ ”آپ کے ان سوالات کا جواب تو ہمارے علمائے کرام ہی بہتر طور پر دے سکتے ہیں، لہذا! اگر آپ چاہیں تو کسی وقت فلاں عالم دین کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں۔“ یا پھر اسے اس موضوع پر لکھی گئی مستند کتاب پڑھنے کا مشورہ دیتے ہوئے بات آگے بڑھادیں۔

اور اگر آپ کی ملاقات سیاسی بحث کا شوق رکھنے والے سے ہو جائے تو اس بحث میں مبتلاء ہونے کی بجائے اپنی گفتگو کا رخ اپنے مقصد کی جانب اس طرح پھیریں کہ اسے محسوس نہ ہونے پائے، کیونکہ ایسی بحث کی صورت میں غیبت ہو جانے کا اغلب امکان ہوتا ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

(14) محاسب نہیں خیر خواہ بنیں:

دورانِ گفتگو اگر سامنے والا کوئی غلط بات کہہ دے تو نہایت شفقت کے ساتھ اس کی خیر خواہی کرتے ہوئے نرمی سے سمجھائیے نہ کہ محاسب کے انداز میں پوچھ گچھ اور ڈانٹ ڈپٹ شروع کردیں۔ جیسا کہ.....

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اُسے زینت عطا کرتی ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل، ج ۱۰، رقم ۲۵۷۶۷ ص ۴۰۷)

حضرت سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ”جب تم اپنے کسی بھائی کو گناہوں میں مبتلا دیکھو تو اُس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بن جاؤ کہ تم کہتے ہو اللہ

اسے رسوا کرے، اللہ اس کا برا کرے بلکہ یوں کہو اللہ اسکی توبہ قبول فرمائے اسکی مغفرت فرمائے۔“

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، باب فضیلة الصبر، رقم ۶۵۲۱، ج ۳، ص ۱۱۲ بتغیر قلیل)

(15) سب کے سامنے نہ سمجھائیں:

اگر وہ کوئی غلطی کر دے تو اسے سب کے سامنے ہرگز نہ ٹوکیں کہ اس کی دل آزاری ہو جانے کا قوی امکان ہے جس کی وجہ سے آپ کی بات بے اثر ہو جائے گی، لہذا موقع پا کر تنہائی میں سمجھائیں۔

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اس کو ذلیل کر دیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اس کو مزین (آراستہ) کر دیا۔“ (تنبیہ الغافلین ص ۹۴)

(16) اعتراض یا تنقید کا جواب:

اگر ملاقات کے دوران سامنے والا آپ کی ذات یا تنظیم پر خواہ مخواہ کا اعتراض یا بے جا تنقید کرے تو بھڑک اٹھنے کی بجائے زبان کا قفل مدینہ لگاتے ہوئے اسے نرمی کے ساتھ نیکی کی دعوت دینے کا سلسلہ جاری رکھئے۔ اور اگر ایسی صورت حال ہو کہ اس کا جواب دینا ضروری ہو جائے تو انتہائی حکمت عملی سے جواب دیجئے کہ سننے والا کوئی بھی شخص بدظن نہ ہو۔

(17) اس کی کوئی بات بری لگے تو؟

اگر آپ کو اس کی کوئی بات بری لگے تو اس پر ظاہر نہ ہونے دیں بلکہ

برداشت کر کے صبر کرنے کا ثواب لوٹیں، مثلاً اس کے منہ سے بد بو آرہی ہو یا اس کے جسم سے پسینے کی بو آرہی ہو جس کی وجہ سے اس کے پاس کھڑا ہونا دشوار محسوس ہو رہا ہو تو اسے ہرگز اس بات کا احساس نہ ہونے دیں کہ آپ اس کی وجہ سے کسی آزمائش میں مبتلا ہیں۔

(18) فضول گوئی سے بچتے رہیں:

دوران گفتگو فضول گوئی (یعنی بے کار باتوں) سے بالعموم اور حرام کلام مثلاً غیبت، چغلی وغیرہ سے بالخصوص مکمل طور پر بچئے۔ صرف اور صرف اپنے مدنی مقصد پر نگاہ رکھئے۔

(19) نرم لہجہ اپنائیں:

لہجے کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے، لہذا! ہمارا لہجہ خصوصاً ملاقات کے وقت ایک شفیق اور مہربان باپ کے لہجے کی طرح ہونا چاہیے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہمارے لہجے کی مٹھاس اس کے کانوں میں رس گھولتی ہوئی دل میں اتر جائے گی۔ ان شاء اللہ عجل

(20) سنجیدگی کا دامن تھامے رکھیں:

ملاقات کے دوران سنجیدگی کا دامن مضبوطی سے تھامے رہئے اور مذاق مسخری کی محفل گرم کرنے سے پرہیز کریں۔ لیکن یاد رکھئے کہ سنجیدگی ”منہ پر بارہ بجانے“ کا نام نہیں اور نہ ہی بقدر ضرورت گفتگو کرنا اور مسکرانا سنجیدگی کے منافی ہے۔ اس لئے سنجیدہ بننے کے لئے ان چیزوں کو ترک نہ کریں بلکہ حسب ضرورت مزاح بھی کر لیں، اور مزاح ایسا ہونا چاہیے جس میں نہ تو کسی کی دل آزاری و تذلیل ہو اور نہ ہی

کوئی اس کی وجہ سے تشویش میں مبتلا ہو۔

(21) وہ کلمہ کفر کہہ دے تو؟

گفتگو کے دوران اگر سامنے والا (معاذ اللہ) کوئی ایسا کلمہ کہہ ڈالے جسے علمائے کرام نے کفر قرار دیا ہو (کلمات کفر کی پہچان کے لئے امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے رسالے ”اٹھائیس کلمات کفر“ کا مطالعہ کریں) تو اس کے الفاظ کی تائید نہ کریں، لیکن اُس پر فوری طور پر ”کفر کا فتویٰ“ لگانے سے بھی پرہیز کریں کہ اسی میں عافیت ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو اور وہ کلمہ کفر نہ ہو یا پھر وہ کلمہ تو کفر ہو لیکن اس کے کہنے والے کو کافر نہیں کہا جاتا (اس کی تفصیلی معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب ”ایمان کی حفاظت“ کا مطالعہ فرمائیں) بہر صورت اسے حکمت عملی سے سمجھائیں کہ ”پیارے بھائی میری معلومات کے مطابق علمائے کرام نے اس بات کو کفر قرار دیا ہے لہذا! آپ احتیاطاً تجدید ایمان کے لئے کلمہ پڑھ لیجئے اور کسی مستند عالم سے اس بارے میں ضرور پوچھ لیجئے گا۔“ پھر ایمان کی حفاظت کے بارے میں اس کا ذہن بنا کر ”اٹھائیس کلمات کفر“ نامی رسالہ تحفے میں دے دیں اور اپنی گفتگو کا سلسلہ وہیں سے جوڑ لیں جہاں سے ٹوٹا تھا۔

(22) مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں سفر کی دعوت ضرور دیں:

مدنی انعامات اور مدنی قافلوں کے بارے میں اس کا ذہن بنانے کے بعد (جس کا مواد مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب ”نصاب مدنی قافلہ“، اس کتاب کے آخر میں دی گئی ملاقات کی مثالوں اور رسالہ ”مدنی تحفہ“ سے لیا جاسکتا ہے۔) اس کے ہاتھ میں مدنی انعامات کا کارڈ تھماتے ہوئے اسے پر کر کے ہر مدنی ماہ کی دس تاریخ سے پہلے پہلے مدنی انعامات کے ذمہ دار کو جمع کروانے اور ہر ماہ میں تین دن کے لئے مدنی قافلے میں سفر کی

بھر پور ترغیب دلائیے اور نیت کرنے کے فوائد بتانے کے بعد نیت کروا کے نام بھی لکھ لیجئے۔ یاد رہے یہ ترغیب صرف پہلی ملاقات تک محدود نہ رہے بلکہ وقتاً فوقتاً ترغیب دلاتے رہیں۔

(23) آئندہ رابطہ کے لئے ایڈریس ضرور لے لیں:

ملاقات کے اختتام سے پہلے اس سے آئندہ رابطے کا ذریعہ ضرور معلوم کریں اور اسے تحریراً محفوظ کر لیں تاکہ اس پر مسلسل انفرادی کوشش کرنا ممکن ہو۔

(24) ملاقات کے اختتام پر تحفہ دیں:

اس کی حیثیت کے مطابق اسے کوئی مدنی تحفہ مثلاً کوئی رسالہ یا کیسیٹ وغیرہ ضرور دیں کہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ مشہور حدیث ہے، ”تھادوا تحابوا۔ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔“

(مؤطا امام مالک، ج ۲، ص ۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱)

(25) ملاقات کے دورانے کا خیال رکھیں:

ملاقات کے دورانے کا ضرور خیال رکھئے۔ ایسا نہ ہو کہ سامنے والے کی کیفیات کا اندازہ کئے بغیر ملاقات کو اتنا طول دے دیا جائے کہ آئندہ وہ آپ کو دیکھتے ہی راستہ بدل لے۔ چنانچہ اگر وہ آپ سے ملاقات میں بوریت محسوس کر رہا ہو مثلاً بار بار گھڑی دیکھے یا آپ کی بات توجہ سے سننے کی بجائے ادھر ادھر دیکھنے میں مصروف ہو تو اس کے سر پر زبردستی سوار رہنے کی بجائے آئندہ ملاقات کرنے کا عزم ظاہر کر کے الوداعی مصافحہ کر لیجئے۔

بعد ملاقات کئے جانے والے کام

(1) اس سے رابطہ رکھیں:

کسی اسلامی بھائی سے پہلی مرتبہ ملاقات ہونے کے بعد اس سے دوبارہ رابطہ کرنا بے حد ضروری ہے تاکہ اس پر مسلسل انفرادی کوشش کر کے اسے بھی سنتوں کا مبلغ بنایا جاسکے۔ عدم رابطہ کی صورت میں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری ملاقات کے نتیجے میں ملنے والے دینی جذبے کی تسکین کے لئے وہ ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ جائے جو دین کی تبلیغ کے نام پر لوگوں کا ایمان لوٹنے کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ چنانچہ ملاقات کے بعد مناسب وقفے سے اس کے دیئے ہوئے پتے پر بالمشافہ رابطہ ضرور کریں۔ ان کی رہائش کسی دوسرے شہر میں واقع ہونے کی صورت میں یہ رابطہ بذریعہ خط اور فون بھی ہو سکتا ہے۔

(2) احسان نہ لیں:

اس سے کسی قسم کا احسان بالخصوص مسلسل رابطے کی صورت میں نہ لیں کیونکہ احسان لینے کی صورت میں آپ اپنے مدنی مقصد کو پورا کرنے میں ناکام ہو سکتے ہیں۔ مشہور عربی مقولہ ہے، ”الاحسان یقطع اللسان“، احسان زبان کو روک دیتا ہے۔ ”لہذا! جب آپ اس سے احسان لے چکے ہوں گے تو کسی غلطی پر اس کی اصلاح کرنے میں جھجک کا سامنا ہوگا۔“

(3) ذاتی معاملات میں دخل نہ دیں:

سامنے والے کے ذاتی یا گھریلو معاملات میں بالکل دخل نہ

دیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ مروتاً خاموش رہے لیکن اسے آپ کی دخل اندازی شدید ناگوار گزرے جس کے نتیجے میں وہ آپ سے دور ہونا شروع ہو جائے۔ ہاں اگر وہ خود آپ سے کوئی مشورہ طلب کرے تو محتاط مشورہ دینے میں حرج نہیں۔

(4) دعوتیں نہ اڑائیں:

اگر وہ آپ کے انداز ملاقات سے متاثر ہو کر آپ کی دعوت کرنا چاہے اور آپ کو اس میں دینی فائدہ نظر آئے تو مدنی فیس کے ساتھ قبول فرمائیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ روابط بڑھ جانے پر آپ خود اس سے مطالبہ کر کے دعوتیں اڑانا شروع کر دیں اور اپنے مدنی مقصد کو فراموش کر بیٹھیں۔

(5) غم خواری کا سلسلہ جاری رکھیں:

اگر وہ خود یا ان کے والد صاحب وغیرہ بیمار پڑ جائیں تو عیادت کرنے ضرور جائیں کہ اس سے محبت میں اضافہ ہوگا اور ہمیں اپنا مدنی مقصد پورا کرنے میں مدد ملے گی۔ اسی طرح اگر اس کے گھر والوں میں سے کوئی فوت ہو جائے تو جنازے میں ضرور شرکت کریں اور اس سے بطور خاص تعزیت بھی کریں۔ یاد رکھئے کہ اس موقع پر سستی ہونے کی صورت میں ناقابلِ تلافی نقصان ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ اس قسم کے مواقع پر مذہبی لوگوں کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے اگر وہ آپ کو اپنے ارد گرد نہ پائے گا تو ہو سکتا ہے کہ یہ سوچ کر اس کا دل ٹوٹ جائے کہ ویسے تو حضرت میرے آس پاس منڈلاتے رہتے تھے لیکن میرے اس عزیز کے انتقال پر ان کی صورت بھی دکھائی نہیں دی اور وہ آپ سے، اس مدنی ماحول سے دور ہو جائے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

کسی کی غم خواری کرنے سے جہاں ہمیں تنظیمی طور پر فائدہ حاصل ہوگا وہیں اخروی فضائل بھی ملیں گے۔

﴿i﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو کسی غمزدہ شخص سے تعزیت (یعنی اس کی غم خواری) کرے گا اللہ عزّ وجلّ اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے گا اللہ عزّ وجلّ اسے جنت کے جوڑوں میں سے دو ایسے جوڑے عطا کرے گا جن کی قیمت دنیا بھی نہیں ہو سکتی۔“

(المعجم الاوسط طبرانی ج ۶ ص ۴۲۹ رقم ۹۲۹۲)

﴿ii﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ”مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک جنت کے پھل چنے میں رہا۔“ (بخاری رقم الحدیث ۲۵۶۸ ص ۱۳۸۹)

﴿iii﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا ”جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔“

(سنن الترمذی رقم الحدیث ۹۷۱ ج ۲ ص ۲۹۰)

﴿iii﴾ رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو کسی مسلمان کے جنازے میں

ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے شریک ہوا اور نماز جنازہ ادا کرنے اور تدفین تک جنازے کے ساتھ رہا تو دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ان میں سے ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو نماز پڑھ کر تدفین سے پہلے لوٹ آیا تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔“ (مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلوٰۃ علی الجنائز، ص ۴۷۱، رقم: ۹۴۵)

(6) اس کے دل میں دعوتِ اسلامی کی محبت پیدا کریں:

انفرادی کوشش کرنے والے کو چاہئے کہ سامنے والے کی چاہت کو فقط اپنی ذات تک ہی محدود نہ کرے بلکہ اسے دعوتِ اسلامی کی محبت گویا گھول کر پلا دے اور تاحیات اس مدنی ماحول سے وابستہ رہتے ہوئے مدنی کام کرنے کا ذہن دے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کے اُس علاقے یا دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی وہ اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کی محبت کی وجہ سے اس کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھے گا۔

(7) اس سے زیادہ بے تکلف نہ ہوں:

زیادہ بے تکلفی کا اظہار انسان کی عزت میں کمی کا سبب بھی بن جاتا ہے، نتیجتاً اس کی بات بے اثر ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس لئے انفرادی کوشش کے دوران سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ ہاں! شرعی اجازت کے ساتھ کبھی کبھار مزاح کر لینے میں حرج نہیں۔

(8) بیانات کی کیسیٹ اور رسائل دیں:

ایسے اسلامی بھائیوں کو امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کے بیانات اور مدنی مذاکرات کی کیسیٹیں سننے کے لئے دیں اور مناسب محسوس کریں تو کیسیٹ

دیتے وقت کور ہٹالیں کہ بعض اوقات موضوع دیکھ کر اسلامی بھائی اس کیسیٹ کو سننے سے کتراتے ہیں۔ اس کے علاوہ رسائل امیر اہل سنت مدظلہ العالی بھی پڑھنے کو دیتے ہیں مثلاً احترامِ مسلم، میں سدھرنا چاہتا ہوں، باحیاء نو جوان، مردے کے صدمے، پل صراط کی دہشت، ویران محل، وضو اور سائنس، انمول ہیرے، ظلم کا انجام، خودکشی کا علاج.....

(9) اجتماع میں اپنے ساتھ شرکت کروائیں :

مذکورہ اسلامی بھائی کو بھرپور ترغیب دلا کر اپنے ساتھ ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کروائیں۔ دورانِ اجتماع انہیں تنہا چھوڑنے کی بجائے اپنے ساتھ رکھیں۔ اجتماع میں لگنے والے حلقوں میں شرکت کروائیں۔ اجتماع کے بعد ساری رات وہیں اعتکاف کی ترغیب دے کر رکنے کی ترکیب بنائیں۔

(10) قافلے میں سفر کروائیں :

اپنی گفتگو میں بار بار مدنی انعامات کی برکات اور مدنی قافلوں کی بہاروں کا تذکرہ کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس اسلامی بھائی کا بھی یہ ذہن بن جائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مدنی انعامات کا عامل اور مدنی قافلوں کا مسافر بننا ہے۔

انفرادی کوشش کب تک جاری رکھی جائے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

جب آپ سے ملنے والے نئے اسلامی بھائی انفرادی کوشش کی برکت سے اپنی زندگی کو سنتوں کے سانچے میں ڈھال کر مکمل طور پر نہ صرف خود مدنی ماحول سے وابستہ

ہو جائیں بلکہ دوسرے پر انفرادی کوشش کر کے انہیں اجتماع، مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلے میں سفر کی ترغیب دینے والے بن جائیں تو ان سے ”ذاتی دوستی“ نبھانے کی بجائے بقدر ضرورت رابطہ رکھیں (لیکن مکمل طور پر ختم بھی نہ کریں) اور مزید نئے اسلامی بھائیوں کی طرف بڑھ جائیں۔ کیونکہ اگر آپ انہی اسلامی بھائیوں کے جھرمٹ میں گھرے رہیں گے تو نئے اسلامی بھائیوں پر انفرادی کوشش کے لئے وقت نہیں نکال پائیں گے۔

غیر مسلم پر انفرادی کوشش کس طرح کی جائے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

کسی غیر مسلم پر انفرادی کوشش کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے مذہب کے تفصیلی عقائد مع دلائل جاننے کے ساتھ ساتھ سامنے والے کے مذہبی عقائد اور ان کو رد کا طریقہ بھی جانتا ہو نیز اس مذہب کی طرف سے جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں وہ اعتراضات اور ان کے جوابات اسے مستحضر ہوں۔ لہذا! جو اسلامی بھائی اوصاف مذکورہ سے متصف نہ ہو اسے اس بارے میں محتاط رہنا چاہئے کہ کہیں سامنے والے کے اعتراضات کا جواب نہ دے سکے کی بناء پر اس کا اپنا ایمان خطرے میں نہ پڑ جائے۔ ہاں! اگر ملاقات یا علاقائی نیکی کی دعوت کے دوران سامنے والے کے غیر مسلم ہونے کا انکشاف ہو تو مسکرا کر اسے مسلمان ہو جانے کی دعوت پیش کریں اگر وہ قبول کر لے تو نبھا وگرنہ اس سے بحث میں مت الجھیں جس کی وجہ عرض کی جا چکی ہے (لیکن دل میں اس کے کفر کو برا ضرور جانئے)۔



ملاقات کی مثالیں

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رہے یہ مثالیں محض انفرادی کوشش کا طریقہ سمجھانے کی غرض سے لکھی گئیں ہیں امید ہے کہ سمجھ دار اسلامی بھائی کسی سے ملاقات کے دوران ان مثالوں میں دیئے گئے جملے بعینہ بولنے کی غلطی نہیں کریں گے، ہاں! معمولی سے رد و بدل کے بعد ان جملوں کو انفرادی کوشش کرتے ہوئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ الفاظ کی ادائیگی کے وقت لہجے کی بہت زیادہ اہمیت ہے جسے ماحقہ تحریر میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

﴿مسجد میں درس کے بعد ملاقات.....﴾

مبلغ دعوتِ اسلامی:

السلام علیکم! (کہنے کے بعد پرتپاک انداز سے مصافحہ کرے).....

ملاقاتی اسلامی بھائی:

وعلیکم السلام!.....

مبلغ دعوتِ اسلامی:

پیارے بھائی! آپ مجھے کچھ وقت دیں گے؟.....

ملاقاتی اسلامی بھائی:

کیوں نہیں جناب!.....

مبلغ دعوتِ اسلامی:

پیارے بھائی! تشریف رکھئے۔ (اس کے بیٹھ جانے کے بعد پوچھے) آپ کا نام کیا

ہے؟.....

ملاقاتی اسلامی بھائی:

محمد قاسم.....

مبلغ دعوتِ اسلامی:

ماشاء اللہ! بڑا پیارا نام ہے۔ ہمارے پیارے آقا ﷺ کے ایک

شہزادے کا نام بھی قاسم تھا۔ میرا نام محمد عمران عطاری ہے۔ میں جامعۃ المدینہ میں پڑھتا

ہوں۔ محمد قاسم بھائی! آپ کیا کام کرتے ہیں؟.....

محمد قاسم:

مسجد کے قریب ہی میری کریانے کی دکان ہے۔.....

محمد عمران عطاری:

اللہ تعالیٰ آپ کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے، آپ کو درس میں

نہایت توجہ سے بیٹھے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی، میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات کا

شرف حاصل کر لیا جائے،.....

محمد قاسم:

جناب! آپ باتیں بڑی اچھی اچھی بتاتے ہیں، اس لئے میں شوق سے یہاں

بیٹھ جاتا ہوں۔.....

محمد عمران عطاری:

اللہ تعالیٰ آپ کے شوق کو سلامت رکھے اور اس میں مزید اضافہ فرمائے، محمد قاسم بھائی! یہ سب تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر تحریک دعوتِ اسلامی سے وابستگی کی بہاریں ہیں ورنہ ہم اس قابل کہاں تھے؟ الحمد للہ ﷻ! جیسا کہ آپ نے درس کے آخر میں سنا کہ دعوتِ اسلامی کا ہفتہ وار اجتماع ہر جمعرات کو بعد نمازِ مغرب فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی میں شروع ہو جاتا ہے اور صبح اشراق و چاشت تک جاری رہتا ہے۔ الحمد للہ ﷻ! اس اجتماع میں شرکت کی بڑی برکتیں ہیں مثلاً علمِ دین کی محفل میں شرکت کا ثواب ملتا ہے اور علمِ دین سیکھنے کی فضیلت کے بارے میں حدیث میں ہے کہ جو شخص علم سیکھنے کے لئے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مقام پر مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ”جو علمِ دین سیکھنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتا ہے فرشتے اس کے قدموں تلے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔“ اس کے علاوہ رور و کر کی جانے والی اجتماعی دعا میں شرکت کا موقع بھی ملتا ہے، میری آپ سے گزارش ہے کہ اس جمعرات آپ بھی ہمارے ساتھ اجتماع میں شرکت فرمائیں.....

محمد قاسم:

جناب! کیا کریں ہم تو دنیا کے دھندے میں پھنس کر رہ گئے ہیں پیچھے دکان سنبھالنے والا کوئی نہیں، میرے لئے اجتماع میں جانا بہت مشکل ہے۔.....

محمد عمران عطاری:

قاسم بھائی! مشکل ہے ناممکن تو نہیں، دیکھئے! اگر ہمیں کہیں شادی یا کسی اور تقریب یا خدانخواستہ کسی فوتگی میں جانا پڑے تو ہم اپنی دکان وغیرہ کا کوئی نہ کوئی بندوبست کر ہی لیتے ہیں یا متبادل نہ ملنے کی صورت میں دکان بند بھی کر دیتے ہیں، اگر آپ تھوڑی سی کوشش کریں تو دکان کی کوئی ترکیب بنا کر اجتماع میں شرکت ممکن ہو سکتی ہے،.....

محمد قاسم:

واقعی! آپ کی بات سمجھ میں تو آتی ہے، میں جمعرات کو ضرور آپ کے ساتھ اجتماع میں جاؤں گا چاہے مجھے دکان جلدی بند کرنی پڑے۔.....

محمد عمران عطاری:

سبحان اللہ ﷻ! مجھے آپ سے یہی امید تھی، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان شاء اللہ ﷻ دوبارہ پھر یہیں ملاقات ہوگی۔ السلام علیکم! (کہنے کے بعد الوداعی مصافحہ کرے اور معافہ بھی کرے پھر کوئی مدنی تحفہ بھی دے دے).....

محمد قاسم: وعلیکم السلام۔.....



﴿ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کے بعد ملاقات﴾

مبلغ دعوتِ اسلامی: (اجتماع میں شریک ہونے والے نئے اسلامی بھائی کی طرف بڑھتے ہوئے)
 السلام علیکم! (پھر گرم جوشی سے مصافحہ کرے اور یہ کہے) پیارے بھائی آپ کا نام کیا ہے؟
 اسلامی بھائی: میرا نام فیاض ہے۔

مبلغ دعوتِ اسلامی: ماشاء اللہ ﷺ بہت اچھا نام ہے، اس کا معنی ہے بہت زیادہ سخاوت کرنے والا۔ میرا نام بلال عطاری ہے۔ آپ کس علاقے سے تشریف لائے ہیں؟

فیاض بھائی: میں سبیلہ چوک (کراچی) سے آیا ہوں۔

بلال عطاری: آپ پہلی مرتبہ تشریف لائے ہیں یا اس سے پہلے بھی تشریف لاتے رہتے ہیں؟

فیاض بھائی: جی میں پہلی مرتبہ آیا ہوں۔

بلال عطاری: آپ کو ہمارا اجتماع کیسا لگا؟

فیاض بھائی: بہت اچھا لگا۔

بلال عطاری: انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جو کام اچھا لگے اسے بار بار کرتا ہے، تو کیا میں امید رکھوں کہ آپ آئندہ بھی اسی طرح ذوق و شوق کے ساتھ سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت فرماتے رہیں گے؟

فیاض بھائی: کیوں نہیں؟ بالکل شرکت کروں گا۔

بلال عطاری: فیاض بھائی! آپ کس شعبے سے وابستہ ہیں؟

فیاض بھائی: میں کیڑے کا کاروبار کرتا ہوں۔

بلال عطاری: اللہ تعالیٰ آپ کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے۔ (پھر چند مختصر اور مختلط

سوالات اس کے کاروبار میں کرے، پھر یوں گویا ہو) پیارے بھائی دیکھئے! ہم کاروبار اس لئے کرتے ہیں کہ ہماری ضروریات زندگی پوری ہو جائیں اور ہم آسائش حاصل کر سکیں،..... ہمارا یہ مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب ہم اپنے کاروبار سے خاطر خواہ نفع کمانے میں کامیاب ہو جائیں،..... اور آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اس کے لئے اپنے کاروبار کا ہر پہلو سے خیال رکھنا پڑتا ہے، اس کا حساب کتاب رکھنا، لاگت اور آمدنی کا حساب کر کے نفع کی رقم الگ کرنا اور اس میں سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم رکھنے کے بعد بقیہ دوبارہ کاروبار میں لگا دینا،..... کسی گاہک کو بدظن نہ ہونے دینا، وقت پر دکان کھولنا اور بند کرنا، مارکیٹ کے حالات کا جائزہ لیتے رہنا، تجربہ کار لوگوں سے مشاورت کرتے رہنا وغیرہ.....

لیکن ذرا غور کیجئے کہ یہ دنیوی کاروبار تو یہیں رہ جائے گا کیونکہ اس کی منزل تو محض دنیاوی ضروریات کو پورا کرنا اور سہولیات زندگی حاصل کر لینا ہے،..... اس لئے بطور مسلمان ہمیں اپنی دنیا کی ہی نہیں بلکہ بہتر آخرت کی بھی فکر ہونی چاہئے،..... اور بہتر آخرت کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں اپنے کاروبار آخرت پر اس سے کہیں زیادہ توجہ دینی چاہئے جتنی توجہ ہم اس دنیاوی کاروبار پر دیتے ہیں،..... لہذا! ہمیں چاہیے کہ اپنا محاسبہ کریں، جو عمل نقصان آخرت کا سبب بنے اسے چھوڑ دیں اور جو عمل آخرت کے لئے نفع بخش ثابت ہو اسے اپنائے رکھیں..... اس مقصد میں کامیابی کے لئے راہ خدا

ﷺ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول ﷺ کے مدنی قافلوں میں سفر کرنا بے حد ضروری ہے کیونکہ ان مدنی قافلوں کی برکت سے پنج وقتہ نماز کی پابندی کے ساتھ ساتھ پیارے آقا ﷺ کی سنتیں بھی سیکھنے کو ملتی ہیں اور علمِ دین کے لئے سفر کا ثواب الگ سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ، ”جو علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور بے شک فرشتے طالبِ العلم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور بے شک زمین و آسمان میں رہنے والے یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں عالمِ دین کے لئے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی دیگر ستاروں پر اور بے شک علماء و ارثِ انبیاء علیہم السلام ہیں بیشک انبیاء علیہم السلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ یہ نفوس قدسیہ علیہم السلام تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں تو جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا حصہ پالیا۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، ج ۱، ص ۱۴۵، رقم الحدیث: ۲۲۳)

الحمد للہ ﷺ! دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلے تین دن بارہ دن تیس دن اور بارہ ماہ کے لئے راہِ خدا ﷺ میں سفر کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں، آپ سے گزارش ہے کہ آپ بھی راہِ خدا ﷺ میں سفر کرنے کی نیت فرمائیں۔ ان شاء اللہ ﷺ اگر آپ ابھی سے نیت کر لیں گے تو ثواب بھی ابھی سے ملنا شروع ہو جائے گا۔

فیاض بھائی: آپ بجا فرما رہے ہیں واقعی ہمیں اپنی قبر و آخرت کی بہتری کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔ میں ان شاء اللہ ﷺ بہت جلد مدنی قافلے میں سفر کروں گا۔

بلال عطاری: مشہور ہے کہ نیک کام میں دیر کس بات کی؟ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ صبح

اجتماع کے اختتام پر یہاں فیضانِ مدینہ سے روانہ ہونے والے مدنی قافلے میں ہاتھوں ہاتھ سفر اختیار کر لیں؟

فیاض بھائی: ہاں ممکن تو ہے، (کچھ دیر سوچنے کے بعد) چلئے ٹھیک ہے میں صبح ہی مدنی قافلے میں سفر کروں گا.....

بلال عطاری: (خوشی کا اظہار کرتے ہوئے) سبحان اللہ! آپ نے تو میرا دل خوش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) (مدنی انعامات کا کارڈ اس کے ہاتھ میں تھمتے ہوئے) یہ دیکھئے یہ مدنی انعامات کا کارڈ ہے۔ (پھر اسے تھوڑا مطالعہ کرنے کا وقفہ دے اور یوں گویا ہو) یہ دراصل امیرِ اہل سنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات ہیں۔ یہ دراصل خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے باجماعت نماز پڑھنے پر استقامت پانے، پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ ان انعامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ روزانہ اس کارڈ کو پر کیجئے (یہ بھی ایک مدنی انعام ہے) اور ہر مدنی ماہ (یعنی قمری مہینے) کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے علاقے کے ذمہ دار اسلامی بھائی کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

فیاض بھائی: ان شاء اللہ ﷻ! میں ایسا کرنے کی کوشش کروں گا۔

بلال عطاری: اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو کامیاب کرے۔ آپ دوبارہ رابطے کے لئے اپنا ایڈریس لکھا دیں تو کرم نوازی ہوگی،.....

فیاض بھائی: کیوں نہیں، لکھئے،.....

بلال عطاری: (ایڈریس لکھنے کے بعد) آئیے میں آپ کی ملاقات قافلہ مکتب کے ذمہ دار اسلامی بھائی سے کروادوں تاکہ صبح آپ کے سفر کی ترکیب بنائی جاسکے۔

فیاض بھائی: چلئے،.....

(مبلغ کو چاہیے کہ قافلہ ذمہ دار سے ملاقات کروانے اور قافلے میں سفر کے لئے نام لکھوانے کے بعد اس اسلامی بھائی کو اپنے ساتھ ساتھ رکھے اور مسلسل انفرادی کوشش کرتا رہے، پھر ہو سکے تو صبح خود بھی اس کے ساتھ مدنی قافلے میں سفر کرے۔ یا کم از کم اسے ضرور سفر کروادے۔)



Islam

﴿ دورانِ سفر بس میں ملاقات ﴾

مبلغ دعوتِ اسلامی: (ساتھ بیٹھے ہوئے اسلامی بھائی کی طرف مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے) السلام علیکم!

اسلامی بھائی: وعلیکم السلام! کیا حال ہے اسلامی بھائی؟

مبلغ دعوتِ اسلامی: الحمد للہ علی کل حال! آپ کے مزاج کیسے ہیں؟
اسلامی بھائی: جناب میں بالکل ٹھیک ہوں۔

مبلغ دعوتِ اسلامی: پیارے بھائی! آپ کا نام کیا ہے؟

اسلامی بھائی: میرا نام یاسر ہے۔

مبلغ دعوتِ اسلامی: ماشاء اللہ! بڑا پیارا نام ہے، ہمارے پیارے آقا ﷺ کے ایک

صحابی رضی اللہ عنہ کا نام بھی یاسر تھا۔ میرا نام محمد شاہد رضا عطاری ہے، آپ کہاں تشریف لے جائیں گے؟

یاسر بھائی: میں حیدر آباد جا رہا ہوں۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟

شاہد رضا عطاری: یاسر بھائی! مجھے نواب شاہ جانا ہے۔ آپ حیدر آباد میں کام کرتے ہیں؟

یاسر بھائی: نہیں میں کراچی کی ایک فرم میں ملازمت کرتا ہوں۔

شاہد رضا عطاری: اچھا اچھا! اللہ تعالیٰ آپ کی روزی میں برکت دے۔ میری اپنی

کتابوں کی دکان ہے۔ آپ کراچی میں کون سے علاقے میں رہتے ہیں؟

یاسر بھائی: میں لیاقت آباد میں رہتا ہوں۔

شاہد رضا عطاری: (تھوڑی سی حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے) واقعی! ہمارا مدنی مرکز فیضان مدینہ بھی تو لیاقت آباد کے قریب ہی ہے جہاں ہر جمعرات کو نمازِ مغرب کے بعد سنتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے، میرا حسن ظن ہے کہ آپ اس اجتماع میں شرکت ضرور فرماتے ہوں گے۔

یاسر بھائی: ہاں! بہت پہلے چند ایک بار گیا تھا، اس کے بعد جانے کا وقت ہی نہیں ملتا۔

شاہد رضا عطاری: پیارے بھائی! کوئی بھی کام ہوا سے کرنے کے لئے وقت نکالنا ہی پڑتا ہے، مثلاً کتنی ہی مصروفیت ہو ہم دفتر یا دکان میں وقت پر پہنچ جاتے ہیں تو جہاں ہم دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ کوشش ہمیں اخروی فوائد کے حصول کے لئے کرنی چاہیئے۔ اس بات کو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ اجتماع میں شرکت سے ہمیں علم سیکھنے کے لئے چل کر جانے کا ثواب، علم کی محفل میں شرکت کا ثواب، اپنی آخرت کے بارے میں غور و فکر اور دعا مانگنے کا موقع میسر آتا ہے تو ہمیں چاہئے کہ بھرپور کوشش کر کے اس سنتوں بھرے اجتماع میں ضرور شریک ہوا کریں ایسا نہ ہو کہ ذرا سی سستی ہمیں فوائد سے محروم کر دے۔

یاسر بھائی: ہاں واقعی! آپ درست فرما رہے ہیں، اب میں ہر جمعرات فیضان مدینہ میں ہونے والے ہفتہ وار اجتماع میں شریک ہوا کروں گا۔ ان شاء اللہ عجل

شاہد رضا عطاری: (خوشی کا اظہار کرتے ہوئے) ماشاء اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک ارادے میں کامیابی عطا فرمائے۔ (آمین)

یاسر بھائی: بس جناب آپ میرے حق میں دعا کرتے رہا کریں۔

شاہد رضا عطاری: ان شاء اللہ ﷻ! (کچھ توقف کرنے کے بعد اسے مخاطب کرتے ہوئے یوں کہے) اس حقیقت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ مختصر سی زندگی کے ایام گزارنے کے بعد ہر ایک کو اپنے پروردگار ﷻ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تمام اعمال کا حساب دینا ہے۔ ہر ایک کی حاضری کا انداز مختلف ہوگا، کوئی گرمی کی وجہ سے اپنے پسینے میں ڈبکیاں کھا رہا ہوگا اور کسی کو اپنی ذلت و رسوائی کا خوف اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہوگا، کسی کی کمر بھوک کی وجہ سے جھک چکی ہوگی تو کوئی پیاس کے مارے بلبلا رہا ہوگا، کسی کا رنگ جہنم کو دیکھ کر زرد پڑ گیا ہوگا تو کوئی جنت سے محرومی کی بناء پر اشکِ ندامت بہا رہا ہوگا لیکن اس کے برعکس کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوں گے جنہیں اس دن نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم، وہ عرش کے سائے میں ہوں گے، انہیں سیدھے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا، حوضِ کوثر سے چھلکتے ہوئے جامِ پینے کو ملیں گے، پلِ صراط سے بجلی کی سی تیزی سے گزر جائیں گے اور انہیں جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔ یقیناً پہلا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بسر کی ہوگی، جبکہ دوسرا گروہ ان بندوں کا ہوگا جن کی زندگی اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزری ہوگی۔

پیارے بھائی! اگر ہم میدانِ محشر کی پریشانی سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی مختصر سی زندگی اس طرح سے گزارنی چاہیے کہ اللہ ﷻ ہم سے راضی ہو جائے۔ اس مقصد کو پانے کے لئے علمِ دین کی حاجت ہے اور علمِ دین کے حصول کے لئے بہترین ذریعہ راہِ خدا ﷻ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول ﷺ کے مدنی قافلوں میں سفر کرنا بھی ہے۔ الحمد للہ ﷻ! دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلے 3 دن، 12 دن، 30 دن اور 12 ماہ کے لئے راہِ خدا ﷻ میں سفر کی سعادت حاصل کرتے رہتے

ہیں۔ ان مدنی قافلوں کی برکت سے پنج وقتہ نماز کی پابندی کے ساتھ ساتھ پیارے آقا ﷺ کی سنتیں بھی سیکھنے کو ملتی ہیں اور علم دین کے لئے سفر کا ثواب الگ سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ، ”جو علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور بے شک فرشتے طالب علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور بے شک زمین و آسمان میں رہنے والے یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں عالم دین کے لئے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی دیگر ستاروں پر اور بے شک علماء و ارث انبیاء علیہم السلام ہیں بیشک انبیاء علیہم السلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ یہ نفوس قدسیہ علیہم السلام تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں تو جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا حصہ پالیا۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، ج ۱، ص ۱۴۵، رقم الحدیث: ۲۲۳)

اس کے علاوہ جب ہم اپنی روزمرہ کی دنیاوی مصروفیات ترک کر کے اپنے گھر والوں اور دوستوں کی صحبت چھوڑ کر ان قافلوں میں سفر کریں گے تو ان قافلوں میں سفر کے دوران ہمیں اپنے طرز زندگی پر دیانت دارانہ غور و فکر کا موقع میسر آئے گا، اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی خواہش دل میں پیدا ہوگی، جس کے نتیجے میں اب تک کئے جانے والے گناہوں کے ارتکاب پر ندامت محسوس ہوگی اور توبہ کی توفیق ملے گی۔

ان قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ

زبان سے درود پاک جاری ہو جائے گا، یہ تلاوت قرآن، حمد الہی اور نعت رسول ﷺ کی عادی بن جائے گی، دنیا کی محبت سے ڈوبا ہوا دل آخرت کی بہتری کے لئے بے چین

ہو جائے گا، اغیار کی وضع قطع پر اترانے والا جسم اپنے پیارے آقا ﷺ کی سنتوں کا آئینہ دار بن جائے گا، غیروں کے طریقوں کو چھوڑ کر اسلاف کرام رحمہم اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی تڑپ نصیب ہوگی، یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کی خواہش دم توڑ دے گی اور مکہ المکرمہ و مدینۃ المنورہ کے مقدس سفر کی دیوانگی نصیب ہوگی، وقت کی دولت کو محض دنیا کمانے کے لئے صرف کرنے کی بجائے اپنی آخرت کے بہتری کے لئے خدمت دین میں صرف کرنے کا شعور نصیب ہوگا۔ (۱) شاء اللہ عزوجل

یاسر بھائی! میری آپ سے التجاء ہے کہ آپ بھی راہِ خدا ﷺ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول ﷺ کے مدنی قافلے میں سفر کریں۔

یاسر بھائی: یہ تو میرے لئے بہت مشکل ہے۔

شاہد رضا عطاری: پیارے بھائی مشکل ہے ناممکن تو نہیں، ذرا سی کوشش کر کے اس مشکل کو بھی آسان کیا جاسکتا ہے، اسی ہفتہ کو سرکاری چھٹی ہے اور اتوار کے دن پہلے ہی تعطیل ہوتی ہے آپ کو صرف ایک دن یعنی جمعہ کی چھٹی کرنا پڑے گی اور آپ اسی ہفتے تین دن راہِ خدا ﷺ میں سفر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یاسر بھائی: آپ کی بات سمجھ میں تو آتی ہے۔

شاہد رضا عطاری: یاسر بھائی! پھر دیر کس بات کی ہے؟ آپ ابھی سے مدنی قافلے میں سفر کی نیت کر لیجئے۔

یاسر بھائی: نہ بابا نہ! میں کم از کم ابھی نیت نہیں کروں گا کیا معلوم میں کسی وجہ سے نہ جا سکوں؟ اور گناہ گار ہو جاؤں۔

شاہد رضا عطاری: پیارے بھائی! گھبرانے کی ضرورت نہیں، نیت کا مطلب ہے دل میں کسی کام کا پختہ ارادہ کرنا، اگر ہم کسی کام کا ارادہ کریں اور پھر کسی مجبوری کی بناء پر نہ کر سکیں تو ہم گناہ گار نہیں ہوں گے۔ بلکہ ابھی سے نیت کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کو ابھی سے راہِ خدا ﷻ میں سفر کا ثواب ملنا شروع ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ ﷻ

یاسر بھائی: (حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے) کیا واقعی! پھر تو میں ابھی نیت کرتا ہوں۔

شاہد رضا عطاری: (خوشی کا اظہار کرتے ہوئے) سبحان اللہ! آپ نے تو میرا دل خوش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) (مدنی انعامات کا کارڈ اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے) یہ دیکھئے یہ مدنی انعامات کا کارڈ ہے۔ (پھر اسے تھوڑا مطالعہ کرنے کا وقفہ دے اور یوں گویا ہو) یہ دراصل امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات ہیں۔ یہ درحقیقت خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ اس پر عمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی وقت مقرر کر کے روزانہ اسے پُر کیا جائے۔ (پھر اسے پُر کرنے کا تفصیلی طریقہ سمجھائے)

یاسر بھائی: یہ تو بہت اچھی چیز ہے میں آج سے ہی اسے پُر کرنا شروع کر دوں گا۔

شاہد رضا عطاری: (خوشی کا اظہار کرتے ہوئے) ماشاء اللہ ﷻ! اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ یہ کارڈ میری طرف سے آپ کو تحفہ ہے، اس کے علاوہ یہ چند رسائل ہیں جنہیں امیر اہل سنت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا

ہے۔ یہ بہت دل چسپ اور سہل انداز میں لکھے گئے ہیں آپ کو ان کے مطالعے سے بہت فائدہ حاصل ہوگا۔ ان رسائل کو نہ صرف خود پڑھیں بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔

یا سر بھائی: ان شاء اللہ عجل!.....

شاہد رضا عطاری: پیارے بھائی ذرا اپنا ایڈریس لکھوائیے گا تاکہ آپ سے دوبارہ ملاقات ممکن ہو سکے۔

یا سر بھائی: کیوں نہیں جناب! لکھئے۔

شاہد رضا عطاری: (ایڈریس لکھنے کے بعد کچھ وقفہ کرے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس پر انفرادی کوشش جاری رکھے۔)



﴿طالب علم Student سے ملاقات﴾

مبلغ دعوتِ اسلامی: (کسی اسکول، کالج یا یونیورسٹی میں پڑھنے والے اسلامی بھائی کو بیٹھا ہوا دیکھ کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے) السلام علیکم! (پھر گرم جوشی سے مصافحہ کرے اور یہ کہے) پیارے بھائی آپ کا نام کیا ہے؟

اسلامی بھائی: میرا نام حسن ہے۔

مبلغ دعوتِ اسلامی: ماشاء اللہ ﷺ بہت اچھا نام ہے، ہمارے پیارے آقا ﷺ کے نواسے کا نام بھی حسن (رضی اللہ عنہ) تھا۔ میرا نام محمد رضوان عطاری ہے۔ آپ کس کلاس میں پڑھتے ہیں؟

حسن بھائی: میں سیکنڈ ایئر میں پڑھتا ہوں۔ آپ کس کلاس میں پڑھتے ہیں؟

رضوان عطاری: میں ایم اے اسلامیات کر رہا ہوں۔ (پھر اس کے قریب بیٹھ کر تعلیم سے متعلق کچھ گفتگو کرے اور تھوڑا توقف کرنے کے بعد یوں کہے) پیارے بھائی! میں نے اس بات پر غور کیا کہ آج ہم دنیاوی علوم کے حصول کے لئے کس قدر کوشش کرتے ہیں۔ اس کے لئے اپنا وقت، دولت اور اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کر ڈالتے ہیں، یہاں تک کہ اپنا گھر بار چھوڑ کر دوسرے شہر بلکہ دوسرے ملک کا رخ کرنے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں، جب امتحان کا وقت قریب آتا ہے تو اپنے ہر طرح کے ”غیر نصابی مشاغل“ (Non Educational Hobbies) مثلاً کھیل کود، دوستوں سے گپ شپ کرنے، تفریحی مقامات کی سیر وغیرہ کو خیر آباد کہہ کر فقط پڑھائی میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر رات بھر جاگ کر پڑھنے سے بھی گریز نہیں کرتے، اور اتنا کچھ کرنے کے

باوجود اگر امتحان میں فیل (Fail) ہو جائیں تو ہمت ہارے بغیر ضمنی امتحان (Supplimentry Examination) کی تیاری میں لگ جاتے ہیں،.....

لیکن ذرا غور کیجئے! کہ اس امتحان میں ناکامی کی صورت میں زیادہ سے زیادہ رد عمل یہ ہوگا کہ ہمیں اگلی کلاس میں بیٹھنے سے روک دیا جائے گا لیکن ایک امتحان محشر میں بھی ہونا ہے اور میدان محشر تو وہ امتحان گاہ ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ انسان اس وقت تک قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک ان پانچ سوالات کے جوابات نہ دے لے (۱) تم نے زندگی کیسے بسر کی؟ (۲) جوانی کس طرح گزاری؟ (۳) مال کہاں سے کمایا؟ اور..... (۴) کہاں کہاں خرچ کیا؟ (۵) اپنے علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا؟

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الرفاق، ج ۳، ص ۱۱۲، رقم: ۵۱۹۷)

گویا ہماری عمر بھر کی کمائی کا حساب لیا جائے گا اور جوابات صحیح نہ دے سکنے کی بناء پر جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈال دیا جائے گا جس کے بارے میں مدنی آقا ﷺ نے فرمایا، ”دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔“

(صحیح البخاری، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۶۵، رقم الحديث ۶۵۶۱)

پیارے بھائی! برا مت مانئے گا! ایک جانب تو یہ حال ہے کہ آج کا طالب علم دنیاوی علوم میں تو کمال کی بلندیوں کو چھو لینا چاہتا ہے، لیکن علم دین کے بارے میں اس کی دل چسپی نہ ہونے کے برابر ہے،..... دینی احکام پر عمل پیرا ہونے کے لئے شریعت کے کم از کم اتنے احکام تو سیکھ لینے چاہئیں جن کا سیکھنا ایک مسلمان پر فرض ہے، مثلاً عقائد اسلام، عبادات یعنی نماز و روزے وغیرہ کے مسائل، معاملات یعنی خرید و فروخت کرنے،

کراہیہ پر اشیاء کا لین دین کرنے، (شادی کرنے کی صورت میں) نکاح و طلاق، حقوق العباد وغیرہ کے مسائل اور اس کے ساتھ ساتھ گناہوں کی پہچان کا علم کہ کون سے افعال و کیفیات گناہ میں شمار ہوتی ہیں اور کونسی نہیں؟.....

حسن بھائی: واقعی آپ درست ارشاد فرما رہے ہیں، لیکن اس نفسا نفسی کے دور میں کس کو پڑی ہے کہ ہمیں دین کی باتیں سکھائے؟ کوئی سیکھنا بھی چاہے تو کیسے سیکھے؟

رضوان عطاری: پیارے بھائی! اس بارے میں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، الحمد للہ ﷺ! اس پر فتن دور میں تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ اس فریضے کو بخوبی احسن سرانجام دے رہی ہے۔ اس کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب ”فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی“ میں شروع ہو جاتا ہے۔

آپ بھی میرے ساتھ اس اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل کریں۔ وہاں پر ہونے والی تلاوتِ قرآن، اصلاحی بیان، اجتماعی طور پر کی جانے والی فکرِ مدینہ اور ذکرِ اللہ ﷻ اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ کی جانے والی دعائیں، سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جانے والے درود و سلام، پھر سنتیں سیکھنے اور دعائیں یاد کروانے کے حلقے وغیرہ، یہ سب کچھ آپ کے دل و دماغ میں انقلاب برپا کر دے گا۔ اس کے علاوہ وہاں پر آپ کو اس پر فتن دور میں بھی ہزاروں ایسے اسلامی بھائی ملیں گے جو

سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ ان کی حیاء سے جھکی ہوئی نگاہیں، سنت کے مطابق بدن پر سفید لباس اور سر پر زلفیں نیز گنبدِ خضریٰ کی یاد دلا دینے والا سبز عمامہ، چہرے پر شریعت کے مطابق ایک مٹھی داڑھی، بقدرِ ضرورت

گفتگو کا باادب انداز، خوش اخلاقی کا نمایاں وصف اور کردار کی پاکیزگی آپ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دے گی کہ مجھے سفرِ آخرت کی کامیابی کے لئے ایسا ہی مدنی ماحول درکار ہے اور آپ بھی یہ مدنی مقصد لے کر گھر لوٹیں کہ، ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ (۱) شاء اللہ عزوجل“

حسن بھائی: (شوق کا اظہار کرتے ہوئے) آپ کی گفتگو سننے کے بعد تو اس اجتماع میں شرکت کرنا ہی پڑے گی تاکہ میں بھی اس روحانی لذت سے مستفید ہو سکوں۔

رضوان عطاری: ان شاء اللہ ﷺ ہم اکٹھے اس اجتماع میں شرکت کے لئے جائیں گے، کل جمعرات ہے لہذا آپ عصر کی نماز یہیں ہاسٹل کی مسجد میں ادا کیجئے گا وہیں سے فیضانِ مدینہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

(مبلغ کو چاہئے کہ طالب علم اسلامی بھائی کو اجتماع میں ساتھ لے کر آئے اور اپنے ساتھ ساتھ رکھے، جب اجتماع کی اختتامی دعا ہو چکے تو اس سے یوں کہے)

رضوان عطاری: کہئے کیسا لگا ہمارا اجتماع؟

حسن بھائی: جیسا آپ سے سنا تھا ویسا ہی پایا، اب تو میرا جی چاہتا ہے کہ انہی عمامے والوں کے ساتھ ساتھ رہوں۔

رضوان عطاری: یہ کون سی مشکل بات ہے، الحمد للہ ﷺ! دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلے تین دن بارہ دن تیس دن اور بارہ ماہ کے لئے راہِ خدا ﷺ میں سفر کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں اور مدنی قافلے میں سفر کرنے کے کیا کہنے؟ جو خوش نصیب مدنی قافلوں کا مسافر بنتا ہے تو اسے پانچ وقت کی باجماعت نماز ادا کرنے کی سعادت ملنے کے ساتھ ساتھ وضو و غسل اور دیگر مسائل بھی سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ جو

سعادت مند اسلامی بھائی علم دین کے حصول کی نیت سے مدنی قافلوں میں سفر کرتے ہیں ان کے لئے مغفرت کی بشارت ہے جیسا کہ طبرانی شریف میں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو بندہ علم کی جستجو میں جوتے، موزے یا کپڑے پہنتا ہے، اپنے گھر کی چوکھٹ سے نکلے ہی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں“۔ (طبرانی اوسط، باب المیم، ج ۴ ص ۲۰۴، رقم: ۵۷۲۲)

آپ بھی راہِ خدا ﷺ میں سفر کر کے اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں اور ابھی سے نیت فرمالیں کہ ثواب ملنے کا سلسلہ ابھی سے شروع ہو جائے گا، ان شاء اللہ ﷻ۔

حسن بھائی: بالکل! میں ضرور سفر کروں گا، لیکن امتحان قریب آچکے ہیں لہذا! امتحان کے فوراً بعد قافلے میں سفر کروں گا۔

رضوان عطاری: امتحان کے بعد چونکہ فرصت کے ایام ہوتے ہیں لہذا! کم از کم تیس دن کا سفر تو ہونا چاہیے۔

حسن بھائی: ان شاء اللہ ﷻ

رضوان عطاری: (اسکول و کالج کے طلباء کا مدنی انعامات کا کارڈ اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے) یہ دیکھئے یہ مدنی انعامات کا کارڈ ہے۔ (پھر اسے تھوڑا مطالعہ کرنے کا وقفہ دے اور یوں گویا ہو) یہ دراصل امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات ہیں۔ یہ دراصل خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل

و کرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے باجماعت نماز پڑھنے پر استقامت پانے، پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ ان انعامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ روزانہ اس کارڈ کو پریکٹس اور ہر مہینی ماہ (یعنی قمری مہینے) کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے علاقے کے ذمہ دار اسلامی بھائی کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

حسن بھائی: ان شاء اللہ ﷻ! میں اس پر عمل کی کوشش کروں گا۔

رضوان عطاری: آئیے کچھ اسلامی بھائیوں سے آپ کی ملاقات کراؤں۔

حسن بھائی: کیوں نہیں.....

(مبلغ کو چاہیے کہ ذمہ دار اسلامی بھائیوں سے مختصر ملاقات کروانے اور قافلے میں سفر کے لئے نام لکھوانے کے بعد اس اسلامی بھائی کو اپنے ساتھ ساتھ رکھے اور مسلسل انفرادی کوشش کرتا رہے)



﴿ٹرین میں سفر کے دوران ملاقات﴾

مبلغ دعوتِ اسلامی: (ساتھ بیٹھے ہوئے اسلامی بھائی کی طرف مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ

بڑھاتے ہوئے) السلام علیکم! کیسے مزاج ہیں پیارے بھائی؟

اسلامی بھائی: علیکم السلام! اللہ ﷻ کا بڑا کرم ہے۔

مبلغ دعوتِ اسلامی: آپ کہاں تشریف لے جائیں گے؟

اسلامی بھائی: جناب! میں ملتان تک جاؤں گا۔

مبلغ دعوتِ اسلامی: پیارے بھائی! آپ کا نام کیا ہے؟

اسلامی بھائی: میرا نام محمد فاروق ہے۔

مبلغ دعوتِ اسلامی: ماشاء اللہ! بڑا پیارا نام ہے، ایک مشہور صحابی رضی اللہ عنہ کا نام بھی

فاروق (رضی اللہ عنہ) تھا۔ میرا نام محمد حسان رضا عطاری ہے۔

فاروق بھائی: آپ کہاں جا رہے ہیں؟

حسان رضا عطاری: فاروق بھائی! مجھے بہاولپور تک جانا ہے۔ کیا آپ ملتان میں کوئی

کام کرتے ہیں؟

فاروق بھائی: نہیں! میں لاہور کی ایک فیکٹری میں ملازمت کرتا ہوں۔

حسان عطاری: اللہ تعالیٰ آپ کے رزقِ حلال میں برکت عطا فرمائے، میں بھی لاہور

ہی میں ملازمت کرتا ہوں۔ (پھر ملازمت سے متعلق چند مختاط سوالات کرنے کے بعد یوں گویا

ہو) فاروق بھائی! دیکھئے ہم نے اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لئے کسی کی

نوکری اختیار کی ہے اور ہم اپنے سیٹھ یا افسر کی ہدایات پر عمل کرنے میں کس قدر مستعد رہتے ہیں اور غلطیوں کے ارتکاب، جائے ملازمت پر پہنچنے میں تاخیر اور غیر حاضری سے محفوظ رہنے کے لئے حتی المقدور کوشش کرتے ہیں کہ کہیں میرا سیٹھ مجھ سے ناراض ہو کر ڈانٹ نہ پلا دے، کہیں مجھے نوکری سے نہ نکال دے، کہیں میری تنخواہ میں سے کٹوتی نہ کر لے؟..... ڈیوٹی کے دوران بھی ہمیں اس کے موڈ کی فکر رہتی ہے کہ کسی وجہ سے بگڑ نہ جائے،..... اگر باوجود احتیاط کے کوئی غلطی ہو بھی جائے تو اپنے بچاؤ کے لئے پوری کوشش کرتے ہیں لیکن جب اُس کی گرفت سے بچ نکلنے کی کوئی راہ نظر نہ آئے تو ہتھیار ڈال کر معافی مانگ لیتے ہیں،.....

فاروق بھائی! سوچنے کی بات ہے کہ آج کسی کی ملازمت کرنے والا چند روپے ہتھیلی پر رکھ دینے والے سیٹھ سے وفاداری کا دم تو بھرتا ہے اور اس کا عملی ثبوت فراہم کرنے کے لئے بھی تیار رہتا ہے، لیکن اپنے مالک حقیقی (ﷺ) سے اس کی وفاداری کیا ہوئی؟..... جس نے اسے کروڑ ہا نعمتوں سے نوازا مثلاً اسے پیدا کیا،..... زندگی باقی رکھنے کے لئے سانسیں عطا فرمائیں،..... چلنے کے لئے پاؤں دیئے،..... چھونے کے لئے ہاتھ دیئے،..... دیکھنے کے لئے آنکھیں عطا فرمائیں،..... سننے کے لئے کان دیئے،..... سونگھنے کے لئے ناک دی،..... بولنے کے لئے زبان عطا کی اور کروڑ ہا ایسی نعمتیں جن پر ہم نے آج تک غور نہیں کیا ہوگا،..... لیکن اس کے باوجود ہمارے پروردگار (ﷻ) نے ہم سے کچھ طلب نہیں کیا کیونکہ وہ بے نیاز ہے،..... لیکن اس نے ہماری ہی بھلائی کے لئے، ہمیں جنت کی ابدی و سرمدی نعمتوں کے درمیان پہنچانے کے لئے ہمارے ذمے کچھ کام لگائے کہ ”اے میرے بندے! چاہے تو سارا دن اپنے

کام میں مشغول رہ لیکن پانچ وقت میری بارگاہ میں مجھ سے ملاقات کے لئے حاضر ہو جا اور نماز پڑھ،..... چاہے تُو سارا سال ہر وقت میری نعمتیں کھا لیکن رمضان کے تیس دن سحری تا افطاری میری رضا کے لئے ان سے ہاتھ روک لے اور روزہ رکھ،..... چاہے تُو جتنا چاہے مال کما اور خرچ کر لیکن مخصوص مقدار مال پر سال گزرنے پر میرے غریب بندوں کو بھی ان کا حصہ دے اور زکوٰۃ ادا کر،..... چاہے تُو دنیا میں جہاں چاہے بسیرا کر لیکن جب تیرے پاس میرے گھر کعبہ مشرفہ کی زیارت کے لئے سفر کرنے کے اسباب مہیا ہو جائیں تو پوری زندگی میں صرف ایک بار عظمت کعبہ کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہو جا اور حج کر،..... اے میرے بندے! میری دی ہوئی نعمتوں کا جو چاہے استعمال کر لیکن انہیں میری نافرمانی میں استعمال نہ کرنا کہ میں نے نافرمانوں کے لئے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے،.....“

پیارے بھائی! یقیناً ہمیں سب سے زیادہ اپنے رب ﷻ سے ڈرنا چاہیے، اس کی دی ہوئی ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہیے، قصور ہو جائے تو اعتراف کرنے اور معافی مانگنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے کہ ”وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے“، نیکی ہو جانے پر اسی کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں اس کی توفیق دی،..... لیکن افسوس! آج کے مسلمان کا اپنے رب ﷻ کو راضی کرنے کا ذہن ہی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو کیا مسلمانوں کی نمازیں قضاء ہوتیں یا روزے قضاء ہوتے؟ آج اگر دُھن ہے تو اپنا کاروبار چمکانے کی، مستقبل کو روشن کرنے کی، اولاد کو ترقی دلانے کی۔ افسوس! آج قبر و آخرت کی بھلائی کی پڑی کس کو ہے؟ کاش! ہم آخرت کی اہمیت کو سمجھ پاتے اور اس کی بہتری کے لئے کوشش کرتے جیسا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں، ”انسان جتنا دنیا کے لئے کڑھتا ہے اگر اتنا آخرت

کے لئے کڑھتا تو دونوں جہاں میں سعادت پا جاتا۔“ اے کاش! ہمیں اپنی قبر روشن کرنے کی فکر لاحق ہو جائے۔

فاروق بھائی: آپ نے یقیناً بہت پاکیزہ خیالات کا اظہار فرمایا۔ لیکن کیا کریں یہاں تو آوے کا آواہی بگڑا ہوا ہے۔ انسان نیک بننا بھی چاہے تو کیا کرے؟

حسان عطاری: فاروق بھائی! ابھی دنیا نیک لوگوں سے خالی نہیں ہوئی ہے۔ الحمد للہ ﷺ! اس پر فتن دور میں امید کی ایک روشن کرن تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ ہے۔ جو اس وقت دنیا کے تقریباً 56 ممالک میں نیکی کی دعوت کو عام کر رہی ہے۔ الحمد للہ ﷺ! اس مدنی ماحول کی برکت سے لاکھوں مسلمانوں کو گناہوں سے توبہ کی توفیق ملی اور وہ تائب ہو کر صلوٰۃ و سنت کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ جو بے نمازی تھے نمازی بن گئے، بدنکاحی کے عادی نکاح بنی رکنی رکھنے کی سنت پر عمل کرنے والے بن گئے، زرق برق لباس پہن کر گلے میں دوپٹا لٹکا کر تفریح گاہوں کی زینت بننے والیاں بے پردگی سے ایسی تائب ہوئیں کہ مدنی برقع ان کے لباس کا حصہ بن گیا، ماں باپ سے گستاخانہ انداز اختیار کرنے والے اُن کا ادب کرنے والے بن گئے، جن کی حرکتوں کی وجہ سے کبھی پورا محلہ تنگ تھا وہ سارے علاقے کی آنکھ کا تارا بن گئے، چوری و ڈاکے کے عادی دوسروں کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والے بن گئے، کسی غریب کو دیکھ کر تکبر سے ناک بھوں چڑھانے والے عاجزی کے پیکر بن گئے، ہر وقت حسد کی آگ میں جلنے والے دوسروں کے علم و عمل میں ترقی کی دعائیں دینے والے بن گئے، گانے سننے کے شوقین، سنتوں بھرے بیانات اور مدنی مذاکرات کے کیسیٹ سننے والے بن گئے، فحش کلامی کرنے والے نعتِ مصطفیٰ ﷺ پڑھنے والے بن گئے، یورپی

ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کے خواب اپنی آنکھوں میں سجانے والے گنبد خضریٰ کی زیارت کے لئے تڑپنے والے بن گئے، مال کی محبت میں مرنے والے فکرِ آخرت میں مبتلا رہنے والے بن گئے، شراب پینے کی عادت پالنے والے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے جام پینے والے بن گئے، اپنا وقت فضولیات میں برباد کرنے والے اپنا کثرتِ عبادت میں گزارنے کے لئے ”مدنی انعامات“ کے عامل بن گئے، فحش رسائل و ڈائجسٹ کے رسیا امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کے رسائل اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرنے والے بن گئے، تفریح کی خاطر رُپر پر جانے کے عادی راہِ خدا ﷺ میں سفر کرنے والے بن گئے، ”کھاؤ، پیو اور جان بناؤ“ کے نعرے کو اپنی زندگی کا محور قرار دینے والے اس مدنی مقصد کو اپنانے والے بن گئے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ ﷻ“

فاروق بھائی: (خوشگوار حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے) واقعی!..... پھر تو ضرور دعوتِ اسلامی والوں کی صحبت میں رہنا چاہیے۔

حسّان عطاری: اس کے لئے لاہور میں ”فیضانِ مدینہ“ میں جمعرات کے دن ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل کریں۔ وہاں پر ہونے والی تلاوتِ قرآن، اصلاحی بیان، اجتماعی طور پر کی جانے والی فکرِ مدینہ اور ذکرِ اللہ ﷻ اور اشکِ بار آنکھوں کے ساتھ کی جانے والی دعائیں، سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جانے والے درود و سلام، پھر سنتیں سیکھنے اور دعائیں یاد کروانے کے حلقے وغیرہ، یہ سب کچھ آپ کے دل و دماغ میں انقلاب برپا

کر دے گا۔ اس کے علاوہ وہاں پر آپ کو اس گئے گزرے دور میں بھی ہزاروں ایسے اسلامی بھائی ملیں گے جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ ان کی حیاء سے جھکی ہوئی نگاہیں، سنت کے مطابق بدن پر سفید لباس اور سر پر زلفیں نیز گنبدِ خضریٰ کی یاد دلادینے والا سبز سبز عمامہ، چہرے پر شریعت کے مطابق ایک مٹھی داڑھی، بقدرِ ضرورت گفتگو کا بادل انداز، خوش اخلاقی کا نمایاں وصف اور کردار کی پاکیزگی آپ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دے گی کہ مجھے سفرِ آخرت کی کامیابی کے لئے ایسا ہی مدنی ماحول درکار ہے اور آپ بھی یہ مدنی مقصد لے کر گھر لوٹیں کہ، ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ (۱) شاء اللہ عزوجل“

فاروق بھائی: میں اسی جمعرات اجتماع میں شرکت کروں گا، ان شاء اللہ عزوجل

حسان عطاری: اس کے علاوہ دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلے تین دن، بارہ دن، تیس دن اور بارہ ماہ کے لئے راہِ خدا ﷺ میں سفر کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں اور مدنی قافلے میں سفر کرنے کے کیا کہنے؟ جو خوش نصیب مدنی قافلوں کا مسافر بنتا ہے تو اسے پانچ وقت کی باجماعت نماز ادا کرنے کی سعادت ملنے کے ساتھ ساتھ وضو و غسل اور دیگر مسائل بھی سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ جو سعادت مند اسلامی بھائی علمِ دین کے حصول کی نیت سے مدنی قافلوں میں سفر کرتے ہیں وہ سعادتوں کی معراج کو پہنچ جاتے ہیں جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ، ”جو علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور بے شک فرشتے طالبِ علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور بے شک زمین

و آسمان میں رہنے والے یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں عالم دین کے لئے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی دیگر ستاروں پر اور بے شک علماء و ارث انبیاء علیہم السلام ہیں بیشک انبیاء علیہم السلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ یہ نفوس قدسیہ علیہم السلام تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں تو جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا حصہ پالیا۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب النبی، ج ۱، ص ۱۳۵، رقم الحدیث: ۲۲۳)

آپ بھی راہِ خدا ﷺ میں سفر کر کے اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں اور ابھی سے نیت فرمالیں کہ ثواب ملنے کا سلسلہ ابھی سے شروع ہو جائے گا، ان شاء اللہ ﷻ۔

فاروق بھائی: کیوں نہیں جناب! میں ضرور مدنی قافلے میں سفر کروں گا۔

حسان عطاری: اللہ تعالیٰ آپ کے اس نیک ارادے کو پورا فرمائے۔ (مدنی انعامات کا کارڈ اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے) یہ دیکھئے! یہ مدنی انعامات کا کارڈ ہے۔ (پھر اسے تھوڑا مطالعہ کرنے کا وقفہ دے اور یوں گویا ہو) یہ دراصل امیرِ اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات ہیں۔ یہ دراصل خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے باجماعت نماز پڑھنے پر استقامت پانے، پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ ان انعامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ روزانہ اس کارڈ کو پر کیجئے اور ہر مدنی ماہ (یعنی قمری مہینے) کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر

اپنے علاقے کے ذمہ دار اسلامی بھائی کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

فاروق بھائی: ان شاء اللہ ﷻ! میں ان انعامات پر عمل کی کوشش کروں گا۔

حسان عطاری: اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو کامیاب کرے۔ آپ دوبارہ رابطے کے لئے اپنا پیہ لکھا دیں تو کرم نوازی ہوگی،.....

فاروق بھائی: کیوں نہیں، لکھئے،.....

(مبلغ کو چاہئے کہ پیہ لکھنے کے بعد ٹرین کے ڈبے میں موجود دوسرے اسلامی بھائیوں کی طرف بڑھ جائے اور انفرادی کوشش کا مدنی کام جاری رکھے۔)



﴿سنتوں بھرے اجتماع کے بعد ملاقات﴾

مبلغ دعوتِ اسلامی: (اجتماع میں شریک ہونے والے نئے اسلامی بھائی کی طرف بڑھتے ہوئے)

السلام علیکم! (پھر گرم جوشی سے مصافحہ کرے اور یوں کہے) پیارے بھائی آپ کا نام کیا ہے؟

اسلامی بھائی: میرا نام نعیم ہے۔

مبلغ دعوتِ اسلامی: ماشاء اللہ ﷺ بہت اچھا نام ہے، اس کا معنی ہے نعمتیں پانے والا۔

میرا نام جنید عطاری ہے۔ آپ کس علاقے سے تشریف لائے ہیں؟

نعیم بھائی: میں بابر چوک (کراچی) سے آیا ہوں۔

جنید عطاری: آپ پہلی مرتبہ تشریف لائے ہیں یا اس سے پہلے بھی اجتماع میں شرکت

فرماتے رہتے ہیں؟

نعیم بھائی: جی میں پہلے بھی آتا رہا ہوں۔

جنید عطاری: امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح تشریف لاتے رہیں گے۔

نعیم بھائی: ان شاء اللہ ﷺ۔

جنید عطاری: الحمد للہ ﷺ! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ

جس اسلام کا نور ہمیں گھر بیٹھے نصیب ہو گیا اس نورِ اسلام کو پھیلانے کے لئے ہمارے

پیارے پیارے آقا ﷺ کو کتنی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ کفارِ بد اطوار آپ ﷺ کو بے حد

ستاتے، برا بھلا کہتے، آپ کی راہوں میں کانٹے بچھاتے، کبھی سجدے کی حالت میں

آپ ﷺ کی پشتِ اطہر پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دیتے تو کبھی آپ کے مبارک گلے میں

چادر کا پٹہ ڈال کر اس زور سے کھینچتے کہ آنکھیں اُبل آتیں۔ جب آپ ﷺ دعوتِ اسلام کے لئے طائف تشریف لے گئے تو کفارِ نانبجار نے گالیاں دیں، مذاق اڑایا اور پتھر اُڑاؤ تک کیا جس سے جسمِ نازنین لہولہان ہو گیا اور نعلینِ خون سے بھر گئیں۔ جب سرکارِ ﷺ بے قرار ہو کر بیٹھ جاتے تو کفارِ جفاکار بازو تھام کر اٹھا دیتے۔ جب آپ ﷺ دوبارہ چلنے لگتے تو وہ پھر سے پتھر برسائے لگتے۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ہمت نہیں ہاری اور مسلسل کوشش جاری رکھی، بالآخر یہ کوششیں رنگ لائیں اور اسلام کی روشنی چار دانگِ عالم میں پھیل گئی۔

آپ نے دیکھا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے کس قدر کوشش اور مشقت سے اسلام کی دعوت دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بھی پیغامِ اسلام کو عام کرنے کے لئے دنیا بھر میں سفر اختیار کیا۔ انہوں نے اسلام کی خاطر راہِ خدا ﷻ میں اپنی جانیں تک قربان کیں۔ ان نفوسِ قدسیہ کی کوشش ہی کا نتیجہ ہے کہ آج شجرِ اسلام ہر ابھرا نظر آ رہا ہے۔

مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ بتاتی ہے کہ ہم عزت و عظمت اور شان و شوکت کے تنہا مالک تھے مگر اب آہ! مسلمانوں کی حالتِ زار ہمارے سامنے ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نمازی تھے اور ہماری اکثریت بے نمازی، وہ سنت کے دیوانے تھے اور ہم فیشن کے مستانے، وہ خود بھی نیکیاں کرتے اور دوسروں تک بھی نیکی کی دعوت پہنچاتے تھے جبکہ ہم نہ صرف خود گناہ کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی گناہوں کے اسباب مہیا کرتے ہیں، وہ اسلام کی سر بلندی کی خاطر راہِ خدا ﷻ میں سفر کرتے جبکہ ہم محض مالِ دنیا کی جستجو

میں دور دراز کے سفر اختیار کرتے ہیں، انہیں نیکیاں کمانے کی جستجو جبکہ ہمیں مال کمانے کی آرزو۔ جو اسلام ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام کی بے شمار قربانیوں کے بعد نصیب ہوا ہے، افسوس صد افسوس! اس کی ترقی و اشاعت کی ہمیں بالکل فکر نہیں۔ آج مسلمان ترک نماز اور دیگر گناہوں پر دلیر ہو چکا ہے، مسجدیں ویران اور گناہوں کے اڈے آباد ہیں، ہر طرف غفلت کا دور دورا ہے۔

پیارے بھائی! عنقریب ہمیں بھی مرنا ہے، اندھیری قبر میں اترنا ہے اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا ہے۔ قبر کی ہولناک تاریکی اور قیامت کا دہشت ناک منظر، یہ بھلانے والی باتیں نہیں ہیں۔ اب سرکار ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی، اب ہم

غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے اور اس کا مؤثر ترین ذریعہ عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔ اس کے لئے وقت، مال اور جان کی قربانی پیش کرنا اور تکالیف پر صبر کرنا، یہ سب عظیم سنتیں ہیں۔ مدنی قافلوں میں علمِ دین حاصل ہوتا ہے اور علمِ دین کی فضیلت کے کیا کہنے..... حضرت ابودرّداءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ، ”جو علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور بے شک فرشتے طالبِ علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور بے شک زمین و آسمان میں رہنے والے یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں عالمِ دین کے لئے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی دیگر ستاروں پر اور بے شک علماء و ارثِ انبیاء علیہم السلام ہیں بیشک انبیاء علیہم السلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ یہ نفوسِ قدسیہ علیہم السلام تو

صرف علم کا وارث بناتے ہیں تو جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا حصہ پالیا۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، ج ۱، ص ۱۳۵، رقم الحدیث: ۲۲۳)

پیارے بھائی! ذرا غور کیجئے کہ دنیاوی ضروریات کو پورا کرنے اور آسائشوں کے حصول کے لئے لوگ کئی کئی سال کے لئے اپنے والدین، بیوی بچوں اور دوست احباب کو چھوڑ کر اپنے وطن سے دور دوسرے ملک کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ آخرت کا معاملہ تو دنیا سے کہیں زیادہ اہم ترین ہے، میں آپ سے صرف تیس دن کی درخواست کرتا ہوں، برائے کرم تیس دن کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کی نیت فرمائیں اور اپنا نام بھی لکھا دیجئے۔

نعیم بھائی: آپ کی باتیں سن کر تو جی چاہتا ہے کہ میں ساری زندگی کے لئے قافلوں میں سفر کروں لیکن افسوس! کہ ابھی میرے حالات ایسے ہیں کہ میں 30 دن کے لئے گھر سے باہر نہیں رہ سکتا۔ کیا 30 دن کے علاوہ قافلے سفر نہیں کرتے؟

جنید عطاری: (کچھ دیر توقف کے بعد) چلئے پھر آپ 12 دن کے مدنی قافلے میں سفر کر لیجئے۔

نعیم بھائی: ہاں 12 دن کے لئے ترکیب بن سکتی ہے۔

جنید عطاری: (قافلے کے لئے نام اور پتہ لکھنے کے بعد مدنی انعامات کا کارڈ دکھاتے ہوئے) یہ دیکھئے! یہ مدنی انعامات کا کارڈ ہے۔ (پھر اسے تھوڑا مطالعہ کرنے کا وقفہ دے اور یوں گویا ہو) یہ

دراصل امیر اہل سنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات ہیں۔ یہ دراصل خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل

و کرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے باجماعت نماز پڑھنے پر استقامت پانے، پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ ان انعامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ روزانہ اس کارڈ کو پریکٹس اور ہر مہینہ (یعنی قمری مہینے) کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے علاقے کے ذمہ دار اسلامی بھائی کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

نعیم بھائی: ان شاء اللہ ﷻ! میں ان انعامات پر عمل کی کوشش کروں گا۔

جنید عطاری: (کوئی تحفہ بھی دے دے) اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو، دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔ السلام علیکم.....

نعیم بھائی: ولیکم السلام.....

دُعا

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے رہنے کی

توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

تَسْتَ بِالْخَيْرِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

=== ﴿ایمان کی حفاظت﴾ ===

شیطن لاکھ سستی دلائے، مگر اس مختصر مضمون کو مکمل پڑھ لیں
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کی سب سے قیمتی چیز ایمان ہے۔
اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے، جس کو زندگی میں سلبِ ایمان کا خوف نہیں ہوتا،
نزع کے وقت اُس کا ایمان سلب ہو جانے کا شدید خطرہ ہے۔ (بحوالہ رسالہ "برے خاتمے کے اسباب ص
۱۴) ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ کسی "مرشدِ کامل" سے مُرید ہونا بھی ہے۔

بِیَعَتِ کَاثِبُوْت اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ یَوْمَ
نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۱)

(ترجمہ کنز الایمان) ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے“۔ نور العرفان فی تفسیر القرآن
میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ”اس سے
معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہئے شریعت میں ”تقلید“ کر کے، اور طریقت
میں ”بیعت“ کر کے، تا کہ خُشرا چھوٹوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطن ہوگا۔ اس
آیت میں (۱) تقلید (۲) بیعت اور مُریدی سب کا ثبوت ہے۔“ (تفسیر نور العرفان، ص ۷۹۷)

آج کے پرفتن دور میں پیری مُریدی کا سلسلہ وسیع تر ضرور ہے، مگر کامل اور ناقص پیر کا
انتیاز مشکل ہے۔ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم ہے! کہ وہ ہر دور میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی
امت کی اصلاح کیلئے اپنے اولیاء کرام رَحْمَتُہُمُ اللہُ ضرور پیدا فرماتا ہے۔ جو اپنی مومنانہ حکمت و
فراست کے ذریعے لوگوں کو یزہن دینے کی کوشش فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی اور ساری
دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ (اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ)

مرشدِ کامل جس کی ایک مثال قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مَدَنی
ماحول ہمارے سامنے ہے۔ جس کے امیر، بانی دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا
ابوبال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہیں، جن کی نگاہ ولایت نے لاکھوں

مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا کر دیا۔

امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں مُرید کرتے ہیں، اور قادری سلسلے کی توکیا بات ہے! کہ **حضور غوث اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! ”میں اپنے مریدوں کا قیامت تک کے لئے توبہ پر مرنے کا (بفضلِ خدا عزوجل) ضامن ہوں۔“ (ہجۃ الاسرار، ص ۱۹۱، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

مدنی مشورہ جو کسی کامرید نہ ہو اُسکی خدمت میں مدنی مشورہ ہے! کہ اس زمانے کے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے عظیم بزرگ شیخ طریقت **امیر اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی ذات مبارکہ کو غنیمت جانے اور بلاتا خیران کامرید ہو جائے۔ یقیناً مُرید ہونے میں نقصان کا کوئی پہلو ہی نہیں، دونوں جہاں میں اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ فائدہ ہی فائدہ ہے۔

شیطانی رکاوٹ مگر یہ بات ذہن میں رہے! کہ چونکہ **حضور غوث پاک** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامرید بننے میں ایمان کے تحفظ، مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق، جہنم سے آزادی اور جنت میں داخلے جیسے عظیم منافع موجود ہیں۔ لہذا شیطان آپ کو مُرید بننے سے روکنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ آپ کے دل میں خیال آئے گا، میں ذرا ماں باپ سے پوچھ لوں، دوستوں کا بھی مشورہ لے لوں، ذرا نماز کا پابند بن جاؤں، ابھی جلدی کیا ہے، ذرا مُرید بننے کے قابل تو ہو جاؤں، پھر مُرید بھی بن جاؤں گا۔ میرے پیارے اسلامی بھائی! کہیں قابل بننے کے انتظار میں موت نہ آسنجھالے، لہذا مُرید بننے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

شجرہ عطاریہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **امیر اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ایک بہت ہی پیارا ”شجرہ شریف“ بھی مرتب فرمایا ہے۔ جس میں گناہوں سے بچنے کیلئے، کام اٹک جائے تو اس وقت، اور روزی میں برکت کیلئے کیا کیا پڑھنا چاہئے، جادو ٹونے سے حفاظت کیلئے کیا کرنا چاہئے، اسی طرح کے اور بھی بہت سے ”اُورا“ لکھے ہیں۔ اس شجرے کو صرف وہ ہی پڑھ سکتے ہیں، جو **امیر اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ذریعے قادری رضوی عطاری سلسلے میں مُرید یا طالب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور کو پڑھنے کی اجازت نہیں۔ لہذا اپنے گھر کے ایک ایک فرد بلکہ اگر ایک دن کا بچہ بھی ہو تو اسے بھی **سرکار غوث اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے سلسلے میں داخل کر کے مُرید کروا کر **قادری رضوی عطاری** بنوادیں۔ بلکہ امت کی خواہی کے پیش نظر، جہاں آپ **خود امیر اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے مُرید ہونا پسند فرمائیں وہاں انفرادی کوشش کے ذریعے اپنے عزیز واقرباء اور اہل خانہ، دوست احباب و دیگر مسلمانوں کو بھی ترغیب دلا کر مُرید یا طالب کروادیں۔ طالب ہونے کی صورت میں جو انکے پیر صاحب ہیں وہ ہی ان کے پیر صاحب رہیں گے بلکہ ان کے پیر صاحب کے فیض کے ساتھ ساتھ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ **امیر اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا فیض بھی ملنا شروع ہو جائے گا۔ اور اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے دونوں جہاں میں بیڑا پار ہوگا۔

مُرید بننے کا طریقہ بہت سے اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں، اس بات کا اظہار کرتے رہتے ہیں! کہ ہم **امیر اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے مُرید یا طالب ہونا چاہتے ہیں۔ مگر طریقہ کار معلوم نہیں، تو اگر آپ مُرید بننا چاہتے ہیں تو اپنا اور جن کو **مُرید یا طالب** بنانا چاہتے ہیں ان کا نام، ایک صفحے پر ترتیب وار بمع ولدیت و عمر لکھ کر **عالمی مرکز فیضانِ مدینہ محلہ سوداگرن پرانی سبزی منڈی کراچی مکتب نمبر 3** کے پتے پر روانہ فرمادیں، تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں بھی سلسلہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں داخل کر لیا جائے گا۔ اس کے لئے نام لکھنے کا طریقہ بھی سمجھ لیں۔ مثلاً لڑکی ہو تو **میمونہ بنت محمد بلال** عمر تقریباً چھ سال اور لڑکا ہو تو **احمد رضا بن محمد بلال** عمر تقریباً چھ سال، اپنا مکمل پتا لکھنا ہرگز نہ بھولیں (پتا انگریزی کے کیپٹل حروف میں لکھیں)

E-mail : attar@dawateislami.net

مسئلہ: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عورت کے لئے اجازتِ شوھر کی حاجت نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۴) عورت باری کے دنوں میں بھی مُرید ہو سکتی ہے۔

مسئلہ: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "بذریعہ قاصد یا بذریعہ خط مُرید ہو سکتا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۴) معلوم ہوا کہ جب نمائندے یا خط کے ذریعے مُرید ہو سکتا ہے۔ تو ای میل، ٹیلیفون، اور لاؤڈ اسپیکر پر بدرجہ اولیٰ بیعت جائز ہوئی۔ شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند **مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ** بھی لوگوں کو اجتماعی طور پر مُرید فرماتے تھے۔

مزید معلومات کے لئے رسالہ **آداب مرشد کامل** مکتبہ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے حاصل فرما کر اسکا مطالعہ فرمائیں۔ اس مضمون کے ذریعے اجتماعی یا انفرادی ترغیب بھی دلا سکتے ہیں۔

ماخذ و مراجع

- ﴿1﴾ القرآن الحکیم مطبوعه دارالعلوم امجدیہ کراچی
- ﴿2﴾ صحیح بخاری مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت
- ﴿3﴾ صحیح مسلم مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت
- ﴿4﴾ الاحسان بترتیب ابن حبان مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت
- ﴿5﴾ جامع ترمذی مطبوعه دارالفکر بیروت
- ﴿6﴾ سنن ابی داؤد مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت
- ﴿7﴾ مسند امام احمد مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت
- ﴿8﴾ مؤطا امام مالک مطبوعه دارالمعرفه بیروت
- ﴿9﴾ کنز العمال مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت
- ﴿10﴾ شعب الایمان مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت
- ﴿11﴾ مجمع الزوائد مطبوعه دارالفکر بیروت
- ﴿12﴾ الترغیب والترہیب مطبوعه دارالفکر بیروت
- ﴿13﴾ مسند بزار مطبوعه مکتبہ العلوم والحکم مدینہ المنورہ
- ﴿14﴾ طبرانی اوسط مطبوعه دارالفکر بیروت
- ﴿15﴾ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت
- ﴿16﴾ السنن الکبریٰ مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت

- ﴿17﴾ مشکوة المصابیح مطبوعة دارالفکر بیروت
- ﴿18﴾ الادب المفرد مطبوعة دارالحديث ملتان
- ﴿19﴾ الدارقطنی مطبوعة نشر السنة ملتان
- ﴿20﴾ جامع العلوم دارالفکر بیروت
- ﴿21﴾ طبقات ابن سعد (الطبقات الكبرى) مطبوعة دارالکتب العلمية بیروت
- ﴿22﴾ مستطرف مطبوعة دارالفکر بیروت
- ﴿23﴾ زرقانی علی المواهب مطبوعة دارالکتب العلمية بیروت
- ﴿24﴾ امر الغابة مطبوعة داراهیاء التراث العربی بیروت
- ﴿25﴾ هلیة الاولیاء مطبوعة داراهیاء التراث العربی بیروت
- ﴿26﴾ مکارم الاخلاق مطبوعة دارالکتب العلمية بیروت
- ﴿27﴾ اهیاء العلوم مطبوعة دار صادر بیروت
- ﴿28﴾ کیمیائے سعادت مطبوعة انتشارات گنجینه تهران
- ﴿29﴾ البدریة والنزهة مطبوعة دارالکتب العلمية بیروت
- ﴿30﴾ مکائفة القلوب دارالکتب العلمية بیروت
- ﴿31﴾ تنبیه الغافلین مطبوعة دار ابن کثیر بیروت
- ﴿32﴾ وفاء الوفاء مطبوعة داراهیا التراث العربی بیروت
- ﴿33﴾ روض الرياضین مطبوعة دالبشائر دمشق تام

- ﴿34﴾ المنبریات لیوم الاستعداد نورانی کتب خانہ یساور
- ﴿35﴾ کتاب التوابین مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.....
- ﴿36﴾ ذم الرہوی مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.....
- ﴿37﴾ تذکرۃ الاولیاء مطبوعہ انشادات تہران.....
- ﴿38﴾ طہرانی کبیر مطبوعہ دارالہیاء التراث العربی بیروت.....
- ﴿39﴾ الوفاء باحوال المصطفیٰ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور.....
- ﴿40﴾ تنبیہ المفتقرین مطبوعہ دارالبشائر دمشق شام.....
- ﴿41﴾ روحانی حکایات مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی.....
- ﴿42﴾ سیرت صدر الشریعہ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور.....
- ﴿43﴾ فتاویٰ مصطفویہ مطبوعہ شبیر برادر لاہور
- ﴿44﴾ فتاویٰ امجدیہ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی
- ﴿45﴾ حیات اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ مطبوعہ مکتبہ المدینہ کراچی
- ﴿46﴾ ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ مشتاق باج کارنر لاہور.....

